اوراق گل

(انگلش پوئٹری)

جسکو

حسب الحکم

قدردان فیض رسان جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ

تاج ہند جی سی، ایس، آئی، جی، سی، آئی - ای،

فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا و اجلالہا

منشی سید محمد یوسف قیصر

نے

نظم اردو مین ترجمہ کیا

(اور)

(مطبع سلطانی ریاست بھوپال مین باہتمام مولوی محمد حمید اللہ مہتمم مطبع ریاست طبع ہوی)

سنہ ۱۹۱۶ء

اوراق گل

انگلش پوئٹری

جسکو

حسب الحکم

قدردان فیض رسان ہر ہائینس جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ

تاج ہند، جی، سی، ایس، آئی، جی، سی، آئی، ای

فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا و اجلالہا

منشی سید محمد یوسف قیصر

نے

نظم اردو مین ترجمہ کیا

اور

مطبع سلطانی ریاست بھوپال مین باہتمام مولوی محمد حمید اللہ مہتمم مطبع ریاست طبع ہوا

سنہ ۱۹۱۲ء

فہرست مضامین "اوراق گل" (ترجمہ انگلش پوئٹری)

اس کتاب کا

انتساب

آقائے نامدار ہر ہائینس جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
سی ، آئی ۔ جی ، سی ، ایس ، آئی ۔ جی ، سی ، آئی ، ای فرمانروائے
ریاست بھوپال دام اقبالہا کے نام نامی اسم گرامی سے
ہونا میرے لئے باعث فخر ہے ۔

زقدر و شوکتِ سلطان نہ گشت چیزے کم
کلاہ گوشۂ قیصر بہ آفتاب رسید

موتیا چمن ، ریاست بھوپال
۲۶ / اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء

دعاگوئے دولت و اقبال
قیصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے ربیع الاول ۱۳۳۳ھ
مین "انگلش پوئٹری کی پہلی کتاب" جس مین علاوہ ادبی اور تاریخی
نظمون کے بچون کے واسطے اخلاقی نظمین بہ کثرت ہین، اُردو
نظم مین ترجمہ کرنے کے لئے ازراہ قدردانی مرحمت فرمائی
اور دس ماہ کے قلیل عرصہ مین خادم نے اس حکم کی تعمیل کر دی
دوران ترجمہ مین اکثر نظمین حضور سرکار عالیہ دامت اقبالہا
ملاحظہ فرماتی رہی ہین، اور مجھے فخر ہے کہ حضور عالیہ نے اس
ترجمہ نظم کو پسند فرما کر میری عزت افزائی کی، مجھے اس کا
اعتراف ضرور ہے کہ انگریزی کی ان پاکیزہ اور دلچسپ
نظمون کو اُردو نظم کا لباس پہنانے مین باوجود سعی بلیغ کے
بھی مین پورے طور سے کامیاب نہین ہو سکا، تاہم میری
یہ کوشش رائیگان نہین گئی کہ عبارت مین سلاست اور مضامین مین
فصاحت قائم رہے، "تاکہ بچون کو اُس کے پڑھنے مین کوئی
اُلجھن نہ پیدا ہو اور وہ آسانی کے ساتھ شاعر کے
اصلی خیالات اور جذبات کی تہ تک پہونچ سکین۔

عموماً ان نظمون کا پلاٹ شاعرون نے اپنے ملک (یورپ)
کے سوشیل حالات اور واقعات پر رکھا تھا اور وہین کی
طرز معاشرت اُن کے پیش نظر تھی، جو ہمارے بچون کیواسطے
بالکل اجنبی اور غالباً غیر مفید تھی، ضرورت اس امر کی تھی کہ اُن کو
اپنے ہی دیس کی چیزون اور مثالون سے سمجھایا جائے تاکہ آسانی سے
مطالب ذہن نشین ہو سکین، اس لئے مین نے اس مجموعہ کی
اکثر نظمون مین مصلحتاً ضروری اور دلچسپ تصرف کیا ہے، مگر
شاعر کے خیالات اور نظم کے نفس مضمون کو اپنی اصلی حالت پر
رہنے دیا ہے، عموماً بجائے انگریزی نامون کے ہندوستانی
نام لکھے گئے ہین، اس لئے عام طور پر ان نظمون کے ترجمہ مین
گنگا جمنی (مشرقی اور مغربی) خیالات پائے جاتے ہین جو ایک حد تک دلکش ہین
ساتھ ہی اسکے مجھے اپنی شاعری کی نسبت یہ باور کرانا ضرور ہے
کہ اس مین از روے علم و فن غلطیون کا رہجانا لازمی اور لغزشون کا
ہو جانا یقینی ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ:-

نہ مین اچھا، نہ میرے شعر اچھے، بات اتنی ہے
جسے اچھا کہین سرکار، اچھا ہو ہی جاتا ہے

نیازمند قیصر

مونیا چمن، ریاست بھوپال
۲۶ر اکتوبر ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

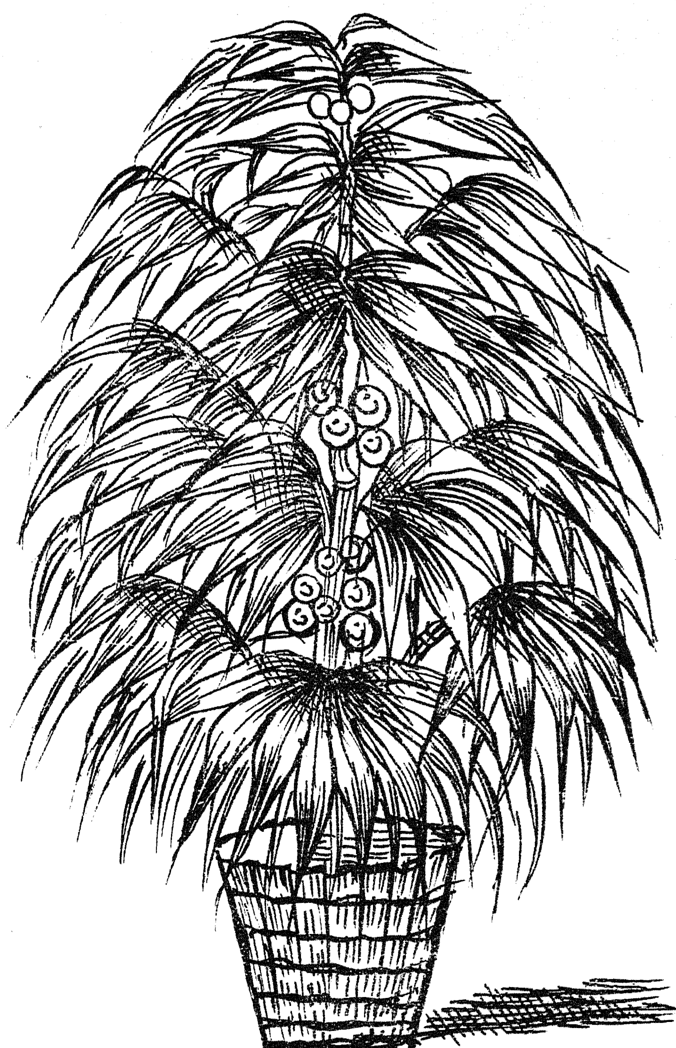
حضور سرکار عالیہ دامت اقبالہا نے ربیع الاول ۱۳۳۳ھ
مین "انگلش پوئٹری کی پہلی کتاب" جس مین علاوہ ادبی اور تاریخی
نظمون کے بچون کے واسطے اخلاقی نظمین بہ کثرت ہین، اردو
نظم مین ترجمہ کرنے کے لئے ازراہ قدردانی مرحمت فرمائی
اور دس ماہ کے قلیل عرصہ مین خادم نے اس حکم کی تعمیل کر دی
دوران ترجمہ مین اکثر نظمین حضور سرکار عالیہ دامت اقبالہا
ملاحظہ فرماتی رہی ہین، اور مجھے فخر ہے کہ حضور عالیہ نے اس
ترجمہ نظم کو پسند فرما کر میری عزت افزائی کی، مجھے اس کا
اعتراف ضرور ہے کہ انگریزی کی ان پاکیزہ اور دلچسپ
نظمون کو اردو نظم کا لباس پہنانے مین باوجود سعی بلیغ کے
بھی مین پورے طور سے کامیاب نہین ہو سکا، تاہم میری
یہ کوشش رائیگان نہین گئی کہ عبارت مین سلاست اور مضامین مین
فصاحت قائم رہے، تاکہ بچون کو اس کے پڑھنے مین کوئی
الجھن نہ پیدا ہو اور وہ آسانی کے ساتھ شاعر کے
اصلی خیالات اور جذبات کی تہ تک پہونچ سکین۔

عموماً ان نظمون کا پلاٹ شاعرون نے اپنے ملک (یورپ) کے سوشیل حالات اور واقعات پر رکھا تھا اور وہین کی طرز معاشرت اُن کے پیش نظر تھی، جو ہمارے بچون کیواسطے بالکل اجنبی اور غالباً غیر مفید تھی، ضرورت اس امر کی تھی کہ اُن کو اپنے ہی دیس کی چیزون اور مثالون سے سمجھایا جائے تاکہ آسانی سے مطالب ذہن نشین ہو سکین، اس لئے مین نے اس مجموعہ کی اکثر نظمون مین مصلحتاً ضروری اور دلچسپ تصرف کیا ہے، مگر شاعر کے خیالات اور نظم کے نفس مضمون کو اپنی اصلی حالت پر رہنے دیا ہے۔ عموماً بجائے انگریزی نامون کے ہندستانی نام لکھے گئے ہین، اس لئے عام طور پر ان نظمون کے ترجمہ مین گنگا جمنی (مشرقی اور مغربی) خیالات پائے جاتے ہین جو ایک حد تک دلکش ہین۔ ساتھ ہی اسکے مجھے اپنی شاعری کی نسبت یہ باور کرانا ضرور ہے کہ اس مین از روے علم وفن غلطیون کا رہجانا لازمی اور لغزشون کا ہو جانا یقینی ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ :-

نہ مین اچھا، نہ میرے شعر اچھے، بات اتنی ہے
جسے اچھا کہین سرکار، اچھا ہو ہی جاتا ہے

نیازمند قیصر

موتیا چمن، ریاست بھوپال
۲۶ر اکتوبر ۱۹۱۶ء



حصه اول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اوراقِ گل

خدا کا تحفہ

(ای، ڈی، لیڈ، اینی، پراکٹر بولادت ۱۸۲۵ء رحلت ۱۹۶۴ء)

خدا نے اس زمین کو ایک تحفہ بے بہا بخشا
وہ بچّہ، جو کہ تھا معصومیت کا دل نشین پتلا
برائی سے وہ دنیا بھر کی بے شک پاک تھا بالکل
وہ معصومانہ آنکھیں اپنی کھولے مسکراتا تھا
پڑا تھا کس مپرسی، بیکسی کی گود میں اب تو
زمین نے سرد مہری اور حقارت سے لیا اوسکو
اور اوس دن کو لگی منحوس کہنے پھر تو سب دنیا
وہ دن، جس میں کہ یہ معصوم بچہ تھا ہوا پیدا

دیا اک بدنما سا نام پہلے اوس کو دنیا نے
دی بدنامی اوسے ورثہ مین، اور آوارگی بخشی
جھلایا احتیاج اور شرم کے جھولے مین پھر اوسکو
زمین نے کس مپرسی، بیکسی، بیچارگی بخشی

بھلائی اور سچائی کے ہین زرین اثر جتنے
خدا کی ہین مقدس روشنی کی جس قدر کرنین
زمین نے اوس کی نظرون کے قریب اونکو کیا اوجھل
ہوئین ہر طرح سے محروم وہ نیلوفری آنکھین

تب اپنے دل کو اور آنکھون کو اور اپنی توجہ کو
ہٹایا اوس کی جانب سے، بنی وہ منتظر اسکی
کہ اوس کے چھوٹے چھوٹے پاؤن پڑ جائین گناہون مین
اور اوسکے پاک سر پر معصیت کی ہو رکھی گٹھری

وہ بچہ معصیت، جرمون کے ایسے غار مین کھیلا
جہان پیدا ہوے تھے معصیت اور جرم دنیا کے
یہ وہ قانون تھا، جسکی اطاعت اوسپہ لازم تھی
مگر ادنےٰ کرشمے تھے یہی چشم تماشا کے

اطاعت اور مستعدی سے اون کانون کو وہ سیکھا
جو لوگون نے سکھاے اور دی تعلیم جس جس کی
گناہون کے سبق تھے اور عبادت کے لئے قسمین
خدا کے حکم سے انکار اور پھر اوس کی پابندی

زمین کو جوش آیا اور اپنی پوری طاقت سے
سزا دینے اوٹھی مجروح حق کی اپنے پھر اوسکو
اندھیری رات کی تاریکیون مین اوسکو لا ڈالا
نظر آتا نہین تھا جس جگھہ پر نور کا پرتو

جھلسنے والے شعلون سے حیا کے آگ دی اوسکو
مگر وہ معصیت پرور نہین سمجھا کہ یہ کیا ہے
خدا کے نور سے اوس کو چھپا کر کر دیا گمرہ
وہ گمراہی مین پڑکر بیکسی کی موت مرتا ہے

خدا نے اس زمین کو ایک تحفہ بے بہا بخشا
وہ بچہ جو کہ تھا معصومیت کا دل نشین پتلا
بُرائی سے وہ دنیا بھر کی بیشک پاک تھا بالکل
وہ معصومانہ آنکھین اپنی کھولے مسکراتا تھا

زمین تحفہ کو لیکر پھر تو خوب ہی زور سے چیخی
ہوا مشہور اوس کا فاتحانہ فخر اور عشرت
صدائے واپسین سے بھی جوابِ عیش ملتا تھا
غرض ہر طرح سے دنیا مین پھیلائی گئی شہرت

اور اوس گھنٹے کو برکت دی زمین نے اپنے ہاتھون سے
وہ جس گھنٹے مین آیا تھا پہننے تاج شہرت کا
ہزارون سال سے گوندھا گیا تھا نام پر اوسکے
ہر اک موتی مین جس کے عکس تھا دنیا کی عزت کا

زمین کے علم و فن اور انتہائی صنعت و حرفت
ہوے مصروف اوسکی تربیت مین پوری طاقت سے
اور اوس کا نرم دل، نازک دماغ اور اوسکی ہر خواہش
برائی سے رہی محفوظ اور ہر ایک آفت سے

بچھائے پھول اوسکی صبح کے رستہ مین دنیا نے
محبت نے نہایت نازنین قطرون کی بارش کی
چلے تھے صبح کے اس طرح پر پہلے گون سے گھنٹے
شفق گون ابر سے چارون طرف پھیلی مسرت تھی

بنی تھین فرشِ رہ قوس قزح کی رنگتین کیسی
پڑا تھا راستی، نیکی کا ہالا ہر طرف اوس کے
نظر بچہ کی للچانے کو اور ترغیب دینے کو
فراہم گرد و پیش اوسکے یہ اسباب مسرت تھے

ہر اک کھیل اوس کا روشن ہو رہا تھا پاک کرنون سے
بنی اب روز روشن روشنی بھی صبحِ صادق کی
لیا آغوش مین سورج کے گھوارے نے پھر اوسکو
لباس نور سے پیدا مسرت ہوتی جاتی تھی

زمین پھر پوری طاقت سے اُٹھی اور یہ لگی کہنے
اضافہ اسپہ ہونا چاہیے اب تو شرافت کا
وہ دل ہے اسکے پہلو مین شرافت کا جو مرکز ہے
رگون مین اسکے ہے وہ خون، جو جوہر ہے عزت کا

یہ دونون تحفے خالص اور نورانی تھے ای دنیا!
خدا کی بھی نگاہون مین تھے یہ معصوم اور بہتر
کرے گا فیصلہ اسکا خدا، تجھہ کو سزا دے گا
وہ دنیا اور مافیہا سے ہے ہر طرح طاقت ور

چھوٹی حمیدہ

(نرسری رائم)

چھوڑ کر ننّھی حمیدہ کھیل اپنا ایک بار
پڑ گئی جاکر بچھونے پر چڑھ آیا جب بخار

ایک چڑیا آئی جسکا پیٹ تھا سرخی لئے
چونچ میں روٹی کا ٹکڑا اپنی تھی دابے ہوے

بولی چڑیا بی حمیدہ کھائیے کھانا مرا
یہ کہا چھوٹی حمیدہ نے تمہارا شکریہ"

ہوگئی اچھی حمیدہ، اس میں طاقت آگئی
ایک دن اوسکی طبیعت میں شرارت آگئی

کچھ چڑھاکر تیوری اپنی یہ چڑیا سے کہا
تم سے کچھ ملتا نہیں مجھکو محبت کا مزا

آگیا چڑیا کو غصہ، جوش میں کہنے لگی
شرم تم کو چاہئے عادت ہے یہ کیسی بُری

بی حمیدہ میری ہمدردی کی اچھی قدر کی
کہہ چکی جب یہ تو ٹہنی سے پُھدک کر اُڑ گئی

موسم بہار

(اے ن)

کہا پتّیوں سے یہ اک دن ہوا نے
کہ اب اچھے موسم کے دن خوب آئے

مرے ساتھ تم آؤ، اور آکے کھیلو
بس اب سبز اور سرخ کپڑوں کو پہنو

سنا پتون نے جو کہنا ہوا کا وہ سب آگیئن پھٹ پھٹاتی ہوئی
اُتر آئین اک کھیت پر سب کی سب سُریلا سا اک راگ گاتی ہوئی

چڑیا کے خیالات

(اے نن)

رہتی تھی چین سے مین چھوٹے سے ایک گھر مین
اور اُس مین کر رہی تھی اچھی طرح بسر مین
دنیا کو جانتی تھی مین گول اور چھوٹی،
یہ پیلے نیلے گولہ کی ہے زمین کیسی ؛
پھر ایک گھونسلہ مین رہنے لگی مین جا کر
مین اوسکو جانتی تھی اپنا بہت بڑا گھر
اوس گھونسلہ مین میری اتنی سمجھ بڑی ہے
دنیا کو جانتی تھی، تنکون سے یہ بنی ہے
طاقت جب آگئی کچھ میرے پرون کے اندر
دنیا کے دیکھنے کو پہونچی مین پھڑ پھڑا کر
سمجھی کہ پتیّون سے دنیا بنی ہوئی ہے
گنجان ڈالیون سے کیسی چھپی ہوئی ہے

آخر جوان ہو کر اُڑنے لگی جہان مین
پھر وہ سمجھہ نہین تھی پہلے جو تھی مکان مین
مین اور مرے پڑوسی کچھ جانتے نہین ہین
دنیا بنی ہے کس سے پہچانتے نہین ہین

مہینون کے دن

(اولڈ رائم)

یہ اپریل و جون اور نومبر، دسمبر انہین یاد رکھو کہ ہین تیس[۳۰] دن کے
اور اٹھائیس دن کا ہے یہ فروری اور باقی مہینے ہین اکتیس[۳۱] دن کے
مگر لوند کا جب مہینہ لگے گا تو دن فروری کے ہین انتیس[۲۹] دن کے

شبریں گلاب کا لال پھول

(اے نن)

جب دیکھتی ہون اوسکو، ہوتی مجھے خوشی ہے
کیسی ہری بھری یہ جھاڑی گلاب کی ہے

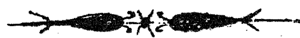
کچھ جھوٹ نام کو بھی ہرگز نہین بیان مین
جیسا کہ وہ ہے شیرین، کوئی نہین جہان مین
پھولے پھلے، رہے یہ سرسبز اور تازہ
اور چھوٹی چھوٹی کلیان کھلتی رہین ہمیشہ

ہمدردی

(اے نن)

گئی ایک لڑکی کے ہمراہ چڑیا — چراگاہ مین جب موسم تھا ٹھنڈا
وہان جا کے لڑکی نے دل مین یہ سوچا — کہ چڑیا کے تن پر نہین کوئی کپڑا
پریشان اسے کر رہی ہوگی سردی — اگرچہ ہے میدان مین دھوپ پھیلی

ادھر چھوٹی چڑیا نے سوچا یہ دلمین — کہ لڑکی کے میری طرح پر نہین ہین
بدن اوس کا تو ہو گیا ہوگا ٹھنڈا — پریشان اسے کر رہا ہوگا جاڑا
خیالات اچھے تھے باتین تھین اچھی — وہ اک دوسرے کی تھین ہمدردی



چھوٹا مرد اور چھوٹی عورت

(نرسری رائم)

کہین مرد و عورت تھے، دو چھوٹے چھوٹے
کہا مرد نے اوس سے اک روز آ کے
کہ اے چھوٹی عورت؟ ہو تم اس پہ راضی
کہ دونون کی ہو جائے آپس مین شادی

کہا چھوٹی عورت نے اک آہ بھر کے
نہین پاس کھانے کو کچھ بھی ہمارے
تمھین جس محبت کا ہے جوش اتنا
بھلا اوسکو کھانے سے ہے واسطہ کیا
پکا دیگی کیا میرا کھانا محبت
چھڑا دے گی جی کا جلانا محبت
نہین ہوتی ہے صرف الفت سے شادی
کمائی اگر کچھ کرو، تب ہون راضی

چھوٹا چوہا چوہے دان مین پھنس گیا

(اے۔ تن)

مین ہون ایک چھوٹا سا چوہا غریب　　تمھارے مکان کے ہون ہنا قریب
تمھارے ہی ٹکڑون کو کھاتا ہون مین　　تمھارے سبب چین پاتا ہون مین
شرارت کی تو کچھ نہ تھی بات بھی　　کہ آرام کی ہے یہی زندگی
مری عرض اتنی سی ہے، سنئے تو　　مرے ساتھ نیکی کا برتاو ہو
اگر یہ مری جان لے لوگے تم　　تو دل کو غریبون کے توڑوگے تم
مگر ختم ہون گے نہ یہ دکھ کبھی

تڑپتی وہان ہوگی بی بی مری　　مرا راستہ ہوگی وہ دیکھتی
مری واپسی کی اُسے ہے امید　　خدا اوس کی ہرگز نہ توڑے امید
وہ بہلا رہی ہوگی بچے مرے　　وہ اب آئیگی ڈھونڈنے کو مجھے
پڑے ہون گے بھوکے مری لاڈلے　　ترس کھاکے اون پر مجھے چھوڑ دے
مری بی بی کو ہوگا یہ آسرا　　کہ روٹی کا ٹکڑا کوئی لاے گا
مرے بچون کے ناشتہ کے لئے

مین پاتا ہون کچھ رحم آنکھون پہ اب　　ستانا تمھین چاہئے مجھ کو کب
نہین ہے ضرورت کہ پھٹکی کھلے　　نکل جاؤن گا اوسکے سوراخ سے
نہ اب بھول کر مین یہان آؤن گا　　نہ خطرہ کبھی جان پر لاؤن گا

خدا کے لئے چھوڑ دے چھوڑ دے
مری قید کی رسیان توڑ دے
نہ ہرگز مجھے دیکھہ پاؤ گی تم
نہین آؤن گا گو بلاؤ گی تم
کسی طرح عادت چھٹے ظلم کی

میری چھوٹی بیوی

(نرسری رائم)

مری چھوٹی بی بی نہایت حسین ہے
وہ ایسی حسین ہے کہ کوئی نہین ہے
وہ ہراک رکابی کو دھوتی ہے کیسا
مرے گھر کو رکھتی ہے وہ صاف ستھرا
وہ میرے لئے لینے جاتی ہے آٹا
بڑی دور سے جاکے لاتی ہے آٹا
پکاتی ہے وہ روٹیان اچھی اچھی
نہین ہاتھ سے اوسکے جلتی ہے روٹی
مجھے رات کو ہے سناتی کہانی
بہت مجھپہ کرتی ہے وہ مہربانی

میرا پہاڑی ٹٹو

(نرسری رائم)

ایک ٹٹو تھا پہاڑی میرے پاس
اوسکو دیتا تھا مین دانہ اور گھاس
اوسپہ چڑھ کر خوب گرتا تھا مین
میلے اور بازار کو جاتا تھا مین

اسکو کچھ حاجت نہ تھی مہمیز کی اور کوڑے کو نہ دیکھا تھا کبھی
اس کو رکھتا تھا بڑے ارمان سے جانتا تھا اُس کو بڑھ کر جان سے

جگنو

(ایم - الیف - بٹیس)

بہت کچھ مزہ آرہا تھا وہان ہزارون چمکتے تھے جگنو جہان
پکڑنے کا اون کے نہ پوچھو سمان وہان دوڑتی تھین بہت لڑکیان
دوپٹے کے پلو مین باندھے گئے اندھیرے مین پھرون چمکتے رہے
مگر رات بھر کی تھی وہ روشنی سویرا ہوا جب تو پھر کچھ نہ تھی
جو ہاتھ آگئے اونکے جگنو میان تو کیسے اُچھلتے ہین ننھو میان

لڑکا اور شہد کی مکھیان

(نرسری رائم)

حامد! جو دیکھنے مین نہایت ہی نیک تھا وہ سب کھلاڑیون مین محلہ کا ایک تھا
سوچا یہ اپنے دل مین کہ کچھ کام کیجئے سوداگری مین شہد کے بس نام کیجئے

اُس نے بنایا باغ کے نزدیک وہ مکان جسمین کہ بھن بھناتی تھین ہر وقت مکھیان
وہ آسرا لگائے تھا بس شہد کے لئے تیار جلد ہو کہ اُسے جا کے بیچیے

جب مکھیون نے خوب ہی چھتہ بنا لیا اور شہد سے جب اچھی طرح سے وہ بھر گیا
حامد کے دلمین پھر تو بہت کچھ خیال تھا رنگت خوشی سے سرخ تھی، چہرہ بحال تھا

سوچا یہ دلمین ڈھنگ کچھ ایسا نکالیے کچھ اسکے توڑنے کا طریقہ نکالیے
اوڑنے نہ پائین چھتہ سے بالکل ہی مکھیان اور شہد بھی نکال لون اوس سے مین یکایان

تھے کاٹنے کے اُسکے بدن پر بہت نشان اس طرح مکھیون نے کیا تھا لہولہان
بےساختہ وہ دوڑ کے گھر اپنے آگیا وہ شہد کا نکالنا کچھ جانتا نہ تھا

جناب مقناطیس اور بیوی سوئی

(نرسری رائم)

چلین جو گھر سے کسی کام کو سوئی بیگم
تو مل گئے کہین رستہ مین اون کو مقناطیس
وہ ایک دوسرے سے خوش ہوے گلے مل کر
نظر مین لوگون کے جوڑا تھا اک بہت ہی نفیس

ملی نظر سے نظر ایک دوسرے کی جب
تو آکے بن گئے آپس مین وہ انیس و جلیس
ادھر تو بیوی سوئی اپنی دُھن کی تھین پکّی،
ادھر کشش مین تھے پورے جناب مقناطیس

بدلو (لوہار)

(از سری رائم)

میرے گھوڑے کے نعل اے بدلو؟ کیا تو مضبوطی سے لگا دیگا
جس سے گھوڑے کی چارون پیرونمین کیل کانٹے کا کچھ نہ ہو کھٹکا

مین لگاؤن گا اے جناب! ابھی کام ہو جاوے گا ابھی جھٹ پٹ
خوب جڑوون گا اوسکو کیلون سے دیکھئے تو ذرا مری کھٹ کھٹ

جڑ دیے نعل خوب ہی تو نے خوب مضبوط کر دیا ہے کام
ہو گئی اب دونون کو بے فکری ایک مدت کو ہو گیا آرام



برسات اور آندھی کا طوفان

(ڈاکٹر ہنرچ ہوفمین)

جب گاؤن کی جانب کو چلا زور سے پانی
اور ہو گئی دو چند جوندی کی روانی
قصبہ کے تھے جو چھوٹے بڑے لڑکیان لڑکے
وہ اپنے مکانون مین تھے بس کھیلتے پھرتے
محمود نے سوچا کہ چلون گاؤن سے مین بھی
کیا پانی برستے مین نکلتا نہین کوئی
جب گھر سے چلا راہ مین پانی نے خبر لی
اک ہاتھ مین اپنے وہ لئے لال تھا چھتری

پھولون کو درختون کے گراتی ہوئی آندھی
چلتی ہے وہ سیٹی کو بجاتی ہوئی آندھی
محمود کی چھتری مین ہوا بھر گئی آکر
اور لے چلی اوپر کی طرف اس کو اڑا کر
ہنکار گیا اوس کا وہ سب چیخ کے رونا
اس زور کی آندھی مین بھلا کون ہے سنتا

بادل کے قریب اوسکو لئے جاتی تھی آندھی
اور آگے چلی جاتی تھی اوڑتی ہوئی ٹوپی

کیسی وہ بلندی تھی جہان جا کے وہ پہونچا
وہ دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے نہان تھا
اور اس کی جو ٹوپی تھی وہ اونچی گئی ایسی
گویا کہ وہ پہلے سے زمین پر ہی نہین تھی
کیا کوئی بتائے کہ کہان جا کے رہا وہ
ٹھرا وہ کہان اور کہان جا کے گرا وہ
بچون مین نہ بوڑھون مین کہین اوسکا پتا تھا
پھر اوس کو کسی نے بھی نہین گاؤن مین دیکھا

سورج

(رائے تن)

تعجب ہے چلا جاتا کہان ہے رات کو چھپ کر
وہ سورج، جو کہ سارا دن چمکتا رہتا ہے سر پر
یقیناً اس پہاڑی کے وہ نیچھے ڈوب جاتا ھے
اور اس کے ڈوبتے ہی اک اندھیرا آکے چھاتا ہے

مین اپنے کام سے جب تھک کے پڑجاتا ہون بستر پر
تو پھر یہ چھا ئختا ہے اوس پہاڑی مین نہان ہوکر
سویرے جب کہ مین اوٹھ بیٹھتا ہون اپنے بستر سے
تو اس کی تیز کرنین پھیلتی ہین آسمان پر سے

یہ سنتا ہون کہ جب ہم جا کے سو جاتے ہین بستر پر
تو رہتا ہے یہ سورج دوسرے ملکونمین بس جا کر
مجھے امید ہے سورج کی ان چمکیلی کرنون سے
کہ یہ آ نا نہ بھولین گی کبھی دنیا سے پھر جا کے
نہ بھولین گی مری کھڑکی سے مجھ کو جھانکتے رہنا
نظر آتی رہیگی مجھ کو ان کی ذات سے دنیا

چاندکی روشنی

(اولڈ رائم)

اے لڑکو ! اور اے لڑکیو ! آؤ نکل کر کھیلنے
اب روشنی مین چاند کی کیسے مزے ہین آرہے
گو یا نکل آیا ہے دن ، ہے صاف ایسی روشنی
پھیلی ہوئی ہے ہر طرف کیسے مزے کی چاندنی

تم اپنا کھانا چھوڑ دو ، تم اپنا سونا چھوڑ دو
تم رونا دھونا چھوڑ دو ، تم گھر کا کونا چھوڑ دو
تم اور تمھارے دوست ہون جنگل ہو اور سبزہ بیان
دن ہین خوشی کے دوستو ! اور ہے مسرت کا سمان
جلسے کرو جنگل مین تم کھیلو ہنسو بولو وہان
خوش قسمتی سے آگئے ، ورنہ یہ دن پاتے کہان

بیوقوف ناصر

(نرسری رائم)

تھا ناصر بہت سیدھا اور بھولا بھالا — گیا ایک دن دیکھنے کو تماشا
ملا اوسکو میلے مین اک نان بائی — کہا اوس سے ناصر نے سنئے تو بھائی
مجھے اپنی تھوڑی سی روٹی چکھاؤ — کہا اوسنے تم پہلے پیسے بتاؤ
کہا اوس سے ناصر نے سچ ہون کہتا — نہین ہے مری جیب مین کوئی پیسا
مگر اس گھڑی بھوک نے ہے ستایا — عنایت اگر کچھ کرو تو ہے اچھا
نہین مانا اوس کا کہا نان بائی — نہ دی اوسنے روٹی نہ ناصر نے کھائی
وہ آخر چلا مچھلیان کھیلنے — یہ سوچا کہ مچھلی مرے ہاتھ آئے
وہان سے بھی ناکام وہ لوٹ آیا — اور اوسکو بہت بھوک نے پھر ستایا
بہت مضمحل ہو کے گھر اپنے آیا — جو گذرا تھا اوس پر وہ ماں کو سنایا

رشیدہ اور دیا سلائی کی خطرناک کہانی

(ڈاکٹر ہنرچ ہوفمین)

کہنے سے اوس کے کانپتا ہے آج تک جگر
جو حادثہ رشیدہ کو پہونچا ہے اپنے گھر
دائی، اور اوس کی ماں جو گئیں کام کو کہیں
خالی مکان میں کھیلتے چھوڑا اوسے وہیں
کیا زور ہے نصیب پہ گر ہے بُرا نصیب
ڈبیا دیا سلائی کی تھی میز کے قریب
گو اوس کی ماں گئی اوسے سمجھا کے خوب ہی
اس کو لگایا ہاتھ تو بس جان سے گئی،
ماں نے جو کچھ کہا تھا وہ پتھر کی تھی لکیر
لیکن اوسے وہ ماننے والی تھی کب شریر
دل میں کہا کہ "ماں نے اوسے منع کیوں کیا
وہ چیز جس سے کام ہر اک کا ہے چل رہا
کیسی دیا سلائیاں ہیں سرخ رنگ کی
مجھ کو تو ہے پسند بہت ان کی روشنی

تنہا مکان میں اب مرا گھبرا گیا ہے جی
آئے گا لطف ، دیکھوں ان ہی کی میں روشنی
وہ چٹ چٹاتی ہیں جو رگڑے کسی جگہہ
اور پھیلتی ہے روشنی ان کی سبھی جگہہ
میں تو کبھی نہ مانوں گی اس واہیات کو
اماں تو ان کو خوب جلاتی ہیں رات کو"

تھیں بلیاں جو پالتو اوس کے مکان میں
باتیں رشیدہ کی جو پڑیں اون کے کان میں
چلّائیں مل کے ایسی کہ گونجا تمام گھر
وہ مارتی تھیں زور سے پنجے زمین پر
بولی میں اپنی کہتی تھیں اس طرح وہ سبھی
"مرجاؤگی جو ہاتھ لگایا انہیں کبھی "
لیکن رشیدہ ماننے والی تھی کب یہ بات
جب اچھی بات کو وہ سمجھتی تھی واہیات
ڈبیا دیا سلائی کی وہ دیکھتی رہی
اور کچھ دیا سلائیاں وہ کھینچتی رہی
وہ جب چٹک کے ہوگئی روشن ، تو دیکھکر

مارے خوشی کے خوب ہی اُچھلی اِدھر اُدھر
دیکھا جو بلیون نے تو افسوس سے کہا
"دیکھ اے شریر کام یہ تو کر رہی ہے کیا
پنجون سے تھپ تھپاتی رہین وہ زمین کو
کہتی تھین وہ کہ آگ ہے، اس کو نہ تم چھوؤ"

اک یاس و نا امیدی کا آنکھون مین تھا سمان
کالر سے جب قمیص کے اُٹھنے لگا دھوان
دیکھا دیا سلائی کا تم نے یہ حال بھی
جل اُٹھے ایکبارگی بازو بھی، بال بھی
کوئی نہ آیا، رہ گئی سر کو پٹک پٹک
اور جل رہی تھی آگ مین وہ سر سے پیر تک
چلّا کے رو رہی تھین وہ سب گھر کی بلیان
لیکن نہ آیا اوس کی مدد کو کوئی وھان
وہ کہہ رہی تھین، ہم نے تو پہلے ہی تھا کہا
"مر جاے گی خدا کے لئے تو نہ یہ جلا"

کپڑون سمیت ہاے وہ بالکل ہی جل گئی

بازو بھی ہاتھ پاؤن بھی، آنکھین بھی ناک بھی
اوس کے بدن مین کوئی بھی ایسی نہ چیز تھی
جو اوس کے ساتھ ساتھ نہ برباد ہوگئی
ہان اوس کے جوتے بچ گئے جو دور تھے رکھے
اوس کے سوا نہ ایک وہان چیز پایئے
کیا جانے اپنی جان سے کیا اوسکو بیر تھا
جب جل چکی تو راکھ کا بس ایک ڈھیر تھا
اوس ڈھیر کے قریب ہی بیٹھی تھین بلیان
آنسو تھے اون کی آنکھون سے بیساختہ روان
کہتی تھین، جب کہ آئین گی مان اور دائی بھی
کیا اون کا حال ہوگا خدا جانے اُس گھڑی
روتی تھین اس قدر کہ نہ آکے بیان مین
تھا آنسوون کا ایک سمندر مکان مین

سورج کا سفر

(آر۔ ایل ۔ سٹی ون سن)

کہان ہوتا ہے سورج اپنے بستر سے خدا جانے
مین جا کر لیٹ تا ہون رات کو جب اپنے بستر پہ

گرچاروں طرف پھر کر زمین کو کرتا ہی روشن
یہاں بھی اوس کا ہر دن صبح کو ہو جاتا ہی چکر

چمکتے دن مین جب ہم باغ مین ہین کھیلتے پھرتے
نہین بھاتی ہے جب اوس روشنی مین قید تنہائی
تو ہندوستان کے ہر ننھے سونے والے بچّے کو
سلا دیتی ہے پیشانی کو اوس کی چوم کر دائی

مگر جب شام کو مین چار کے پینے کو اُٹھتا ہون
تو کیسی صبح صادق بحر کا ہل پہ ہے ہو جاتی
جہان اُٹھ بیٹھتے ہین خطۂ مغرب کے سب بچّے
لباس صبح آکر صبح اون سب کو ہے پہناتی

چھوٹی حمیدہ بیگم

(از سری رام)

چھوٹی حمیدہ بیٹھی ہوئی سبز گھاس پر
کھاتی تھی مکھن اور دہی روٹیاں وہان
فوراً ہی ڈر کے بھاگ گئی کھانا چھوڑ کر
جب اوس کے پاس بیٹھ گئین آکے مکھیان

پرندے، حیوانات، اور مچھلیان

(جان ٹیلر)

کُتے کو جب بلائین گے آئے گا ساتھ ساتھ
خُرخُر کرے گی، پھیرین گے بلی کے سر پہ ہاتھ
بندر کے گال ہوتے ہین کس درجہ بدنما
بکری کو اشتیاق ہے بس کھیل کود کا
طوطا بہت ہی ہانکنے والا گپون کا ہے
لیکن نہین سمجھتا ہے اوسکو جو خود کہے
چالاک گھوڑا خوب ہی جنیچ گا بازیان
طرار چست ہو کے وہ کھینچے گا گاڑیان
کھاتا نہین سئور ہے بہاڑون مین اچھی چیز
رکھتی ہے چھالیہ کو گلہری بہت عزیز
یہ بھیڑیا جو ہے، تمھین کھا جاے گا ابھی
جب دیکھو آنکھین بند ہی رہتی ہین باز کی
کوئل ہوا مین گاتی ہے کس زور شور سے
سنتی ہے جس کو شاما بڑے فکر و غور سے
ہوتا ہے ہنس گو کہ بظاہر بہت حسین
لیکن ہے اوسکو ناز کہ مجھسا کوئی نہین

اس سے زیادہ مور میں ہے فخر و نازکی
چمکیلی آنکھیں دم پہ ہیں اُس کے لگی ہوئی
جنگل میں ایسے زور سے ہے شیر چیختا
سُن کر جسے ہر ایک تعجب میں آگیا
ہوتی ہیں کالی اور چمکدار بلیاں
یا اون کی خاکی رنگ کی ہوتی ہیں وردیاں
کوہان خوب ہوتا ہے اونٹوں کی پیٹھ پر
اُلو کو دن سے ہوتی ہے نفرت یہ کس قدر
چڑیا کی ہے خوراک، جو پھل ہیں پکے ہوے
ہاتھی کو کہتے ہیں کہ سمجھ بوجھ کا وہ ہے
مینا کے اچھے نغموں نے مشتاق کرلیا
کوّے کو دیکھتے ہیں کہ ہوتا ہے جلیبا
چڑیا نے اپنے بچّے حفاظت سے ہیں رکھے
تم دیکھ لو کہ گانے کے گھر ہیں چرے ہوے
کیچڑ میں عود بلاؤ بناتا ہے اپنا گھر
ہوتا ہے لال ایک بہت چھوٹا جانور
اوس سے بھی قد میں ہوتی ہیں چھوٹی یہ پدیان
نازک ہیں سب پرندوں میں دنیا کی تتلیاں

پر اون کے کئی رنگ کے ہوتے ہین دھاریدار
بچون سے اپنے کرتا جو اصل ہے کتنا پیار
مان باپ کا عزیز جہان مین ہے لقلقا
ہُد ہُد کی چونچ اور پرندون سے ہے سوا
ہوتی ہے بے گناہ زمانہ مین فاختہ
ہے آدمی کے خون کا پیاسا یہ تیندوا
اورہے کبوترون کو مٹر کھانے کی لگی
کیچڑ مین کر رہی ہے جو لپ لپ، ہے بط وہی
چوہا پنیر کھائے گا رکھا اگر کھلا،
جھینگر کو دیکھئے وہ چلا کودتا ہوا،
ممیاتا رہتا بھیڑ کا بچہ ہے ہر گھڑی
ہوتی ہے مچھلیون کی بہت سخت کھوپری
ہوتا ہے راج ہنس سے دل خوش بہت مرا
وہ سبز گھاس کھیت پہ دیکھو ہے کھا رہا
جگنو اندھیری رات مین ہے کیا چمک رہا
قندیل اوس کے دم مین ہے کیسا لگا ہوا
کچھوا کہ جس کی پیٹھ ہے گویا طباق سی
دیکھو کہ اوسکی کھال بہت سخت ہو گئی،

جرمن مین ہین سُوؔر کے شکاری ہزار ہا
مکھی نے شہد کی ہے بنایا مکان کیا
سرمایہ جمع کرتی ہین جاڑی کا چیونٹیان
چھتہ ہے شہد کے ہے بہت ریچھ مہربان
کیا چونچ ہے عقاب کی سب سے بڑی ہوئی
گردن مین قمریون کی ہے اک شکل طوق کی
تیتر کو بولنا جو سکھایا، ہے بولتا
دانہ پہ مرغ جاتا ہے کیا دوڑتا ہوا
لڑکے جو جانتے نہین کچھ ان تمام کو
بے فائدہ ڈبوتے ہین وہ اپنے نام کو
جلدی سے علم سیکھ کے ہو تو بھی ہوشیار
بچپن نہ کھو کہ آتا ہے یہ صرف ایکبار

گاے

(جان ٹیلر)

شکر تیرا کس منھ سے ادا ہو　دی ہے اچھی گاے مجھکو
کیسا عمدہ دودھ ہے دیتی　میرے کھانے کی فکر ہے رکھتی
تازہ گرم سپید اور میٹھا　شام سویرے تجھ سے ہے ملتا

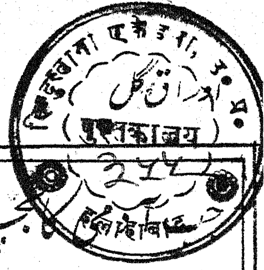
گھانس کے ڈنٹھل زہر کے پودے جو ہین اُگے دریا کے کنارے
اک روز لگین گے سارے ٹھکانے کالے پیلے ہونٹ سے تیرے
جنگل کے سوکھے تازے پتے سامان ہین سب تیری غذا کے
اے مری گاے اوس جا جانا سرخ بنفشہ پھیلا ہے جس جا
بہتے ہین چشمے پانی کے دوب اُگی ہے جس کے کنارے
تو وہان جا کر چلنا پھرنا جس سے تیرا دودھ ہوا چھا

لوری

(لارڈ ٹینی سن)

چڑیا کا ننھا بچہ کہتا ہے صبح اوٹھ کر
اے میری پیاری امان دے تو مجھے اجازت
ان سبز ڈالیون پہ چھوٹی ون مین آج اُڑ کر
ہین بیٹھ کر وہان سے دیکھون جہان کی وسعت

امان یہ کہہ رہی ہے کر تو نہ ایسی جلدی
مضبوط پر نہ آئین جب تک کہ بازوٗن پر
کچھ دن کے بعد بچہ اُڑنے لگا جو خود ہی
دنیا کو دیکھتا تھا ہر سمت پھر پھرا کر



…بچہ کہنے لگا سویرے

مین بھی چلون پھرون اب، امان جو دے اجازت

آرام کر ذرا تو مان نے کہا یہ اوس سے

چلنے کی تجھ مین پیارے کچھ بھی نہین ہے طاقت

تیرے بدن مین جس دم قوت ہو خوب پیدا

چل پھر کے دیکھ لینا دنیا کی ساری وسعت

آرام کر کے بچہ کچھ دن کے بعد اوٹھا

اچھی طرح سے دیکھی اس نے خدا کی صنعت

بھنگا (کیڑا)

(الزبتھ ٹرنر)

نصیبن ایک دن بیٹھی ہوئی تھی باغ مین خوش خوش

کہ اتنے مین نظر آیا وہان اک رینگتا کیڑا

نظر پڑتے ہی اُس کے اس طرح وہ چیخ کر بھاگی

کہ جیسے اُس کو کوئی اُس سے کچھ نقصان ہے پہونچا

سنی جب اُس کی مان نے چیخ کی آواز تو دوڑی

سمجھ کر یہ کہ بیٹی کو کوئی صدمہ نہ پہونچا ہو
مگر جب ہو گیا معلوم اُس کو تو وہ پھر بولی
کہ مین بھی تو اُسے دیکھون نہین معلوم کیسا ہو

گئی جب باغ مین ، دیکھا کہ اک کیڑا تڑپتا تھا
تڑپ کر گھس گیا آخر زمین مین خوف کے مارے
نظر سے ہو گیا اوجھل ، نہ پھر اُس کا نشان پایا
مگر اُس سے نصیبن کو ملا اچھا سبق بارے

کبھی کوئی نہین نقصان پہونچاتے ہین یہ کیڑے
بھلا کیا دانت مارے اور کاٹے گا وہ بیچارا
حماقت ہے کہ بھاگین خوف کھا کر ایسے کیڑون سے
کہ جس کو جانتے ہین سب اور اوس کا نام ہے کُھنگا

جنگل مین گم شدہ بچّے

(اے نن)

مرے پیارو ! جانتے ہو کس قدر عرصہ ہوا
وہ غریب الحال بچے جن کا والی ہے خدا

مین نہین واقف ہون جن کے نام سے اور حال سے
گر ہیون مین دیکھا ہے جنگل مین ہان ٹھیرے ہوے

رات جب ہونے کو آئی اور سورج چھپ گیا
چاند کو دیکھا تو کچھ پایا نہین اوس کا پتا
اس اندھیری رات مین اون کا دل غمدیدہ دیکھ
اون کی آنکھین دیکھ اُن کی صورت رنجیدہ دیکھ

ٹھنڈی سانسین لے رہی ہین پھوٹ کر ہین رو رہے
بیکسی کی موت سے جنگل مین آخر مر گئے
بیکسی کی موت اور جنگل! خدا تیری پناہ!
کون ہے ہمدرد! کوئی بھی نہین، افسوس! آہ!

مر گئے جب وہ تو کین چڑیون نے یہ ہمدردیان
اُن کے حالِ زار پر ہوتے رہے آنسو روان
ان کی ان ہمدردیون مین آگیا لطفِ وطن
لا کے پہنایا اُنھین، جنگل کے پتون کا کفن

میلا کچیلا اور گندا حامد

(ٹی۔ایل۔پکاک)

چھوٹا حامد اس قدر تھا سُست اور کاہل وجود
اُس کی نسبت ایک دن یون کہنے والے نے کہا
اُس کے میلے ہاتھ ہین اور ہاتھ کے ناخن بڑے
اُس کا مُنھ تک صاف اور ستھرا نہین دیکھا گیا

دوستون کو اوس کے ہوتی کس قدر تکلیف سے
دیکھتے ہین جب کہ اوس کو گندگی سے وہ بھرا
گو کہ اوس کو صاف اور ستھرا بنا دیتے ہین وہ
پھر وہ تھوڑی دیر مین میلا کچیلا بن گیا

وہ معزز محفلون مین بیٹھ سکتا ہی نہین
کوئی اچھا آدمی اُس سے کبھی ملتا نہین
ہر طرف سے پڑ رہی ہے اُس پہ نفرت کی نظر
کوئی بتلا دے کہ اس کو صاف دیکھا ہے کہین

دوستون کے کہنے سننے کا نہیں ہوتا اثر
میلے کپڑون سے مگر اُسکو محبت ہوگئی
وہ صفائی کی مسرت کو کبھی پاتا نہیں
اس قدر میلے کچیلے پن کی عادت ہوگئی

ہان مگر جو نیک لڑکے ہین وہی ہین پاک و صاف
اچھے کپڑے جو پہنتے ہین تو ہوتی ہے خوشی
صاف اور ستھرا تو ہر حالت مین رہنا چاہیے
اُن کے سر پر چترِ شاہی ہو کہ یا ہو مفلسی

بے رحم لڑکا

(الزبتھ ٹرنر)

ناصر ایک بے رحم لڑکا تھا کہ جس کو غیر تک
اُس کے مُنھ پر کہہ گذرتے تھے کہ وہ ہے بد نہاد
اُس کی روزانہ یہ کوشش تھی کہ کچھ جھگڑا کرے
اور تازہ شیطنت کی آئے اُس کے دل مین یاد

بلیون کے مارنے سے اُس کو ہوتی تھی خوشی
کھال اُن کی کھینچے ہین اُس کو آتا تھا مزا

پھیرتا تھا ہاتھ شفقت سے وہ اُن کی پیٹھ پر
اور خرخر اُن کی سُن کر خوب پاتا تھا مزا

نیک ہونا چاہیے گر لڑکا کوئی بگڑا ہوا ہو
اور یہ چاہیے کہ مل جائے اُسے اچھا سبق
چھوڑنا چاہے اگر بیہودگی کو اپنی وہ
تو یہ لازم ہے کہ نا صرے وہ سے پچھلا سبق

لوری

(اے نن)

ہے کہانی کا مزا اُس وقت جب کہ ننھے جسم
ہوں لباس خواب میں ملبوس بستر پر پڑے
اونگھنے بچوں کو ہے آتی ہے گہری نیند میں
بے تکلف گھر میں سوتے رہتے ہیں شب بھر پڑے

درحقیقت وہ جگہ دلچسپ ہوتی ہے جہاں
دلکشی کے ساتھ دونوں وقت ملتے رہتے ہیں
اس سہانے وقت میں اُس سونے والے شہر میں
خوبصورت شوخ ایسے خواب کھلتے رہتے ہیں

جبکہ بچون کی خمار آلودہ آنکھین نیند سے
ہوگئین بھاری اور انھین انگڑائیان آنے لگین
کالی، بھوری، آسمانی، سرخ آنکھین بند ہین
میٹھی میٹھی نیند کی جب بدلیان چھانے لگین

منتظر ہو کر برابر سے کھڑی ہین کشتیان
تاکہ لے جائین اُنھین جو خوابِ خوش مین چور ہین
اور ملاحون کی آوازون سے بچے چونک کر
کشتیون پر بیٹھنے کے واسطے مجبور ہین

خوشنما منظر کی جانب کشتیان جانے لگین
نیند کے متوالے بچے اور بھی سونے لگے
کیونکہ چپوون کی تھین آوازین سریلی اسقدر
لوریون کا کام دیتی تھین وہ ان کے واسطے

جب کہا ملاح نے اُترو! کہ خشکی آگئی،
ہوگئی تفریح اچھی، ہوگیا طے یہ سفر
نیند سے اُٹھ بیٹھے بچے سب یہ سن کر جلد جلد
اور اُتر کر کشتیون سے چلدیے وہ اپنے گھر

رابن

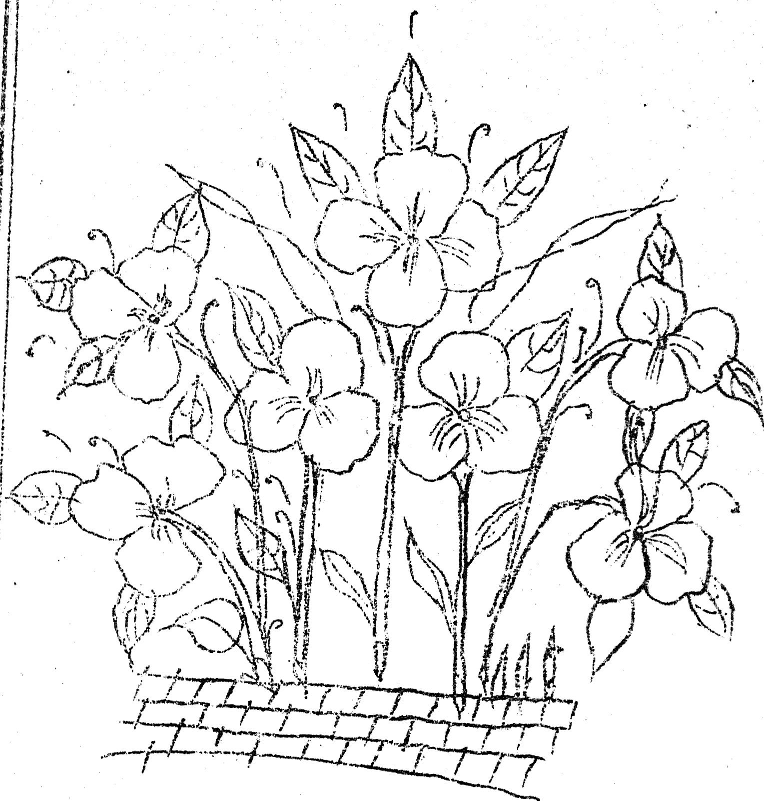
(اے، نن)

سرخ سینہ والی چڑیا نے بنایا گھونسلا
ایک ایسے پیڑ پر اندر سے جو تھا کھوکھلا
تھی جو مادہ وہ تو چپ بیٹھی ہوئی تھی اپنے گھر
نر کو تھی ایسی خوشی وہ رات بھر گاتا رہا
چہچہوں سے ہو گیا ظاہر مسرت کا اثر
اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اُسکے ہمنوا

ایک دن جب ہر طرف سورج کی پھیلی روشنی
مٹ گیا بالکل اندھیرا جو کہ تھا چھایا ہوا
نر نے بچوں سے کہا، تم آج اُڑنا سیکھ لو
کیونکہ اُڑنا سیکھنے کا وقت اچھا آگیا،
یہ کہا بچوں نے، ہاں ہم سب کی کوشش ہو رہی
کاش اس کوشش سے بر آئے ہمارا مدعا
یہ سمجھ لیجے کہ پھوہڑ بن گئیں وہ لڑکیاں
جو سبب دریافت کرتی رہتی ہیں ہر کام کا

ہے وہی لڑکی حقیقت مین سگھڑ جو یہ کہے
ہان کرونگی خوب کوشش کام ہو کیسا بڑا
کچھ دنون مین وہ نہایت کام کی ہو جائیگی
اچھی عورت بن کے پائے گی جہان مین مرتبا





حصّہ دوم

دنیا کا راگ

(گبریل سٹاؤن)

اک خوشی کا مقام ہے دنیا نغمہ و رقص ہین جہان برپا
آدمی سب ہین ہے وہی اچھا جو کسی کام سے نہین ہٹتا

دن نکلتا ہے جب تو پاتا ہون روشنی اور ہوا کی نعمت کو
میٹھے راگون کو خوب سنتا ہون پوچھئے مجھ سے اُن کی لذت کو
مجھکو ہوتی ہے کس قدر حیرت دیکھکر مکھیون کی صورت کو
بھن بھناتی ہین اپنے چھتونمین پا کے وہ صبح کی مسرت کو
بیٹھکر آس پاس پھولون کے چوس لیتی ہین وہ طراوت کو

جب کہ چھجون کے نیچے اڑتی ہین بولتی جاتی ہین ابابیلین

شاخین کیسی لچک سے ہلتی ہین اور ہل کر زمین سے ملتی ہین
اور بڑے سے بڑے پرانے درخت ڈالیان جن کی پڑ گئی ہین سخت
جس پہ چڑھتے نہین ہو تم ڈر سے تا کہ گر جائین ہم نہ اوپر سے
کس مسرت سے چل رہی ہے ہوا ٹھیرتی ہی نہین کبھی اک جا

رات دن کا یہی ہے بس انداز　　چلی آتی ہے اک نہ اک آواز
گیت گاتے ہیں گاڑی کے پہیے　　اُن کو نغموں کا اک مکان کہیے
گاڑی والے کی سیٹیاں سُن کر　　دوڑ جاتی خوشی ہے بیلوں پر

دو گھڑی گر برس گیا پانی　　رنگ پودوں کا ہو گیا دھانی
شہد کی مکھیاں ہوئیں گونگی　　بھن بھناہٹ ہی اُن کی دور ہوئی
بوندیں گرتی ہیں کیسی پتوں سے　　دیکھ لو کھڑکیوں کے شیشوں سے

آگ بن جائے کوئلوں کی اگر　　چائے کی کیتلی رکھیں اُس پر
کوئلے تالیاں بجاتے ہیں　　چائے کی کیتلی میں گاتے ہیں

یہ خوشی کا مقام ہے دنیا　　اس میں بچہ ہو یا کہ ہو بوڑھا
سب کے بشاش ہوں خدا چہرے　　اور نہ افسردہ ہوں ذرا چہرے

ماں کا خواب

(ڈبلیو برنس)

جب رات کو میں سوئی میں نے وہ خواب دیکھا
جس نے کہ میرے دل پر بے حد اثر ہے ڈالا

وہ خواب جو کہ مجھکو غمگین بنا رہا ہے،
وہ خواب جو کہ مجھکو اب تک رُلا رہا ہے
میرا وہ چھوٹا بچہ، جس نے کہ مجھکو چھوڑا
اور ماں کی مامتا سے جس نے کہ منہ کو موڑا
جنت مین جا کے اُس کی رونق بڑھا رہا ہے
اور اُس کی یاد مین دل مجھ کو رُلا رہا ہے
یعنی وہ میرا لڑکا، جو میرا لاڈلا تھا
کن کن مصیبتون سے اتنا بڑا ہوا تھا
تھا جس کی زندگی سے کیسا فراغ مُجھ کو
افسوس دے گیا ہے وہ کیسا داغ مجھکو

خواب

طے کر چکی سفر جب مین اونچے آسمان کا
بچے کو اپنے مین نے اُس آسمان پہ ڈھونڈا
آئے تھے باری باری اچھے ذہین بچّے
تھے کیسے خوبصورت کیسے حسین بچّے
اون کا لباس کیسا نیلوفری تھا اچھا
روشن چراغ گویا ہر ایک کے ہاتھ مین تھا
ہر اک کو مین نے دیکھا وہ کس قدر حسین تھے

چپ چاپ آ رہے تھے کچھ بولتے نہین تھے

جب تھوڑی دیر گذری تب آیا میرا لڑکا
وہ میرے دل کا ٹکڑا آنکھوں کا میری تارا
گو اُس کا پیارا پیارا چہرہ کھلا ہوا تھا
لیکن چراغ اس کا بالکل بُجھا ہوا تھا
وہ میرے پاس آیا اور آ کے مجھ کو دیکھا
جب آ کے مُجھ کو دیکھا اک آہ بھر کے بولا
ہان غم کے آنسوؤن نے ٹھنڈا اسے کیا ہے
میرا چراغ امّان تم نے بجھا دیا ہے
دل مین نہ لاؤ ہرگز ہین جلنے غم کے پہلو
بس میری پیاری امان، تم پونچھ ڈالو آنسو
امان کبھی خدارا تم میرا غم نہ کرنا
اور یاد کر کے مجھکو آہین کبھی نہ بھرنا

چالاک اختر

(نرسری رائم)

سنا! اختر تھا اک چالاک لڑکا　　زمانہ بھر کا تھا بیباک لڑکا

یہ ٹھانی اُس نے دلمین تب چلئے ذرا لندن کی چل کر سیر کیجے
وہان موقع ملے تو مین کماؤن کماؤن اور جی بھر کے اُڑاؤن

ارادہ ہو گیا جب دل مین پکّا سنبھالی اپنی خورجی اپنا ڈنڈا
سنا کرتا تھا وہ لوگون سے اکثر کہ لندن کے ہر اک کوچے کے پتھر
بہت ہی ٹھوس سونے کر بنے ہین زمین پر وہ صفائی سے جڑے ہین

بہت مارا پھرا بیچارہ لڑکا بہت کچھ پتھرون کو اُس نے ڈھونڈا
بالآخر ہو گیا مجبور تھک کے وہان پتھر کہان سونے کے ملتے
ہوے اس درجہ بھولا ساری شیخی نکیلے پتھرن سے پاؤن زخمی

بہت کچھ اُس کو تھا افسوس اس کا ہوا جب ٹکڑے ٹکڑے اُس کا جوتا
تو اُس کو لے گیا اک نان بائی تھا اُس کا کام دوکان کی صفائی
قرینہ سے جمانا کرسیون کا بھرے برتن اکھٹے کر کے دھونا

امیرون کے تھا زمرہ مین گو اختر تجارت سے تھا دولتمند سب گھر
مگر تھی اُس کی قسمت مین بُرائی بُرا برتاؤ کرتا نان بائی
حقارت سے یہان تک اُسکو رکھا کہ وہ خود کو سمجھتا تھا نکما

ہوا برتاؤ اُس سے وحشیانا تو اُس نے بھی پھر اپنے دل میں ٹھانا
کسی صورت یہاں سے بھاگ جاؤں اور اس کمبخت سے جان کو بچاؤں
سویرے باندھ کر وہ اپنا سامان چلا وہ کیوں نہ جاتا۔ تھا پریشان

اُسے منظور تھا آرام لینا وہ اک ایسی جگہہ پتھر پہ بیٹھا
جہاں چاروں طرف تھے سبز پودے وہ پودے خوب پھولوں سے لدے تھے
سنیں گھنٹوں کی آوازیں وہاں پہ بجے تھے جو کہ اک آواز ہو کر

اُسے آواز دی گھنٹوں نے ملکر کہ واپس جا یہاں تو کیوں ہی مضطر
ابھی نقصان زیادہ کچھ نہیں ہے یہ ممکن ہی کہ اس سے بڑھ کے ہووے
بہت جلدی ہی وہ دن آنے والا کہ تو لندن کا اک افسر بنے گا

سُنے اختر نے جب یہ لفظ سارے ہوئی دل کو تسلّی اُس کے بارے
ہوا واپس مگر یہ دل میں سوچا کہ وہ اُس وقت تک گھر میں رہیگا
کہ جب تک رنگ کچھ قسمت نہ لائے زمانہ میں وہ اچھے دن نہ پائے

تھی اُس کے پاس اک اچھی سی بلّی جو اُس کے ساتھ ہی تھی کھانا کھاتی
بڑے ارمان سے رکھتا تھا اُس کو وہ بڑھ کر جان سے رکھتا تھا اُس کو

اُسی بلّی سے یہ امید بھی تھی   بہت کچھ فائدہ وہ اس کو دیگی

وہ دریا کے سفر مین جا رہا تھا   وہان ہمدرد ایسا ہاتھ آیا
کہا اُس نے کہ جتنے ہین یہان پر   اُنہین یہ چاہیے کھانے پہ جا کر
نہ بھولین یہ کہ اک بیکس مسافر   ہمارے ساتھ ہے افسردہ خاطر

اُتر آئے وہان کے لوگ سارے   کہ کشتی لگ گئی جس دم کنارے
مسافر جب کہ آبادی مین پہونچے   تو دیکھا اُس جگہ چوہے بہت تھے
پریشان ہو رہے تھے شہر والے   مصیبت اُن سے ٹلتی تھی نہ ٹالے

پریشانی مین ہر اک مبتلا تھا   جسے دیکھو وہ اُن سے ڈر رہا تھا
نہین تھی شاہ کے نزدیک بلّی   نہ بلّی کے علاوہ چیز ایسی
کہ جس سے یہ مصیبت دور ہو جائے   بلا جو سر پہ ہے کافور ہو جائے

گئی جب شہر مین اختر کی بلّی   تو اُس نے زیادتی چوہون کی دیکھی
پکڑ کر اُس نے سب کو مار ڈالا   ہوا بلّی کا پھر ہر ایک شیدا
کہا یہ شاہ نے ہین اس کو لون گا   جو قیمت مانگے گا وہ اس کو دونگا

لگی جب ہاتھ اختر کے یہ دولت | تو یہ سوجھی اُسے کیجے تجارت
تجارت اُس نے کی ہاں خوب چلی | لگا کرنے وہ دن دونی ترقی
تجارت سے ہوئی تبدیل حالت | ہوئی دنیا کے ہر حصہ مین شہرت

ملا محنت کا ثمرہ خوب اُس کو | بنا ہے اک معزز شخص اب تو
بھرا ہے سونے چاندی سے خزانہ | سمجھتے ہین اُسے اب لوگ دانا
صلہ ایمان داری کا ملا ہے | اسی کا اس قدر رتبہ بڑا ہے

تھی اُس حاکم کی کنواری ایک لڑکی | اُسے اختر کی حالت سے خبر تھی
اُسے دل سے پسند آیا تھا اختر | اُسے دل سے بہت بھایا تھا اختر
ہوئی اُس لڑکی سے اختر کی شادی | ملی پھر اسکو گویا بادشاہی

صداؤن کے تھے اپنے کیا ہی سچے | نجومی تھے مگر لندن کے گھنٹے
وہ پہلا شخص تھا لندن مین افسر | کہ جس کا نام تھا ہر اک زبان پر

خطاب اس کو ملے پھر اچھے اچھے
شناگستر ہوے پھر اچھے اچھے

مجہول نصیرہ

(از سری رائم)

نصیرہ ، ایک لڑکی کام سے تھی بھاگنے والی
زیادہ کھیل مین رہتی تھی وہ ہروقت متوالی
بہت ہی دن چڑھے پر کام کرنے بیٹھتی کبھی
ادھر وہ شام ہی سے پڑھ کے سو جاتی تھی بستر پر

یہ لڑکی ایک پتھر سے لگائے تکیہ سوتی تھی
ہوئی شام اور دُھن سونے کی اُسکو روز ہوتی تھی
مگر باورچی خانہ اُس کا اب تک تھا بہت میلا
ادھورا کام تھا اُس کا جہان چار دن طرف پھیلا

ڈرانے والی اک آواز پر سوتے سے وہ چونکی
جو دیکھا تو اوسے اک روح وان بیٹھی نظر آئی
جہان پر لکڑیان رکھی تھین ، تھا کوئی وہان بیٹھا
نظر آتی تھین اوس کی آنکھین جیسے سُرخ انگارا

وہ بولی اس طرح آنکھیں دکھا کر سُرخ سُرخ اپنی
صفائی اب تو رکھنی چاہیے باورچی خانہ کی،
اوسی دن سے نصیرہ پڑگئی بیمار، پر دیکھا
کہ صاف آئینہ کے مانند کُل باورچی خانہ تھا

رابن

(از سری رائم)

ایک چڑیا پیڑ کی ڈالی پہ تھی بیٹھی ہوئی
اُس نے چڑیوں کو یہ دعوت دی، منائیں سب خوشی
اُس کی یہ خواہش تھی، چڑیوں کی بنائے انجمن
اور اُس میں ہو ہر اک عیش و خوشی سے نغمہ زن

رات جب آئی، تو سب نے مل کے کھانا کھا لیا
جامِ صحت سب نے اس کا متفق ہو کر پیا
مہربانی اور عنایت پر ہوئی اُس کی خوشی
نعرہ ہائے خرّمی سے اُس کی ہمت بڑھ گئی

ایک بلی سُن رہی تھی نعرہائے خُرّمی
جو کہ نیچے پیڑ کے بیٹھی ہوئی خاموش تھی

اُس نے یہ سوچا کہ کیا ہے شور کرنے کا سبب
پیڑ پر چڑھ کر کرون نازل مین چڑیون پر غضب

جیسے ہی دیکھا کہ بلی کا ہوا نازل غضب
جا کے اُس چڑیا نے یہ سب سے کہا رخصت ہوا اب
کیجیے جلدی جہان تک ہو سکے اُس نے کہا
سب کی سب رخصت ہوئین جلسہ وہین برہم ہوا

سنڈریلا کی کہانی

(از سری رائم)

اک بڑے سے شہر مین رہتا تھا اک تاجر بڑا
روپیہ پیسہ بہت تھا اور بہت کچھ مرتبا
کچھ دنون مین اک حسین عورت سی شادی اُسنے کی
تھی گذرتی عیش اور عشرت سے اُن کی زندگی
مر گئی تھوڑے دنون کے بعد وہ عورت مگر
خوبصورت اور چھوٹی ایک لڑکی چھوڑ کر
اُس نے پھر اک دوسری عورت سے شادی اپنی کی
جو نہایت غصہ ور تھی، اور پھوہڑ بھی بڑی

کچھ دنون مین اُس سے پیدا ہوگئین دو لڑکیان
تھین طبیعت مین وہ ایسی ہی کہ جیسی اُن کی مان
اپنی سوتیلی بہن سے ان کو نفرت تھی سوا،
نام جس کا دوسری مان نے تھا "سنڈریلا" رکھا
سارے گھر کا کام کرتی تھی وہ لڑکی بدنصیب
مار بھی کھاتی تھی سارے گھر کی وہ لڑکی غریب

اک بڑے پیمانہ پہ دعوت تھی حاکم کے یہان
جس مین "سنڈریلا" اور اُس کی بہنین بھی تھین میہمان
گو کہ سارے گھر کی خواہش تھی کہ وہ گھر مین رہے
اور ماما کی طرح سے کام سب گھر کا کرے
لیکن اک اچھی پری اُس کو اُڑا کر لے گئی
اور اُس کو شیشہ کا اچھا سا جوتہ دی گئی،

دیکھا "سنڈریلا" کو شہزادہ نے جو بے حد حسین
یعنی ایسا حسن، جو تھا ساری محفل مین نہین
اوس پہ عاشق ہوگیا وہ، اُس پہ شیدا ہوگیا
رات بھر وہ سات اُس کے خوب ہی ناچا کیا

بارہ بجتے ہی وہ فوراً اپنے گھر میں آ گئی ،
جو پری نے اُس کو کی تھی وہ نصیحت یاد تھی

دوسرے دن بھی وہاں تھا رقص ، سارا گھر گیا
رات بھر اُس رقص سے ہر ایک کا دل خوش ہوا
اور "سنڈریلا" پہ تھی جو شاہزادی کی نظر
ساتھ اُس کو لیکے وہ ناچا کیا بس رات بھر

نام اُس کا کوئی لے کس سے یہ میں خواہش کروں
وہ کہاں رہتی ہے ، کس کی لڑکی ہے کس سے سنوں
تھے مگر سب اجنبی ، کوئی نہیں تھا جانتا
نام لینا تو کجا ، صورت سے تھے نا آشنا

بارہ بجتے ہی وہ ایسی بھاگی سر پہ رکھ کے پاؤں
اپنا جوتہ بھی نہ یاد آیا کہ میں اوس کو اُٹھاؤں
اُس کا جوتہ شہزادے نے اُٹھا کر رکھ لیا
دوسرے دن شہر بھر میں ہر طرف وہ لے گیا
اور کہتا تھا کہ جس کے پاؤں میں ٹھیک آئے گا
عمر بھر تک ساتھ بس اُس کا میرا ہو جائے گا

اس کی بہنوں نے بھی کوشش کی کہ ٹھیک آجائے وہ
جس کے ٹھیک آجائے وہ، شہزادے کو پاجائے وہ
ایڑیاں تک چھل گئیں اور پاؤں تک زخمی ہوئے
پر نہ آنا تھا، نہ آیا وہ برابر پاؤں کے،
جب کہ "سنڈریلا" نے اپنے پاؤں میں پہنا اُسے
پیر میں ٹھیک آگیا لڑکی کے بے کوشش کیے
اُس کی بہنیں دم بخود تھیں، اور تعجب تھا انہیں
یہ ہے کیا قصہ، یہ ہے کیا ماجرا، کس سے سنیں

شاہزادے نے سنا جب تو بہت ہی خوش ہوا
اور "سنڈریلا" کو پاس اپنے بلا کر رکھ لیا
کچھ دنوں میں اس کی کیسی دھوم سے شادی ہوئی
کس قدر عیش و خوشی سے خانہ آبادی ہوئی

ایک لالچی لڑکا

(الزبتھ ٹرنر)

اک لالچی تھا لڑکا محمود، جو کہ دن بھر
رہتا تھا کھاتا پیتا، حیران تھا اُس سے سب گھر

بھر لیتا اپنے مُنہ مین وہ گوشت اس قدر تھا
جو دیکھتا تھا اُس کو کرتا تھا اس پہ غصّا
روٹی نہ دے جو کوئی، اُس کو کتاب دیدے
رکھ دیتا تھا وہ فوراً اُس کو خراب کر کے
جلتا تھا کس قدر وہ، آتا تھا کیسا غصہ
کھا لیتا تھا اُٹھا کر گر کوئی اُس کا ٹکڑہ،
روٹی پہ یون تھا گرتا، جیسے ہو سخت بھوکا
اک ہاتھ مین نوالہ، اک مُنہ مین ہے نوالہ
کھا جاتا تھا وہ آکر کھانا ہو گو کسیکا،
سارے محلہ مین وہ مشہور لالچی تھا

کھویا ہوا حلوہ (پڈنگ)

(الزبتھ ٹرنر)

شریفن ایک دن کھانے پہ بیٹھی اس طرح آکر
کہ اُس کی حرکتون سے ہو گیا ناراض سارا گھر
شرارت کر رہی تھی اور اچھلتی کودتی بھی تھی
سلیقہ سے جگہ پر اپنے وہ آکر نہین بیٹھی
نہین پروا ہ کی اُس کی کہا جو اُس کی امّان نے
غضب کی شوخیان دیکھو بھری تھین اتنی سی جان مین

ادھر وہ بھاگئی پھرتی تھی اپنا چھوڑ کر کھانا
اُدھر ماں باپ اُس کے کھا رہی تھی بہتر پر کھانا
جو دیکھا گوشت کے پیالے اُٹھا کر رکھدیا حلوہ
تو بیٹھی اپنی کرسی پر اسے مرغوب تھا حلوہ
جب اُس کی ماں نے یہ دیکھا تو اپنے دلمین یہ سوچا
کہ اُس کی کیجئے اصلاح جو اطوار ہین بے جا
شریفن کی نگاہین پڑرہی تھین جب کہ حلوے پہ
تو اُس کی ماں نے اُس کو کر دیا واپس وہین ہنسکر
شریفن کو نصیحت کا تو آخر مل گیا حلوہ
اگرچہ اُٹھ گیا تھا میز سے آیا ہوا حلوہ

مسٹر نوبڈی

(اے نن)

اُس مسخرے چھوٹے آدمی کو
مین جانتا ہون شریر ہے جو
خاموش ہے یون کہ جیسے چوہا
چپکے سے شرارتین ہے کرتا
صورت نہین دیکھی گو کسی نے
تب بھی اُسے ہم تو ہین سمجھتے
توڑی ہے اسی نے تو رکابی
پھاڑی ہین کتابین اس نے میری
البیٹون کو دور پھینک دینا
کرتون کے بٹن نکال لینا

دروازہ کو کھول کر ہلاتا — اور اُس کو ہمیشہ کھٹکھٹاتا
ہم تیل جو ڈالتے ہین سر مین — یہ سب ہی اُسی کے تو اثر ہین
رکھ دیتا ہے کیسی لکڑیان نرم — ہوتی نہین جس سے کیتلی گرم
کیچڑ مین بھرے قدم ہین رکھتا — ہو جاتا ہے فرش جس سے میلا
دیتا ہے جو کاغذون کو پھیلا — اور پرے اُنہین اُچھال دیتا
یہ کوئی نہین، وہی ہین حضرت — ہر چیز مین کرتے ہین جو شرکت
آنکھون سے نہین ہین ایسے اندھے — چھوڑین جو ہوا کے ہوتے پردے
سیاہی کو گرادین ہم زمین پر — جوتون کو نہین رکھین برابر
یہ سب ہین وہین تو کرتے جاتے — لیکن نہین سامنے ہین آتے

فائدہ مند ہل

(اولڈ سانگ)

معتدل موسم مین کیسی لطف کی ہی زندگی — خوبصورت گاؤن مین رہنے لگے گر آدمی
چل رہی ہی صبح کو پاکیزہ اور ٹھنڈی ہوا — گیہون کی کھیتون مین چلنے سی ملا کیسا مزا
خوبصورت پھول کی پودون کی ہین پھلواریان — اور چراگاہین پھولون کی نیچی ہین کیاریان

گاؤن مین رہنے سی انسان ہر گھڑی مسرور ہے — ایسی اچھی زندگی اُنسے بہت ہی دور ہے
جو کہ آبادی مین ہین اونچی مکانونکی مکین — جنکی پیشانی ہی ہر دربار مین فرش زمین

صبح اٹھتے ہی اُٹھا بابا ہاتھ مین ہل، چل پڑے
شام تک فارغ ہوئے کھیتون سے پیدل چل پڑے

رات کو بھیڑون کو باندھا سب اکٹھی ہو گئین
اپنے سونے کیلئے بستر بچھاے سو گئے

دوسرے دن صبح کو اُن کو جگاتی ہین ہوائین
دیتی ہین آواز بھیڑون کے گلے کی گھنٹیان

چہچہاتی پھرتی ہین چڑیان ہے کیا دلکش سمان
بوجھ سے انکی جھکی پڑتی ہین نازک ڈالیان

لومڑی

(نرسری راہم)

ستارون سے بھری ہے آج کی رات
بہت راتون مین آئی چاندنی رات

کہا یہ لومڑی نے آج چل کر
ذرا دیکھ آئیے قصبہ کے سب گھر

ہوئی جب لومڑی قصبہ مین داخل
تو یہ دیکھا کہ سب کے سب ہین غافل

مگر اک گھر کا دروازہ کھلا ہے
وہان اک ہنس بیچارہ کھڑا ہے

کہا یہ لومڑی نے اُس سے جاکر
نکل آئے ہو تم کیون آج باہر

مگر میری محبت کھینچ لائی
بہت دن مین ہوئی تم تک رسائی

بنی ہون مین تمھاری میہمان آج
چباؤن گی تمھاری ہڈیان آج

سنا جب ہنس نے بھاگا وہ سیدھا
جہان ڈھیر اک طرف کو گھاس کا تھا

کہا یہ لومڑی نے اب نہ بھاگو
ادھر آؤ ذرا تم پاس بیٹھو

تمھین ہین پیٹھ پہ اپنی بٹھا کر
دکھاؤن گی یہان کے خوب منظر

چلو تو دو گھڑی قصبہ سے باہر
اُسے دیکھو جو دکھلاے مقدر

وہ ہنس ہنس کر یہ باتین کر رہی تھی
کہ گھر والے کی عورت جاگ اُٹھی

اُٹھی اور اُٹھ کے سارے گھر کو دیکھا
اور اُس نے سر کو کھڑکی سے نکالا

کہا چلا کے شوہر سے ، اُٹھو اب
وہ دیکھو ہنس میرے مر گئے سب

کہان سے دیکھ پائی لومڑی نے
مرے سب ہنس کھاے لومڑی نے

اُٹھا شوہر ، چلا پستول بھر کر
بھری پستول ماری اُس کے سر پر

وہین کی ہو گئی پھر کچھ نہ بولی
پڑی جو لومڑی کے سر پہ گولی

کہا اُس نے کہ بالکل مر گئین تم
ستم اس زندگی مین کر گئین تم

نہین پہونچاؤگی صدمہ کسی کو
نہ ہوگا تم سے اب شکوا کسی کو

ایماندار لڑکے

(الزبتھ ٹرنر)

حامد و ناصر تھے اک تفریح گاہ مین کھیلتے ،
اتفاقاً گیند حامد کی پڑی جو زور سے
اُس سے ٹوٹا کانچ اک کھڑکی کا تفریح گاہ کے
خوف سے بھاگے نہین گو اپنے دل مین ڈر گئے
کانچ کے ٹکڑے اُٹھا کے دونون کے دونون چلے
پاس تفریح گاہ کے مالک کے اُس کو لے گئے

سارا قصہ کہہ سنایا ، اور جو کچھ پاس تھا
کانچ کی جو کچھ تھی قیمت اُس کو وہ کردی ادا
پیارے بچّو ! اگر پڑے تم پر بھی ایسا ہی وبال
تو یہ لازم ہے ، رہے ایمانداری کا خیال
چاہئے رکھنا تمہیں اخلاقی جرأت کا خیال
حامد و ناصر کو تھا جس طرح عزت کا خیال

گرمی کا بستر

(آر - ایل - اسٹی - ون سن)

اُٹھ بیٹھتا ہوں میں تو چاڑوں میں رات ہی سے
ہوتی مجھے خوشی ہے تاروں کی روشنی سے
آتی ہیں گرمیاں جب ، تب دن ہی سے میں جاکر
کمرے کو کھولتا ہوں ، لیتا ہوں اپنا بستر
بستر پہ اپنے جاکر میں دیکھتا ہوں ہر دم
چڑیاں اُچک رہی ہیں پیڑوں پہ شاد و خرّم
آوازیں سُن رہا ہوں پاؤں کی اُن کے کیسی
جو لوگ ہیں گذرتے اوس دم گلی سے میری
کیا کچھ نہیں ہے ہوتی دل پر مرے گرانی ،
ہوتا ہے آسمان جب صاف اور آسمانی

ہون کھیلنے کو دن بھر دل سے پسند کرتا،
سوتا نہین ہون بالکل، دن یونہین ہے گزرتا

چینی کا برتن

(الزبتھ ٹرنر)

صنوبر اپنے کمرے مین جھکائے بیٹھی تھی گردن
تھا اُس نے توڑ ڈالا خوبصورت چینی کا برتن
چھپاکے اُس کو آتشدان کے اوپر رکھا اُس نے
ڈری وہ کس قدر جی مین نکل جانے پہ کمرے سے
نکل جاتی اگر وہ اپنے کمرے سے تو کیا ڈر تھا،
گمان تک بھی نہین ہوتا کہ اُس کا دست سبکی تھا
دوبارہ پھر خیال آیا اُسے وہ کیون چھُپاتی ہے
چھپانے سے بُری باتون کے دلمین نفرت آتی ہے
خیال آتے ہی اُس نے واقعہ سب کہدیا مان سے
وہ مان جو چاہتی تھی اپنی لڑکی کو دل و جان سے
خطا پہ چشم پوشی کیون نہین کرتی کہ وہ مان تھی
حقیقت مین وہ اُس کی ساری باتون کی نگہبان تھی
ہوئی خوش راست بازی سے خطا بخشدی اُسکی
اُسی دن سے محبت اُس کے دل مین بڑھ گئی دونی

لڑکے کا فیصلہ

(ایک مین مارک)

سپاہی پولیس کا ہون گا مین اکدن اگرچہ ہے چھوٹا بہت ہی مرا سن
رہیگا نہ اک چور بھی پھر تو باقی شرابی رہین گے، رہے گا نہ ساقی

بہت خوش رہون گا مین بنکر قصائی بتاؤن گا چھُریون کی اپنے صفائی
بھرون گا مین ہاتھون کو بیلون کے خون سے وہ ڈر جائین گی دیکھنا میری ہُون سے

اُٹھاتے ہین محنت بہت مچھلی والے سپاہی کو ہین جان کے اپنی لالے
لوہاری کا پیشہ بھی ہے کیا نکما کہ ہر وقت رہتا ہے آنکھون کا رونا

مزاریل گاڑی پہ ہے نوکری کا ڈرائیور مین جاکر بنون گا اُسی کا
مین دوڑون گا اُچھلون گا گاڑی کے اندر چلاؤن گا اُسکو مین سیٹی بجاکر

غروب ہونے والا سورج

(الیف، اے، وبڈرے)

پہاڑی کے اُس پار سورج گیا ہے وہان جاکے وہ بادلون مین چھپا ہے
کہا ایک لڑکے نے یہ مسکراکر اسی طرح وہ کھاتا رہتا ہے چکر

چلین گھونسلون کی طرف اُڑکے چڑیان دوبارہ بنے پھول کملاکے کلیان
نہ اک روز سورج نے آرام پایا نہ اُس کو کبھی اونگتے ہم نے دیکھا

ضرورت ہے ہر شخص کے اپنا بستر بغیر اس کے زندہ رہیگا وہ کیونکر
ہر اک شخص کو چاہیئے روز سونا کہ سونے سے آرام ہے خوب ملتا

یہ سنکر کہا ایک لڑکی نے اماں! مزے سے پڑی سوتی ہین میری گڑیان
اگر دیر تک شام کو ہون جگاتی تو اُن کو سویرے ہون بیدار پاتی

حمیدہ کی بھیڑین

(از مسری اراکم)

کھو گئین بھیڑین حمیدہ کی تو وہ مغموم ہے
وہ ملین گی کس جگہہ اُس کو نہین معلوم ہے
اُن کو تنہا چھوڑ دو ، وہ اپنے گھر آجائین گی
اپنے بچے بھی وہ اپنے ساتھ مین لے آئین گی

جب کہ سوتی تھی حمیدہ پڑکے گھری نیند مین
اوس نے اکثر خواب مین دیکھا ہے ممیاتی انہین

نیند سے جب جاگ اُٹھتی تھی تو پھر کچھ بھی نہین
اُس کی بھیڑین جنگلون مین تھین ابھی تک چر رہین

اُس نے اپنے جی مین اچھی طرح سے یہ ٹھان لی
جنگلون سے ڈھونڈھ کر اُن کو نکالے گی ابھی
اُس نے بے شک پالیا اُن کو مگر جی تھا اُداس
کیونکہ بھیڑون کے تھے جو بچے نہ تھے وہ اُنکے پاس

گم شدہ گڑیا

(سی کنگس لے)

تھی میرے پاس اک دن کیسی حسین گڑیا
دنیا مین تو نہ ہوگی ایسی حسین گڑیا،
گال اُس کے تھے گلابی رنگ اُس کا تھا شہابی
بال اُس کے کالے کالے صورت تھی انتخابی

میری غریب گڑیا گم ہو گئی تھی کیسی،
نیچے گلاب کے مین جس روز کھیلتی تھی
چھ دن سے اُس کے غم مین مین جان کھو رہی تھی
معلوم کچھ نہین تھا کس جا وہ سو رہی تھی

میری غریب گڑیا پھر مجھکو مل گئی تھی
نیچے گلاب کے مین جس روز کھیلتی تھی
کہتے ہین لوگ ، اُس کا چہرہ مسل گیا ہے
اور اُس کا رنگ و روغن سارا بدل گیا ہے

بازو کھُل گئی ہین پیرون سے اپنے گائین
مارون گی ان کو جاکر ، چرنے کو تو وہ آئین
دیرینہ خدمتون کے باعث ہے مجھ کو پیاری
دنیا مین سب سے بڑھ کر صورت ہے اُسکی اچھی

بچے کے سوال کا جواب

(ایس۔ٹی۔کالرج)

کیا کہ رہی ہین چڑیان تم پوچھتے ہو مجھ سے
کرتے ہین ہم محبت ، کہتی ہین سب یہ مل کے
جاڑون کے دن مین جب کہ ہوتی ہوا ہے ٹھنڈی
ہوتی ہے اُن دونون مین خاموشی اُن پہ چھائی
مین یہ نہین سمجھتا ، وہ کہ رہی ہین کس سے
اک راگ سُن رہا ہون جو گا رہی ہین مل کے

جب خوشگوار موسم آتا ہے پھول لے کر
جو سبز پتیون مین کھلتے ہین بن کے جھومر
گاتی ہین مل کے چڑیان کرتے ہین ہم محبت
چنڈول کی خوشی سے بھرپور ہے طبیعت
موسم بہار کا ہے، چھیڑو خوشی کی باتین،
باتین بھی وہ، کہ جس سے کٹ جائین پوری راتین
گاتی رہین گی چڑیان، کرتے ہین ہم محبت
دل مین بھری ہوئی ہے اس فصل کی مسرت

گڈریا

(ڈبلیو بلیک)

گڈریے کو قسمت ملی کیسی پیاری
کہ دن بھر کے کامون مین ہمت نہ ہاری
وہ کر دیتا ہے صبح سے شام بالکل
نہین اسکو ملتا ہے آرام بالکل
پھرا کرتا ہے بھیڑون کے پیچھے پیچھے
پہاڑون کے اوپر، پہاڑون کے نیچے
زبان اس کی حمدِ خدا سے بھری ہے
ہر اک بات اسکی نہایت کھری ہے
وہ سنتا ہے آواز ہر اک کی دل سے
جو کہتے ہین معصوم بھیڑون کے بچے
سدا ان پہ امن و امان کا ہے سایا
محبت کا راگ اسکے جس جس نے گایا
وہ کرتا ہے بھیڑون کی اپنی حفاظت
بہت ان کی وہ کرتا رہتا ہے خدمت
حقیقت مین ان کا نصیبہ بڑا ہے
کہ پاس ان کے ان کا گڈریہ کھڑا ہے

بچپن کی خوشی

(ڈبلیو بلیک)

مجھے کوئی پہچانتا ہی نہین ہے　　مرے نام کو جانتا ہی نہین ہے
مرا نام ہے بچپنے کی مسرت　　شگفتہ مجھی سے ہے بچون کی حالت
مین ہون خون کے ساتھ پھرتی بدن مین　　تر و تازگی ہے مری اس چمن مین
کبھی کھل کھلا کر ہنساتی ہون بچے　　کبھی آکے مین مسکراتی ہون بچے
کہین اُن کے منہ پر ہنسی بن گئی ہون　　کہین اُنگلی مین گدگدی بن گئی ہون
اُچھلتے ہین اور کودتے ہین جو بچے　　یہ سب کھیل اُن کا ہے میرے سبب سے
یہ میرا سبب ہے جو گرما رہے ہین　　خوشی مین کہین آکے وہ گا رہے ہین
غرض ہون کے بچون کو بہلا رہی ہون　　مین اُن کو گدگدا یا مین ہنسوا رہی ہون
مگر ہے مری زندگی مختصر سی　　مین مہمان دنیا مین ہون چار دن کی
مین بچون ہی کے واسطے آئی ہون　　یہ تحفہ اُنہین کے لئے لائی ہون
اُنہین کے سبب سے ہے میری ولادت　　جوان ہوگئے وہ، تو پھر مین ہون رخصت
لڑکپن کے ہمراہ جاتی ہون مین بھی　　چلا گر لڑکپن نہین مین ٹھہرتی

چھوٹا سفید کنول

(میکڈانلڈ)

کنول کا پھول سورج نے کھلایا
وہ اُس نے سر کو پانی سے اُٹھایا
دلہن کی طرح سے آراستہ ہے
کنول کا پھول کیا پیراستہ ہے
چمکتی ہے سفیدی اُس مین کیسی
ہوا ہے سارا پانی آج چاندی
لگے ہین ہر طرف چاندی کے گچھے
نگاہون مین کھُبی جاتے ہین کیسے
کبھی ہے رنج سے سر کو اُٹھاتا
کبھی آنکھون سے آنسو ہے بہاتا
برستا زور سے ہے جب کہ پانی
سوا ہوتی ہے ندی کی روانی
یہ بھر لیتا ہے اُس سے اپنی پیالی
نہین رہتی ہے پانی سے وہ خالی
جلا سکتی نہین سورج کی تیزی
رگون مین اسکے طاقت ہے کچھ ایسی

بلّی

(شیلی)

مصیبت مین پھنسی تھی ایک بلّی
بہت ہی اُس کو سر آفت پڑی تھی
لگی کہنے زبان حال سے وہ
کہ چھوٹے کسی طرح جنجال سے وہ

بتاتی ہون مین تم کو اپنی خواری
کہون گی تم سے با ایمان داری
گناہون کا مرے سر پر ہے انبار
اسی باعث سے اس دنیا مین ہون محزون

ہمیشہ منتظر کھانے کی ہون ہین کہ محتاج ایک اک دانہ کی ہون ہین
ہین اپنے پیٹ کو بھرتی ہون کیسے گذارا اپنا ہین کرتی ہون کیسے
تم اندازہ نہین کرسکتے اس کا کہ میرا پیٹ ہے کس طرح بھرتا

کروگے اس کا تم اندازہ کیونکر مصیبت کس طرح پڑتی ہے سرپر
زمین کے رہنے والون سے تو پوچھو پڑی ہین مشکلین دنیا مین اُن کو

ہزارون قسم کی ہوتی ہین ہڈیان گھرے رہتے ہین جس سے لاکھون انسان
مسلط رہتی ہین روحون کے اوپر بہت کچھ ڈالتی ہین بوجھ آکر
کسی کو کھانے کی ہوتی ہے حاجت کسی کو اور چیزون کی ضرورت
جو بوڑھے لوگ ہین، وہ بھی ہین ششدر پڑے ہین راستہ سے اپنے باہر
غذا کی ہے کسی انسان کو حاجت کسی کو چپ پڑے رہنے کی عادت
بہت خواہان ہین اچھی زندگی کے بہت بھوکے ہین دنیا کی خوشی کے
بہت دنیا مین ایسے بھی پڑے ہین کہ جن کے مرتبے سب سے بڑے ہین
ملا ہے بعض کو اتنا بھی کھانا کہ ہر دم اُن کا ستہ ہے چلتا رہتا
کوئی دیکھے تو یہ بیچاری بلّی نصیبون کی جلی آفت کی ماری
اگر یہ چاہتی ہے ایک چوہا کہ جس سے پیٹ یہ بھرے گی اپنا
تو سمجھو ہین یہ دھندے زندگی کے گلے مین ہین یہ پھندے زندگی کے

حصہ سوم

دو باغیچے

(جان ٹیلر)

ناصر و محمود کے والد بہت تھے خوش مذاق
تھا بڑے لوگون سے ملنے کا اُنہین کم اتفاق
اپنے گھر مین رہتے تھے وہ چین سے آرام سے
رکھتے تھے وہ کام ہر اک وقت اپنے کام سے
باغچے دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ سے اپنے بنائے
خوبصورت ایسے جس نے دیکھا اُس کے دل کو بھائے
خوب ہی آراستہ جب بن بنا کر ہو گئے
ناصر و محمود کو وہ باغ دونون دیدیے
اپنے والد کا وہ دونون شکریہ لائے بجا
دیکھکر اسکو وہ اُن سے خوش ہوا بے انتہا
باغبانی سے تھی ناصر کو جو دلچسپی بڑی
باغ کے ملنے سے اُس کو خرّمی دونی ہوئی
باغبانی کے لئے آلات سب لا اور چل پڑا
باغ مین جا کر وہ ہر اک کام خود کرنے لگا

شوق تھا اس کو درختون سے تو اُسکا پھل ملا
کچھ دنون مین باغ سب سے خوبصورت ہوگیا
اُس کی محنت اور مشقت سے بڑھین شادابیان
پھولون سے رہنے لگین سرسبز ساری کیاریان
ہوگئی اچھی مرمت سے وہ گلشن کی فصیل
کام کرنے سے طبیعت مین نہ تھی کچھ اُس کو ڈھیل
باغ مین اپنے سویرے سے چلا جاتا تھا وہ
اور محنت کرنے سے ہرگز نہ گھبراتا تھا وہ
کیوڑا، بیلا، چنبیلی، سیوتی، چمپا، گلاب،
کیاریون سے بن گیا تھا اُس کا گلشن لاجواب
بھن بھناتی پھرتی تھین پیڑون پہ کیسی مکھیان
چوستی تھین پھولون کی ہر وقت وہ شادابیان
لوبیے کے پھول کیسے اچھے آتے تھے نظر
تازگی آجاتی تھی چہرے پہ اُن کو دیکھکر
فائدہ حد سے زیادہ ہو نہ کیون کر باغ مین
اس قدر کثرت سے تھے گوبھی، چقندر باغ مین
اب سنو محمود کی سستی کا اور غفلت کا حال
باغ کی شادابیون پر آگیا اُس سے زوال

دن چڑھے تک وہ پڑا رہتا تھا غافل نیند مین
رات دن سرشار رہتا تھا وہ کاہل نیند مین
کروٹین بستر پہ لیتا تھا، مگر اُٹھتا نہ تھا
باغ مین محنت مشقت کرنے سے تھا بھاگتا
جی چُراتا تھا وہ ہر اک کام سے ہر بات سے
باغ بالکل ہو گیا برباد اُس کی ذات سے
کیاریان سوکھی پڑی تھین، پیڑ مرجھائے ہوئے
ڈالیون مین پھول بھی جو تھے وہ کملائے ہوئے
پھل نہ پھلواری تھی سارا باغ تھا نذر خزان
تھا نہ میوون کا نہ کچھ ترکاریون کا بھی نشان
تھے نہ شلغم، اور گوبھی، اور شفتالو وہان
خاک اُڑتی تھی چقندر تھے نہ تھے آلو وہان
چھوٹے چھوٹے پودون کو کیڑے مکوڑے کھا گئے
اور جو اُن سے بچے، وہ دھوپ مین مرجھا گئے
اُس کی غفلت نے بگاڑین باغ کی شادابیان
اُس کے ہاتھون ہو گئین برباد ساری کیاریان
اپنی محنت اور مشقت کا ملا ناصر کو پھل
اور ملا محمود کو یہ اپنی غفلت کا عمل

گہوارے کا راگ

(مارگریٹ جانسن)

ملائم اور ہلکے ہلکے جب گہوارہ چلتا ہے
تو اُس مین چھوٹے بچون کا بہت کچھ جی بہلتا ہے
پڑا چپ چاپ ہے گہوارے مین آؤ ذرا دیکھین
بہت مجھکو بھلی لگتی ہین وہ ہنستی ہوئی آنکھین
نہین سوے گا وہ جب تک سُلائیگی نہ ماں اُسکی
ذرا دیکھو بھری ہے نیند آنکھون مین کہان اُسکی

بہت ہی زور سے چلا رہا ہے آج تو جھینگر
نظر آتے ہین تارے جھلملاتے چرخ کے اوپر
چمکتی پھرتی ہے گُلدم، گری ہے اُوس [illegible]سے
ابابیلین چلین گھر کی طرف اُڑکر ببولون سے
مین جاؤن تجھپہ قربان اے مرے لخت جگر سوجا
مرے نور نظر سو جا، مرے نور نظر سو جا
پیاری نیند آکر تیری آنکھون مین سما جائے
نسیم صبح آکر پھول بستر پر بچھا جائے

ترے گہوارہ کو روشن کر گئی چاندنی آکر
پڑے گا حسن کا تیرے اثر جب چاند کے اوپر

پڑا سوتا ہے بچہ اپنے گہوارہ مین کروٹ سے
شگفتہ پھول سا چہرہ ہوا ہے مسکراہٹ سے
ادائین کھیلتی پھرتی ہین اس بے ساختہ پن پر
محبت کی نگاہین پڑ رہی ہین اُس کے بچپن پر

اچھی نصیحت

(اوالڈ سا)

ہر اک بدی کو جو ہوتی ہے آسمان کے تلے
علاج اُس کا نہین بھی ہے اور سب کچھ ہے
اگر علاج زمانہ مین اُس کا مل جائے،
تلاش کرنے مین اُس کے کبھی نہ گھبرائے
جو دیکھے یہ کہ نہین ہے علاج کچھ اُس کا
تو ڈھونڈنے کی نہ ہرگز کبھی کرے پروا

جس کو سرسبز ہونا ہے

(اوالڈ رائم)

جس کو دنیا مین ہے ہونا کامیاب صبح سے بس چھوڑ دے وہ اپنا خواب

اور جسے برباد ہونا چاہئے دن چڑھے تک اُس کو سونا چاہئے
آرزو جس کی ہو یہ، کھیتی مری اپنی دن دونی بڑھائے تازگی
کام کی خود اس کو عادت چاہئے رات دن محنت مشقت چاہئے

حقیقی فلسفہ

(او لاڑ راہم)

مین عدم سے آگیا دنیا مین جب اور روزی کی ہوئی مجھکو طلب
مین نے اپنے آپ سے کی گفتگو کس طرح دنیا مین ایٔ ہتا ہے تو
ذات نے میری دیا مجھکو جواب تو جو ہونا چاہتا ہے کامیاب
آپ اپنی لے خبر اے بے خبر کوئی بھی تجھ پر نہ ڈالے گا نظر
خیر، جو ہونا ہے وہ ہو جائے گا سست مت ہو، ورنہ پھر پچتائے گا

کوّا

(اے نن)

ایک چڑیا ہے کہ اُس کی سختی آواز سے
شور و غل کرنے سے اُس کے طرز اور انداز سے
لوگ اُس کو یہ سمجھتے ہین کہ کوّا ہے وہی،
وہ اُچک کر چلتا ہے پر دن سے دیکھا ہے یہی
اونچے مینارون پہ اکثر اُس کی ہوتی نشست
کرتا ہے اپنے مکان کا کیسا اچھا بندوبست

گھومتا رہتا ہے وہ جیسے گھڑی کی سوئیان
آنے والی فصل کی کرتی ہین پیشین گوئیان
تم ذرا دیکھو تو اوپر، تا ملے اُس کا سُراغ
خوب تھک جاتا ہے اوپر دیکھنے سے گو دماغ
بادلون مین پھر رہا ہی خوب منڈلاتا ہوا،
اُڑ رہا ہے وہ ہوا مین کیسا چکراتا ہوا
ایک ہی چکرّ مین اُس نے ساری دنیا دیکھ لی
کر لئے معلوم رستے، اپنی منشا، دیکھ لی
فوج اور اجسام، اور قانون کی بھرمار کا
اور رسوم فوجداری، اور کاروبار کا،
ذات سے اُس کے تعلق ہی نہین انکا کبھی،
فرق آزادی مین اُس کے کچھ نہین آتا کبھی
قائین قائین کر رہا ہے وہ منڈیرون پر کبھی
بیٹھتا ہی وہ نہین ہے ایک جا جمکر کبھی

چھوٹا نیلا لڑکا

(یوگن فیلڈ)

خاک مین ہے لتھڑ گیا سارا جو ہے چھوٹے کھلونے کا کُتا

ہے مگر اس قدر بدن کا قوی   آن بان اُس کی آج تک نہ گئی
اور کھلونے کا جو سپاہی ہے   اُس مین کیسی چمک ہے سرخی سے
کس ادا سے کھڑا ہے وہ در پر   اپنی بندوق ہاتھ مین لے کر
وقت تھا جب کہ ان کھلونون پر   کچھ نہ گرد و غبار کا تھا اثر
جب نصیرہ نے بوسہ دیکے انھین   رکھدیا تھا مکان کے کونے مین
کہدیا تھا نہ آؤن مین جب تک   چل نہ دینا یہان سے تم تب تک
تم نہ جانا نہ شور و غل کرنا ،   آگے حد سے نہ پاؤن کو دھرنا
سو گئی جا کے اپنے بستر پر   خواب مین بھی کھلونے آئے نظر
سو رہی تھی وہ نیند مین کیسی   صبح کی بج رہی تھی جب گھنٹی

ہین بہت سے برس ابھی تو پڑے   ویسے ہی ہین کھوتے اُسکے کھڑے
وہ نصیرہ کے دوست سچے تھے   اپنے اقرار کے وہ پکّے تھے
وہ وفاداریون مین تھے جو پلے   اک قدم بھی وہان سے وہ نہ ٹلے
انتظار اُن کو اُس کے آنے کا   چھوٹے ہاتھون سے چھوئے جانے کا
انتظار اُن کو اُس کی آہٹ کا   ننھے چہرے کی مسکراہٹ کا
وہ تعجب مین ہین کہ سال اتنے   گذرے ہین انتظار مین اُس کے
جم گیا اُن کے تن پہ گرد و غبار   چھا گئے کہنگی کے سب آثار
انتظار اُن کو ہے مگر اب تک   وہ یہان سے اُٹھائے گی کب تک

بوسہ دیکے ہمین رکھی گی کہان اُس کا ملتا نہین ہے کچھ بھی نشان

لیکن اون کو خبر ہے کیا اس کی خاک کے نیچے وہ تو خود ہی پڑی
جو کہ کرتی تھی اُن کو گرد سی پاک آج خود اُسپہ پڑگئی ہے خاک
وہ تو دنیا سے ہوگئی رخصت ہوگئی جا کے رونق جنت
کرکے وعدہ جو سوئی پھر نہ اُٹھی صبح کو گھر سے اُس کی لاش گئی
اک نشانی ہے اُس کی یہ کُتا یاد ہین اُس کی آج تک ہی کھڑا
یہ سپاہی ہے یادگار اُس کا کررہا ہے جو انتظار اُس کا

غریب کی شکایت

(آر۔ ساؤتھی)

یہ کہا مالدار نے مجھ سے کہ بتاؤ سبب جو اس کا ہے
اس قدر کیون غریب ہین شاکی ہے خدا کی طرف سے محتاجی
خود ہین افلاس کے سبب مرتے اور الزام ہم پہ ہین دھرتے
یہ کہا مین نے جو ہے اس کا سبب ابھی کھل جائے گا وہ سب کا سب
دور تک ساتھ ساتھ میرے چلو پھر جواب اس کا دونگا مین تم کو

شام ہی سے تھے رستے سنسان ہوگئی تھی ہر اک سڑک ویران

ہر طرف چھا رہی تھی ویرانی کیونکہ موسم تھا خوب برفانی
گو کہ ہم گرم کوٹ پہنے تھے پھر بھی ہم دونون ہوگئے ٹھنڈے

ایک بوڑھا ملا برہنہ سر مارے فاقے کے حال تھا ابتر
مین نے اُس سے کہا یہ ٹھنڈی رات برف کی ہو رہی ہے جب برسات
ایسی سردی مین تم ہو کیون نکلے کیا مصیبت تمھاری جان پہ ہے
اُس نے آہستہ سے کہا بے شک تم اسے جانتے نہین اب تک
گو کہ ہے ناگوار یہ سردی گھر مین لیکن نہین ہے آگ جلی
اس لئے گھر سے مین نکل آیا اور یہ التجا ہون مین لایا
ہو سخاوت تو کچھ بھلا ہو جاے درد کی میرے کچھ دوا ہو جاے

ایک لڑکی جوان ننگے سر تھی کھڑی راستہ کے کونے پر
تن پہ ثابت نہ تھا کوئی کپڑا اُس کے مُنھ سے نکل رہی تھی صدا
مین نے اُس سے کہا کہ یہ سردی اس مین تو گھر سے کیون نکل آئی
اُس نے رو کر کہا کرون پھر کیا گر نہ کھاؤن یہان کی ٹھنڈی ہوا
کیون سبب مجھ سے پوچھتے ہین آپ گھر مین بیمار ہے بہت ہی باپ
روٹیان مانگنے نکل آئی ہے مجھ کو گھر سے یہ التجا لائی

ایک عورت سڑک پہ بیٹھی تھی — تھی وہ تصویر اک مصیبت کی
ایک بچہ تھا گود میں بیمار — دوسرا تھا کمر پہ اُس کی سوار
میں نے پوچھا یہاں پڑی کیوں ہے — ایسی سردی میں آگئی کیوں ہے
اُس نے بچہ کو چپ کیا پہلے — رو رہا تھا جو بھوک کے مارے
پھر کہا اُس نے کیا کہوں تم سے — مجھ پہ جس طرح کی مصیبت ہے
میرا شوہر ہے فوج میں نوکر — جو لڑائی پہ ہے گیا باہر
یہ مصیبت ہے جان جانے تک — بھیک مانگوں گی اُس کے آنے تک

میں نے پھر مالدار سے یہ کہا — جو کہ چپ چاپ اک طرف تھا کھڑا
آپ کا یہ سوال تھا مجھ سے — کیوں شکایت غریب ہیں کرتے
مل گیا آپ کو انھیں سے جواب — جن کی حالت ہے مفلسی سے خراب

تین دنیائیں

(اے نن)

ایک دنیا ہے مری دنیا۔ جہاں — پھول سوسن کے وہاں ہیں بیکراں
ہوتے ہیں بھیڑوں کی بچی پرورش — نام کو بھی تو نہیں اُس جا خلش
سر پہ نیلے آسمان کا سائبان — اور نیچے سبز کھیتوں کا سماں
بھورا دریا جوش میں ہے بہ رہا — مست موجوں سے وہ اپنی ہو گیا

ڈھک گیا برفانی بادل سے فلک — دے رہی ہے لطف سبزہ کی لہک

ایک دنیا ہے مری دنیا، جہاں — رہتا ہے جولائی کا موسم وہاں
ناچتی رہتی ہیں پریاں ساری رات — چاند سے کرتی ہیں جو خوش ہو کے بات
ڈوب جاتا چاند ہے تھک کر وہیں — باتیں اُن کی ختم ہوتی ہی نہیں
جب مجھے سردی ستاتی ہے بہت — یاد موسم کی دلاتی ہے بہت
دیکھتا ہوں میں سماں کچھ اور ہی — ہاں وہ صورت، خوبصورت خواب کی

ایک دنیا ہے، نہیں ہے جو مری — ہے وہاں کی اور ہی کچھ زندگی
مانگتا ہوں جب کہ میں دل سے دُعا — تب نظر آتی ہے کچھ جھلکی ذرا
وسط سورج میں ہے وہ دنیا بسی — ہے مقدس روشنی سے وہ بھری
گرمیوں میں جب سمندر جوش پر — ہوتا ہے پھر دیکھئے اُس کا اثر
اُس میں آتا ہے بہت ہی جزر و مد — اُس کے گھٹنے بڑھنے کی پوچھو نہ حد
ٹھیک ایسے ہی وہ دنیا ہے جہاں — نور کا ہوتا ہے جزر و مد عیاں
ہلکا ہلکا ابر ہے چھایا ہوا — ہر طرف سے گھر کے ہے آیا ہوا
یہ وہ دنیا ہے کہ میری روح پر — اُس کا ہو جاتا ہے اک ہلکا اثر
لازوال اُس کی محبت کی بہار — دونوں دنیاؤں سے ہے وہ خوشگوار

ایک عورت سڑک پہ بیٹھی تھی — تھی وہ تصویر اک مصیبت کی
ایک بچہ تھا گود میں بیمار — دوسرا تھا کمر پہ اُس کی سوار
مین نے پوچھا یہان پڑی کیون ہے — ایسی سردی مین آگئی کیون ہے
اُس نے بچہ کو چپ کیا پہلے — رو رہا تھا جو بھوک کے مارے
پھر کہا اُس نے کیا کہون تم سے — مجھپہ جس طرح کی مصیبت ہے
میرا شوہر ہی فوج مین نوکر — جو لڑائی پہ ہے گیا باہر
یہ مصیبت ہے جان جانے تک — بھیک مانگونگی اُس کی آنے تک

مین نے پھر مال دار سے یہ کہا — جو کہ چپ چاپ اک طرف تھا کھڑا
آپ کا یہ سوال تھا مجھ سے — کیون شکایت غریب مین کرتے
مل گیا آپ کو انھین سے جواب — جن کی حالت ہی مفلسی سی خراب

تین دنیائین

(اے نن)

ایک دنیا ہے مری دنیا۔ جہان — پھول سوسن کے وہان ہین بیکران
ہوتے ہین بھیڑون کے بچے پرورش — نام کو بھی تو نہین اُس جا خلش
سر پہ نیلے آسمان کا سائبان — اور نیچے سبز کھیتون کا سمان
بھورا دریا جوش مین ہے بہ رہا — مست موجون سے وہ اپنی ہوگیا

ڈہک گیا برفانی بادل سے فلک دے رہی ہے لطف سبزہ کی لہک

ایک دنیا ہے مری دنیا، جہان رہتا ہے جولائی کا موسم وہان
ناچتی رہتی ہین پریان ساری رات چاند سے کرتی ہین جو خوش ہوکے بات
ڈوب جاتا چاند ہے تھک کر وہین باتین اُن کی ختم ہوتی ہی نہین
جب مجھے سردی ستاتی ہے بہت یاد موسم کی دلاتی ہے بہت
دیکھتا ہون مین سمان کچھ اور ہی ہان وہ صورت، خوبصورت خواب کی

ایک دنیا ہے، نہین ہے جو مری ہے وہان کی اور ہی کچھ زندگی
مانگتا ہون جب کہ مین دل سے دُعا تب نظر آتی ہے کچھ جھلکی ذرا
وسط سورج مین ہے وہ دنیا بسی ہے مقدس روشنی سے وہ بھری
گرمیون مین جب سمندر جوش پر ہوتا ہے پھر دیکھیے اُس کا اثر
اُس مین آتا ہے بہت ہی جزر و مد اُس کے گھٹنے بڑہنے کی پوچھو نہ حد
ٹھیک ایسے ہی وہ دنیا ہے جہان نور کا ہوتا ہے جزر و مد عیان
ہلکا ہلکا ابر ہے چھایا ہوا ہر طرف سے گھر کے ہے آیا ہوا
یہ وہ دنیا ہے کہ میری روح پر اُس کا ہو جاتا ہے اک ہلکا اثر
لازوال اُس کی محبت کی بہار دونون دنیاؤن سے ہے وہ خوشگوار

بہار آئی ہے گلشن مین رہی بادِ خزان بنکر

(جان انگلیو)

نہین ہے لالہ کے پھولون پہ شبنم کا اثر باقی
کہان پانی ہے نیلے آسمان پر بوند بھر باقی
کہان تک سلسلہ پھیلا ہوا ہے اُن پہاڑون کا
کہ جن پر جگمگاتا ہے آج اونچے اونچے جھاڑون کا
یہان تک بڑھ گیا ہون مین کہ پڑھ لیتا ہون خط لکھ کے
سبق جو ابتدائی عمر کے تھے ہو گئے پورے
ہمیشہ کھیلتے رہتے ہین کیسے بھیڑ کے بچے
وہ کھیلون کے سوا واقف نہین ہین اور کامون سے
تجھے اے چاند مین نے مدتون ہنستے ہوئے دیکھا
یہ تیرا گول اور چمکیلا چہرہ تھا بہت پیارا
بہت لوگون کو ٹھنڈک دے رہی ہے روشنی تیری
مگر وہ روشنی کس طرح مدھم پڑ گئی تیری
نظر آتا ہے اب لوگون کو نورانی کمان بن کر
دلون کو کھینچ لیتی ہین تری کرنین سنان بنکر
کسی کی شان مین بے شک ہوئی ہے کچھ خطا تجھسے
لباس نور جو پہنے ہوئے تھا چھن گیا تجھ سے

مگراب بھی معاف ہو جاے گر تیری خطا کچھ بھی
تو دھندلاپن جو ہے وہ رہ نہین سکتا ہی کچھ باقی
نہایت صاف شیرین شہد کی اے مکھیو تم بھی
مری اس زندگی مین ایک گرد آلودہ ہو ساتھی
جھپک جاتی ہین میری آنکھین جبدم وہ چمکتی ہین
مگر سونے مین تم نے اپنی ٹانگین پیس ڈالی ہین
یہ کیسی تم مین ہے اے خوبصورت تتلیو رنگت
ذرا لرزش کو اپنی بند کر لو، دیکھ لون صورت
تو اپنے بازؤن کو کھول دے اے فاختہ پیاری
مرے نزدیک آجا، مین کرون گا تیری غمخواری
بنا ہے کس جگہہ کوئل مین تیرا گھونسلا دیکھون
ترے بچون کو دیکھون اور اُن کا حوصلہ دیکھون
چُرا کر مین نہین لیجاؤن گا مت خوف کھا مجھ سے
یہ درد انگیز منظر آہ دیکھا جاے گا مجھ سے
لگا رہتا ہے دھڑکا موت کا اب تو جوان بن کر
بہار آئی ہے گلشن مین مرے باد خزان بنکر

ریل گاڑی سے دنیا کا منظر

(آر - ایل - اسٹی ونسن)

ہوا سے زیادہ ہے یہ ریل گاڑی ۔ نہ دیکھے یہ خندق ۔ مکان ۔ پُل نہ جھاڑی
چلی جا رہی ہے ، چلی آ رہی ہے ۔ ہزاروں کو منزل پہ پہونچا رہی ہے
درخت اس طرح جاتے ہیں سب کے پیچھے ۔ کہ گویا وہ سب اس سے ہیں دَوڑ میں پچھڑتے
چراگاہوں میں سے چلی جا رہی ہے ۔ مناظر کو یہ کھینچ کر لا رہی ہے
پہاڑوں کے نظارے اور صاف میدان ۔ زمین ، پھول پھل ، اور آباد و ویران
وہ کس زور سے آئی سیٹی بجاتی ۔ بہار اپنی اسٹیشنوں پر دکھاتی

سفر کرنے والے چڑھے اور اُترے ۔ چلا اُن کا سامان ٹھیلوں پہ لد کے
مسافر نے اسباب اپنا اُتارا ۔ کیا ریل گاڑی سے اُسنے کنارا
بڑی پھر اسی طرح اس میں روانی ۔ چلی جب کہ کھاتی ہوئی آگ پانی
بہت جنگلوں میں پھرے اسکی خاطر ۔ نظر آ رہے ہیں ہزاروں مناظر
کہیں سلسلہ کارخانوں کا دیکھا ۔ کہیں پانی بہتا ہوا ندیوں کا
بہت ایسے نظارے ہیں کیسے پیارے ۔ جو اوجھل ہوئے ہیں نظر سے ہمارے
ہمیشہ کبھی دیکھ سکتے نہیں ہیں ۔ یہ نظارے گو دیکھنے کو حسین ہیں

میرا سایہ

(آر-ایل اسٹی ونسن)

مرا چھوٹا سا سایہ ہے جو رہتا ساتھ ہے میرے
جہاں جاتا ہوں میں رہتا مرے ہر دم برابر ہے
مگر کیا فائدہ ملتا ہے اس کو ساتھ رہنے سے
وہ سر سے پیر تک بالکل ہی گو میرے مشابہ ہے
میں اُس کو دیکھتا ہوں سب سے پہلے اپنے بستر پہ
یہ پہلے مجھسے سو جاتا ہے بستر پر مرے جا کر
نئی اک بات اُس کے بڑھنے گھٹنے میں یہ دیکھی ہے
کبھی صورت ہے بچوں کی، کبھی صورت جوان کی ہے
کبھی وہ سست رہتا ہے کبھی وہ تیز چلتا ہے
کبھی نفرت ہے دل کو، اور کبھی اُس سے بہلتا ہے
کبھی وہ گیند کی صورت لڑھک کر بڑھ گیا کیسا،
کبھی ایسا ہوا چھوٹا، پتہ لگتا نہیں اُس کا
نہیں ہوتی اُسے پرواہ بچوں کے بہلنے کی،
کہ عادت ہے ہمیشہ سے اُسے تو تیز چلنے کی
غرض پاگل بناتا ہے مجھے وہ ہر طریقے سے
کسی صورت نہیں ہیں اُس میں جو ہر آدمیت سے

کبھی وہ پاس میرے اس قدر آجاتا ہے گویا
وہ اپنے بزدلی پن سے ہے ہر اک چیز سے ڈرتا
مجھے شرمندہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مین رہ کر
گلی مین جب مین جاتا ہون لگا رہتا ہے وہ اکثر
سویرے جب کہ سورج بھی نہ نکلا تھا مین اُٹھ بیٹھا
چمکتا مین نے اُس کو چاندنی کے پھول پر دیکھا
مگر وہ سست پڑ جاتا ہے ایسا جاگ کر شب بھر
کہ جیسے خواب آلودہ ہو کوئی صبح سے اُٹھ کر
مرے پیچھے ٹھہر جاتا ہے سو جاتا ہے بستر پر
مین جب بستر سے اُٹھتا ہون وہ آجاتا ہے بستر پر

مکھی

(ڈبلیو لڈنیر)

بلاتا ہون تجھے پیاسی سمجھ کر پاس آ مکھی
تو میرے ساتھ پانی پی تو میری طرح پانی پی
مرے پیالے پہ آزادی سے تیرا خیر مقدم ہے
تو اس کو چوس سکتی ہے ابھی پیالے مین کچھ نم ہے
کرو برتاؤ اچھا زندگی مین ساتھ ہر اک کے
کہ یہ دو دن کی ہے مہمان اک دن جانی والی ہے

مرے اور تیرے دونون کے ہین جو دن زندگانی کے
وہ اپنی نیستی کے دھن مین ہین آٹھون پہر ڈوبے
بہار آئے اگر گلشن مین مجھ کو کیا خوشی اس سے
وہ تیرے واسطے شائد خوشی کے پھول لائی ہے
بہارین دیکھ لین آنکھون نے میری سیکڑون اب تو
خوشی کا رہ گیا ہے صرف اک افسانہ سننے کو
بہار گل ہزارون مرتبہ ہے سامنے آئی
یہان کے سبز پودون پر ہزارون مرتبہ چھائی
قیامِ موسمِ گل مثلِ نقشِ آب تھا بے شک
ان آنکھون نے یہان جو دیکھا وہ اک خواب تھا بیشک

گہوارے کی لوری

(ڈبلیو بلیک)

مرے جان و دل سے پیارے نہو بے قرار سو جا
تری خوبصورتی کی نہ مٹے بہار سو جا
تجھے نیند گر نہ آئی مرا جی اُداس ہوگا
مرا جی اُداس ہوگا جو تجھے ہراس ہوگا
مرے گھر کا ہے اُجالا مرے گھر کی روشنی ہے
ترا چاند سا یہ مکھڑا مرے گھر کی چاندنی ہے

ترا چھوٹا سا بچھونا ہے بہت ہی خوبصورت
تجھے ڈھونڈھتا ہے پھرتا مرے پیارے خوابِ راحت
تری لازوال خوشیاں، تری پاک مسکراہٹ
تری دل کی خواہشوں کا ترے چہرے پہ ہے جمگھٹ
ترے جی کا بھید ظاہر ترے سوتے میں ہوا ہے
وہ خوشی ہو یا کہ غم ہو، یہیں آکے سب کھُلا ہے
نہ مچل تو اتنا پیارے، تجھے سینہ سے لگا لوں
نہ کرا ایسے تو بہانے تجھے گود میں اُٹھا لوں
نہ کرا ایسے تو بہانے مرے لاڈلے تو سو جا
ترے نرم جسم کو میں ہوں اگر ذرا بھی چھوتا،
وہ حسین مسکراہٹ ترے چہرہ پہ ہے آتی،
کہ جو صبح کی ہوا سے ہے کنول کو گدگداتی
جو حسین مسکراہٹ کے ہجوم میں ہے سوتا
اثر خوشی نمایاں ترے سینہ سے ہے ہوتا
ترا سینہ وہ جہاں ہے ترے ننھے دل کو تسکین
جسے سب سے پہلے آکر ہو سُلاتی خوابِ شیرین
وہ بہانہ جو کہ دل میں ترے سوتے وقت آیا
ترے چھوٹے دل کو اس نے وہیں آکے گدگدایا

ترے لب پہ مسکراہٹ یہ اُسی سے چھا گئی ہے
ترے دل کی بات اب تو ترے مُنہ پہ آگئی ہے
بہت ہو رہا ہے بیکل میرے غمگسار سو جا
تجھے سینہ سے لگا لوں تجھے کرلوں پیار سو جا

دایہ کا راگ

(ڈبلیو - بلیک)

سُنتی ہوں آوازیں بچوں کی میں سبزہ زار پر
قہقہوں کی ملتی ہے جسدم پہاڑی سے خبر
کیا ہی خوش ہوتا ہے دل بچوں کی اس آواز سے
کم نہیں بچوں کی آوازیں مجھے اعجاز سے
اب تو خاموشی ہے ہراک چیز پر چھائی ہوئی
پھر رہی ہے تازگی سبزے سے گھبرائی ہوئی

گھر چلے آؤ مرے بچو! ہوا سورج غروب
آج کل راتوں کو بچو! پڑتی ہے شبنم بہی خوب
آؤ آؤ، کھیلنا چھوڑو بس اپنے گھر چلو
رہنا تم اُس وقت تک گھر اپنے، جب تک صبح ہو

ہے ابھی باقی بہت دن، کھیلنے دیجے ہمین
اچھی وایہ کیا ابھی سے گھر مین سونے کو چلین
چھوٹی چڑیان اُڑ رہی، ہین دن تو باقی ہے ابھی
اور کالی کالی بھیڑون سے پہاڑی ہے ڈھکی
اچھا اچھا، جاؤ تم اُس وقت تک کھیلو یہان
روشنی سے چاند کی جب تک نہ روشن ہو جہان
روشنی سورج کی کم ہو جائے جب ہو جائے شام
اپنے بستر پر چلے جاؤ کرو کچھ بھی نہ کام

چھوٹے بچون نے سُنا جب اپنی دایہ کا کلام
کھیلنے مین پھر ہوئے مصروف وہ بچّے تمام
اُن مین سے ہر ایک کودا پھاندا اور ہنستا رہا
اُن کی آوازون سے وہ جنگل کا جنگل گونج اُٹھا

ایک خاص بچہ کی لوری

(سر والٹر اسکاٹ)

اندھیرا چھا گیا، رات ہو گئی سو جا مرے پیارے
ہوئی جاتی ہین آنکھین بند خود ہی نیند کی مارے

ترا باپ ایک افسر تھا، تری ماں نیک بی بی تھی
خوش و خرّم بسر کرتے تھے دونون زندگی اپنی
یہان کی گھاٹیان سرسبز، جنگل خوشنما صحرا
نظر آتے ہین ہم کو اونچے میناروں سے جو دریا
یہ سب تیرے ہی قبضہ مین ہین اور تیری اطاعت مین
یہ سب تجھ کو لیئے ہین اپنی آغوش حفاظت مین
بگل جو بج رہا ہے زور سے، لیکن نہ ڈر اُس سے
بلاتا ہے وہ چوکیدار کو، سوتے ہوے رستے
کرین گے خواب گاہ عیش کی تیرے نگہبانی
لڑین گے اُن سے یہ، ہین جتنے تیرے دشمن جانی
چڑھین ان کی کمانین اور تلوارین نکل آئین
اگر دشمن ترے بستر کے بھی نزدیک آ جائین

مرے پیارے تو سو جا، جلد وہ وقت آنے والا ہے
کہ تیری نیند کھل جائے گی آوازون سے باجون کے
بس اب سو جا مرے پیارے بہت رات آگئی سر پہ
کہین ایسا نہو کھل جائین جو کلیان ہین بستر پہ

عبادت گاہ کی تتلی

(ڈبلیو۔ کاپر)

یہان کیون آئی ہے تتلی! کہین تو اور جا تتلی
چمن کے خوشنما پھولون کی جا خوشبو اڑا تتلی
تجھے کیا بحث، میرے واسطے تو غمزدہ کیون ہو
چمن مین چوس جا کر شہد کے اُن صاف قطرون کو
بھرا پیالون مین پھولون کے ہے جس کو رات شبنم نے
تو جا کر پی کہین اوسکو نسیم آکر نہ جھلکا دے
یہان کیون آئی ہے تتلی عبادت کی جگہہ یہ ہے
اطاعت کی جگہہ یہ ہے، ریاضت کی جگہہ یہ ہے
یہان اپنے خدا کے سامنے ہم سر جھکاتے ہین
خطاؤن کو ہم اپنی توبہ کر کے بخشواتے ہین
نہین تقصیر کی تو نے کوئی جو بخشواتی ہے
عبادت گاہ مین پھر کس لئے تو اڑ کے آتی ہے
یہان سے جا چمن کے پھول تیرے منتظر ہونگے
نہ پا کر وہ خبر تیری بہت کچھ منتشر ہون گے

حمیدہ کی تنہائی

(ڈبلیو۔ ورڈس ورتھ)

حمیدہ کا سنا ہے مین نے اکثر حال لوگون سے
مگر آئے نظر وہ ، یہ بھلا امید کس کو ہے

مین جب ان جنگلون کی یاد اپنے دل مین کرتا ہون
تو صورت اُس کی کر کے یاد آہ سرد بھرتا ہون

سحر کا جھٹپٹا سا وقت تھا جب مین نے دیکھا تھا
چلی آتی تھی تنہا ، چہرہ مرجھایا ہوا سا تھا

حمیدہ دوستون سے اپنے گو انجان رہتی تھی ،
مگر پھر بھی اُسے اُن سب کی اک پہچان رہتی تھی

نکیون انجان رہتی جب کہ وہ رہتی تھی جنگل مین
گھنے سرسبز پیڑون پر گذر تھی اُسکی جنگل مین

عجب کچھ شان سے دروازہ پہ تھین جھاڑیان اُسکے
مقدس زندگی کا ملتا تھا اُس کی نشان اُس سے

ہرن کے بچے تم کو کھیلتے ملجائین گے اکثر ،
بہت دیکھو گے خرگوشون کو سبزی کو بچھونے پر

حمیدہ کی وہ پیاری شکل لیکن اب نظر آنا
بہت ہی غیر ممکن ہے نہین کچھ اس مین شک لانا
وہ دنیا سے گئی اور دنیا والون کی نگاہون سے
بہت ہی دور ہے مان باپ کی بے چین آہون سے

کہا اک روز اُس کے باپ نے برسا ہے وہ پانی
کہ بے شک آج کی ہے رات اک آفت کی طوفانی
حمیدہ ! ساتھ اپنی مان کے قصبہ مین چلی جاؤ
مری بچی، تم اپنے ساتھ تھوڑی روشنی لے لو
چلی جاؤ یہان کی جھاڑیون ہین سے بہ آسانی
کہ بن کر برف برسے گا بہت ہی زور سے پانی

حمیدہ نے کہا پانی برستا ہے اگر ، برسے
گزر جاؤن گی مین تو برف کے ٹکڑون کے اوپر سے
مگر مشکل تو یہ ہے دو پہر دن ہے چڑھا اب تک
گھڑی نے دو بجائے ہین بہت دن رہ گیا اب تک
یہان سے روشنی کو ساتھ لیجانا ہے لاحاصل
ابھی تو روشنی سورج کی ہے چارون طرف کامل

یہ سُنکر ہو گیا مصروف اپنے کام مین . بوڑھا ،
حمیدہ نے اُٹھائی لالٹین اور لے لیا رستا
پہاڑی کون سی تھی اُس سے رہتی کچھ بھی جو بچکر
بھٹکنے والے پاؤن پڑ رہے تھے گل پہاڑون پر
قدم پڑتے ہی اُس کے برف بالکل پھیل جاتی تھی
دھوئین کی طرح چڑھ کر آسمان پر خوب چھاتی تھی

ستم دیکھو کہ طوفان وقت سے پہلے ہی آ پہونچا
اندھیرا ہو گیا ، وہ پھر رہی تھی اوس مین آوارا
چڑھی اُتری پہاڑون سے نہ قصبہ مین مگر پہونچی
بہت تکلیف اُس نے اپنی ننھی جان پر جھیلی
بہت ڈھونڈھا نہ پائی اُس نے کچھ قصبہ کی آبادی
مگر لکھی ہوئی تھی اُس کی قسمت مین یہ بربادی

اُدھر مان باپ کو بھی رات ساری ڈھونڈھتے گذری
بہت آواز دی لیکن نہ کچھ اُس کی صدا آئی
سسکنے کی بھی کچھ آواز کانون مین نہ آتی تھی
تصور مین مگر صورت کبھی نقشہ دکھاتی تھی ؛

اندھیرے مین نہ کچھ نقش قدم اُس کا نظر آیا
جو اُن کے راستہ مین رہنما کا کام دے جاتا

غرض وہ رات اُس کو ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے گذری
پہاڑی پر کھڑی تھی وہ کہ دن نکلا سحر آئی
نظر آنے لگا میدان سارا اس پہاڑی سے
نشان میل کی صورت نظر آنے لگے پودے
نشان میل وہ جو گھر سے اُن کے فاصلہ پر تھا
دکھا دیتا تھا وہ بھولے ہوؤن کو قصبہ کا رستا

وہ دونون خوب روئے اور پھر گھر کی طرف دیکھا
بہا تھا آنسوؤن کا اُن کے چشم تر سے اک دریا
کہا یہ باپ نے ، ہم سب ملین گے آسمان ہی پر
یہ وہ الفاظ تھے جس سے وہان کے ہل گئے پتھر
حمیدہ کے قدم کے کچھ نشان مان کو نظر آئے
ہوئی کچھ دل کو ڈھارس تا کہ کچھ امید بر آئے

اُتر آئے وہ نیچے اب تو اس ڈھالو پہاڑی سے
وہان تو اور بھی اُن چھوٹے پیرون کے نشان دیکھے

وہ دونون گذرے گرتے پڑتے پھر کانٹون کی جھاڑی سے
نظر آتا تھا دریا جب کہ وہ گذرے تھے کھاڑی سے
وہ گذرے کھیت مین سے اور نشان ویسے ہی ملتے تھے
یہان تک دیکھتے آئے نشان میل تک پہونچے
وہ آئے برف کے ٹکڑون پہ کچھ اُس کا نشان پاکر
نشان نقش پا کا خاتمہ دیکھا یہان آکر
مگر پھر بھی بہت سے لوگ کہتے ہین وہ زندہ ہے
یہان کے جنگلون مین چلتے پھرتے اُسکو دیکھا ہے
وہ گاتی رہتی ہے تنہائی کے نغمہ پہاڑی پر
مین سنتا ہون ہوا مین گونجتے رہتے ہین وہ اکثر

مکڑی اور مکھی

(میری ہووٹ)

کہا مکڑی نے یہ مکھی سے اک دن کہ آکے دیکھ جاؤ تم مرا گھر
بہت سے نرم بستر دیکھے ہونگے نہ ہوگا اس سے بڑھکر نرم بستر
مرے اس گھر کا رستہ دیکھیے جہان دلکش ہے اک زینہ کا چکر
کھلاؤن گی تمھین مین اچھی چیزین پہونچ جاؤگی جب تم میرے گھر پر
کہا مکھی نے یہ بالکل ہے دہوکا نہ للچاؤ مجھے باتین بنا کر

غضب کا ہے یہ چکّر دار زینہ　　نہین آتا ہے واپس کوئی جاکر

کہا مکڑی نے یہ مجھکو یقین ہے　　کہ اُڑنے سے تمھارے تھک گئے پر

اگر آرام کی خواہش ہے تم کو　　تو حاضر ہے میرا چھوٹا سا بستر

یہان چارون طرف پردے پڑے ہین　　بچھی ہے خوبصورت اُس پہ چادر

اگر آرام تھوڑی دیر کرلو　　تھکن ہرگز رہے گی پھر نہ دم بھر

کہا یہ چھوٹی مکھی نے سُنا ہے　　بڑے بوڑھون سے اپنے مین نے اکثر

قیامت کا ہے یہ بستر تمھارا　　نہین پھر جاگتا ہے کوئی سوکر

کہا مکّار مکڑی نے کہ پیاری　　محبت کو کرون ثابت مین کیونکر

محبت کی تمھارے گرم جوشی　　بہت چھائی ہوئی ہے میرے دل پر

مرے باورچی خانہ مین تو دیکھو　　ذخیرہ نعمتون کا ہے جہان پر

یہان آنا تمھارا ہے مبارک　　کرو تم ناشتہ تھوڑا سا آکر

کہا مکھی نے، یہ ہے غیر ممکن　　مجھے معلوم ہے جو ہے وہان پر

نہین مین چاہتی ہون دیکھنا تک　　تمھاری بات جھوٹی ہے سراسر

کہا مکڑی نے گو ہو عقل والی　　نہین کرتین مگر باتین سمجھ کر

تمھاری آنکھین چمکیلی ہین کیسی　　سنہرا رنگ ہے کیا بازون پر

لگی ہے میز میری خواب گہ مین　　لگا ہے آئینہ اُس کے برابر

نہین ہے قدر کچھ بھی تم کو اپنی　　ذرا صورت تو اپنی دیکھو آکر

کہا اُس نے تمھاری قدردانی　　عنایت کر رہی ہو تم جو مجھ پر

تمھاری یہ محبت مہربانی — ادا ہو شکر یہ مجھسے یہ کیونکر
رہون گی آکے اب مین دوسرے دن — سلام اب جا رہی ہون اپنے گھر
ادھر مکڑی بھی اپنے گھر سدھاری — لگا کر جالے کے دو چار چکر
وہ اچھی طرح اسکو جانتی تھی — کہ پھنس جاے گی مکھی اب تو آکر
یہان آئیگی تھوڑی دیر مین وہ — بہت اچھا ہے میرے گھر کا منظر
بچھایا اُس نے اک نازک سا جالا — چنا پھر ناشتہ اُس نے وہان پر
خوشی کے راگ گا کر پھر وہ بولی — جو آتے دیکھا پھر اُس کو مکر
یہان آؤ، یہان آؤ، یہان آؤ — محبت ہے تمھاری نقش دل پر
یہ چمکیلے، سُنہرے، اچھے بازو — سُنہرے بازوون کے ساتھ یہ پر
لباس اچھا ہے سبز اور ارغوانی — لگی ہے ایک چھوٹی کلغی سر پر
چمکتے ہیرے کے مانند آنکھین — ذرا دکھلاؤ تو نزدیک آکر
خوشامد کے سُنے الفاظ جسدم — چلی آئی وہ بازو پھڑپھڑا کر
چلی آئی وہ ایسی بھن بھناتی — کہ خود ہی رہ گئی اُس مین اٹک کر
گھمنڈ اُس کو تھا چمکیلی ہین آنکھین — خیال اُسکو تھا اچھی رنگتون پر
وہ پوشاک اپنی اچھی جانتی تھی — سمجھتی تاج تھی کلغی کو سر پر
اُچک کر لے گئی مکار مکڑی — اُسے اک چھوٹے سے زینہ کے اوپر
بہت مضبوط تھی پکڑے ہوے وہ — رکھا سختی کے ساتھ اُس کو دبا کر
اندھیرے غار مین لیجا کے رکھا — جسے کہتی تھی اپنا نرم بستر

غضب کا ہے یہ چکّر دار زینہ نہین آتا ہے واپس کوئی جاکر
کہا مکڑی نے یہ مجھکو یقین ہے کہ اُڑتے سے تمھارے تھک گئے پر
اگر آرام کی خواہش ہے تم کو تو حاضر ہے میرا چھوٹا سا بستر
یہان چارون طرف پردے پڑے ہین بچھی ہے خوبصورت اُس پہ چادر
اگر آرام تھوڑی دیر کرلو تھکن ہرگز رہے گی پھر نہ دم بھر
کہا یہ چھوٹی مکھی نے سُنا ہے بڑے بوڑھون سے اپنے مین نے اکثر
قیامت کا ہے یہ بستر تمھارا نہین پھر جاگتا ہے کوئی سوکر
کہا مکّار مکڑی نے کہ پیاری محبت کو کرون ثابت مین کیونکر
محبت کی تمھارے گرم جوشی بہت چھائی ہوئی ہے میرے دل پر
مرے باورچی خانہ مین تو دیکھو ذخیرہ نعمتون کا ہے یہان پر
یہان آنا تمھارا ہے مبارک کرو تم ناشتہ تھوڑا سا آکر
کہا مکھی نے، یہ ہے غیر ممکن مجھے معلوم ہے جو ہے وہان پر
نہین مین چاہتی ہون دیکھنا تک تمھاری بات جھوٹی ہے سراسر
کہا مکڑی نے گو ہو عقل والی نہین کرتین مگر باتین سمجھ کر
تمھاری آنکھین چمکیلی ہین کیسی سنہرا رنگ ہے کیا بازون پر
لگی ہے میز میری خوابگہ مین لگا ہے آئینہ اُس کے برابر
نہین ہے قدر کچھ بھی تم کو اپنی ذرا صورت تو اپنی دیکھو آکر
کہا اُس نے تمھاری قدردانی عنایت کر رہی ہو تم جو مجھپر

تمھاری یہ محبت مہربانی ادا ہو شکر یہ مجھسے یہ کیونکر

رہون گی آکے اب مین دوسرے دن سلام اب جارہی ہون اپنی مین گھر

ادھر مکڑی بھی اپنے گھر سدھاری لگا کر جالے کے دو چار چکر

وہ اچھی طرح اسکو جانتی تھی کہ پھنس جاے گی مکھی اب تو آکر

یہان آئیگی تھوڑی دیر مین وہ بہت اچھا ھے میرے گھر کا منظر

بچھایا اُس نے اک نازک سا جالا چنا پھر ناشتہ اُس نے وہان پر

خوشی سے راگ گا کر پھر وہ بولی جو آتے دیکھا پھر اُس کو مکرر

یہان آؤ، یہان آؤ، یہان آؤ محبت ھے تمھاری نقش دل پر

یہ چمکیلے، سنہرے، اچھے بازو سنہرے بازوؤن کے ساتھ یہ پر

لباس اچھا ھے سبز اور ارغوانی لگی ھے ایک چھوٹی کلغی سر پر

چمکتے ہیرے کے مانند آنکھین ذرا دکھلاؤ تو نزدیک آکر

خوشامد کے سُنے الفاظ جسدم چلی آئی وہ بازو پھڑپھڑا کر

چلی آئی وہ ایسی بھن بھناتی کہ خود ہی رہ گئی اُس مین اٹک کر

گھمنڈ اُس کو تھا چمکیلی ہین آنکھین خیال اُسکو تھا اچھی رنگتون پر

وہ پوشاک اپنی اچھی جانتی تھی سمجھتی تاج تھی کلغی کو سر پر

اُچک کر لے گئی مکار مکڑی اُسے اک چھوٹے سے زینہ کے اوپر

بہت مضبوط تھی پکڑے ہوے وہ رکھا سختی کے ساتھ اُس کو دبا کر

اندھیرے غار مین لیجا کے رکھا جسے کہتی تھی اپنا نرم بستر

نہ جانے اُس پہ کیا گذری مصیبت کبھی واپس نہین آئی وہ جاکر
خوشامد کا یہی تو ہے نتیجہ ہزارون لٹ گئے باتون مین آکر
خوشامد سے بچو کھاؤ نہ دھوکا رہو تم اس سے پوری طرح بچکر

جان گلپن کا دلچسپ قصہ

(ڈبلیو کاپر)

یہ کہانی ہے جان گلپن کی جو کہ لندن کا تھا بہت نامی
ساکھ اس کی بہت تھی اور شہرت گو نہ تھی اُس کے پاس کچھ دولت
کپتان تھا پولس کے صیغہ کا اور قانون کا تھا وہ پتلا
اُس کی بی بی نے ایک روز کہا گو کہ شادی کو ہوگیا عرصہ
گرچہ گذرے ہین اُس کو بیس برس پر نہ دل سے کبھی گئی یہ ہوس
ایک دن تو خوشی منائین ہم شادی کے دن کی یاد لائین ہم
ہم رہین جا کے "ایڈمنٹن" مین جو ہے مشہور سارے لندن مین
جاکے اس دن منائین ہم شادی اور ہو ایک گھوڑون کی بگھی
مین، مرے تینون بچے، اور بہن ایک ہی ساتھ جائین سب منٹن
آنا تم پیچھے پیچھے گھوڑے پر خوب خوشیان منائین گے مل کر
جان گلپن نے یہ جواب دیا کہ تمھاری ہون قدر مین کرتا
عورتون سے مجھے محبت ہے میری نظرون مین اُن کی عزت ہے

اس محبت کی مستحق تم ہو — ایسی عزت کی مستحق تم ہو
اس لئے ہے تمہارا کہنا قبول — اب زیادہ نہ دیجے بات کو طول
جو کہو گی وہی کرون گا مین — رغبت و شوق سے چلون گا مین
ہون مین کپڑے کا بیچنے والا — جیسا ہون جانتی ہے سب دنیا
مین بہادر ہون اور دلاور ہون — انتظامی پولیس کا افسر ہون
اک چُلاہا جو دوست ہے میرا — اپنا گھوڑا مجھے وہ دیدے گا
نیک بی بی نے اُس کی ہنس کے کہا — خوب گھوڑے کا انتظام کیا
ہو رہی ہے شراب گو مہنگی — پھر بھی وہ ہم کو دل سے ہے پیاری
لیکن اُس کو بنائین گے گھر مین — اُس کا سودائے خام ہے سر مین
اُس کی بھر لین گے بوتلین اچھی — ہون گی جو صاف اور چمکیلی
جان گلپن نے جوش مین آکے — دونون رخسارے اُس کے چوم لئے
اب تو پھولا نہین سماتا تھا — ناچتا تھا کبھی وہ گاتا تھا
باتین سُن سُن کے اپنی بی بی کی — ہو رہی تھی زیادہ اوس کی خوشی
جانتا تھا کہ پاس گو زر ہے — لیکن اس کی نظر بچت پر ہے

ہو گئی صبح آگئی بگھی — پر وہ دروازہ تک نہین آئی
دور گھر سے کھڑا کیا اُس کو — تا نہ سمجھے کوئی بُرا اُس کو
یہ نہ سمجھی کہ ہو گئی مغرور — آگیا کچھ دماغ مین ہے فتور

عورتین، بچے، سب سوار ہوے — ایڈمنٹن کا دل مین ہیجان کیے
اُس مین چھ جسم ننھے خوشی سے بھرے — بوجھ تھے جو کہ اک مصیبت کے
کھڑکھڑاہٹ مین اُس کی تھی عشرت — اور پہیّون کی بڑھ گئی حرکت
جان گلپن جو تھا بہت ہی نہال — اپنے گھوڑے کی اس نے پکڑی ایال
اور چاہا کہ جلد ہو کے سوار — کر لے بگھی کے ساتھ مین رہوار
نہ گئے ہون گے چل کے تھوڑی دور — آ رہے گھوڑے سے زمین پہ ضرور
بڑی مشکل سے پھر چڑھے اُس پہ — اور کیا پھر شروع اپنا سفر
مڑ کے پیچھے جو اُس نے دیکھ لیا — اپنے گھوڑے سے وہ اُتر آیا
دیکھا ہین تین آدمی در پر — کپڑا لینے کو آئے ہین گھر پر
گو کہ اس وقت اس کو صدمہ ہوا — لیکن اچھی طرح وہ جانتا تھا
کہ مصیبت کا سر پہ ہے آنا — آتے پیسہ کا ہاتھ سے جانا
فیصلہ ہو گیا جو کپڑے کا — چلنے کے واسطے سوار ہوا
خادمہ گھر سے چیختی نکلی — بڑی مشکل سے زینہ سے اُتری
اور کہا رہ گئی شراب یہان — آج کے دن کی ہے جو روح رواں
کہا "گلپن" نے اب خدا کی پناہ — ہوئی جاتی ہے میری کھوٹی راہ
اس کو لے آؤ پاس تم میرے — رکھ دو پیٹی مین بوتلین بھر کے
لاؤ وہ پیٹی کر کے تم تیار — باندھا کرتا ہون جس مین مین تلوار
جب قواعد کبھی مین کرتا ہون — کارتوس اُس مین خوب بھرتا ہون

بی بی نھی اُوس کی ہوشیار بڑی — بوتلیں ڈھونڈہیں جس نے پتھر کی
اُن کو رکھتی تھی وہ عزیز بہت — تھی حقیقت میں باتمیز بہت
وہ شراب اُسکو ایک نعمت تھی — اس سے اچھی طرح حفاظت کی
تھا ہر اک میں مڑا ہوا دستہ — جس کو پیٹی میں اُس نے ڈال لیا
مسئلہ جب کہ ہوگیا یہ حل — کہ برابر رہے ہر اک بوتل
تا مساوی ہوں وزن میں دونوں — اور پوری ہوں وزن میں دونوں
پھر لبادہ کو اُس نے اوڑھ لیا — صاف تھا اور سرخ رنگ کا تھا
تاکہ وہ سر سے پیر تک چھپ جائے — بوتلیں اُس کی کوئی دیکھ نہ پائے
اپنے گھوڑے پہ پھر وہ بیٹھ گیا — گھوڑا آہستگی سے چلنے لگا
چلا جاتا تھا ہوشیاری سے — خوب واقف تھا وہ سواری سے
دوڑا ہموار راستہ پاکر — جس میں کچھ بھی نہیں تھا خوف وخطر
پاؤں میں نعل بھی لگے تھے نئے — اور سوار اُس پہ یہ ہوی تھے نئے
اس لئے دوڑنے لگا سرپٹ — ہوئی گلپن کو جس سے گھبراہٹ
اس نے چلاکے گھوڑے سے یہ کہا — نرم آہستہ اپنے پاؤں اُٹھا
چیخنا اُس کا سب فضول گیا — گھوڑے نے جب نہ کچھ قبول کیا
باگیں کھینچیں بھی چھوڑیں بھی جھٹکا — گھوڑا لیکن رکا۔نہ کچھ اٹکا
لاکھ گلپن نے اپنا سر پٹکا — نہ رکا اُس کا پاؤں سر پٹکا
جھک گیا اور پکڑی اُسکی ایال — پوری قوت سے پکڑے تھا وہ بال

کیسی یہ آگئی تھی مشکل ہاتھ اُس کی گردن مین تھی حمائل ہاتھ
تھی جو حالت جناب گلپن کی اس کے بالکل نہین تھے وہ عادی
گھوڑا واقف نہین تھا کچھ اُس سے کون سی چیز میرے پیٹھ پہ ہے
اب تو اُس نے کنوتیان بدلین شوخیان اُس نے حد سے بڑھ کرین
اور بھی دوڑنے لگا وہ تیز جب کہ دھوکے سے لگ گیا مہمیز
چلے جاتے تھے کچھ نہین تھی خبر کہ لئے جا رہا ہے گھوڑا کدھر
اپنے کپڑون کی ہو خبر کیونکر جب کہ چھائی تھی بے خودی اُن پر
ٹوپی اُڑکر ہوا سے دور گری جس کی اصلا خبر نہ اُن کو تھی
عمر بھر مین یہ پہلی آفت تھی جان پر اون کے اک مصیبت تھی
تھا ہوا مین لبادہ یون اُن کا ہو پھریرہ جہاز کا جیسا
جب کہ خود اُن کے چھکے چھوٹ گئے کیا تعجب بٹن جو ٹوٹ گئے
جسم سے اُن کے خود بھی وہ تھا تنگ اُڑگیا وہ لبادہ جیسے پتنگ
پھر تو ہر اک شخص نے دیکھا کہ لیے جاتا ہے کسے گھوڑا
بوتلین جو کمر سے تھین لٹکی اُن پہ لوگون کی جب نگاہ پڑی
قہقہون کی مچی ہوئی تھی صدا یہی منظر تو اک ہنسی کا تھا
ہر طرف بھونکنے لگے کتے بچے گلپن کا منہ چڑانے لگے
کھل گئین کھڑکیان گھرون کی تمام پوچھتا تھا ہر ایک اُس کا نام
کوئی کرتا تھا شادمان اُس کو کوئی دیتا تھا گالیان اُس کو

اُس کی ہر سمت داستانین تھین　　جتنے مُنھ اُتنی ہی زبانین تھین

ہر طرف اُن کی ہوگئی شہرت　　بعض شخصون کو ہوگئی حیرت

کہ یہ اتنا کمر پہ بوجھہ لئے　　شرطیہ دوڑ خوب دوڑتا ہے

خوب اسکو کمانا آتا ہے　　خوب سکہ جمانا آتا ہے

پاس دروازہ کے گیا جس دم　　گھوڑا سرپٹ نظر پڑا جس دم

پہرہ والون نے اس کو کھول دیا　　اُس کو جانے کا راستہ جو ملا

جارہا تھا وہ سر جھکائے ہوے　　موت کا دھیان دل مین لائے ہوے

بوتلین دونون آگئین نیچے　　اور منھ اُن کے ہوگئے ڈھیلے

بہ گئی سب شراب رستے مین　　ہوگیا دل کباب رستے مین

رحم آتا تھا دیکھکر اُس کو　　غش تھا گھوڑے کی پیٹھ پر اُسکو

نہین معلوم جارہا تھا کہان　　پیٹھ سے اُس کے اُٹھ رہا تھا دھوان

یہ دھوان دے رہی تھی پیکے شراب　　گویا گھوڑے کے بن رہے ہین کباب

پھر بھی وہ بوجھ کو اُٹھائے ہوے　　بوتلین پیٹی مین لگائے ہوے

چلا جاتا تھا وہ بصد عجلت　　دیکھ کر اُس کو سب کو تھی حیرت

گذرا جب اس طرح سے اسلنگٹن　　اور جانے لگا وہ ایڈ منٹن

پہونچا دریائے واش کے اوپر　　خوبصورت ہے جس کا ہر منظر

بیچ سے وہ سڑک کے جاتا تھا　　اور رومال کو ہلاتا تھا

یون چلا جارہا تھا وہ مضطر　　ہنس جس طرح ہو کھلوری پر

اس کی بی بی نے اُسکو جب دیکھا
کہ چلا آرہا ہے وہ کیسا
ایک حیرت سی ہو گئی اُس پر
گھوڑے پر ہے سوار وہ کیونکر
پاس جب اُسکے آ گیا گلپن
اور حیرت بڑھا گیا گلپن
بی بی نے یہ کہا یہی ہے مکان
جس مکان میں ہیں آج ہم مہمان
بڑی مشکل سے آپ آئے اب
ناشتہ ہو رہا ہے باسی سب
گو کہ ہم تھک گئے ہیں سب کے سب
شکر کی جا ہے آپ آئے اب
کہا گلپن نے جو ہوئی حالت
کچھ نہ پوچھو گواہ ہے صورت
اُس نے روکا نہیں رکا گھوڑا
اور آگے کو چل پڑا گھوڑا
اُس کا مالک تھا "ویر" میں رہتا
جو کہ دس میل فاصلہ پر تھا
اس قدر تیز جا رہا تھا وہ
تیز پاؤں اُٹھا رہا تھا وہ
اُس میں اُس تیر کی سی تھی پرواز
پھینک دے جس کو کوئی تیر انداز
اُس کے مالک کا آ گیا جب گھر
تو ہوا ختم گھوڑے کا یہ سفر
ہو گیا اس کے در پہ آکے کھڑا
اُس جلاہے کو اک تعجب تھا
کہ چلا آیا کیوں یہاں گلپن
آج تو جا رہا تھا یہ منٹن
ہاتھ سے اپنے رکھ کے اُس نے سگا
کہا، کیجے تو حال دل اظہار
کیا خبر ہے یہاں تم آئے کیوں
اور منٹن نہ جانے پائے کیوں
ننگے سر آ رہے ہو خیر تو ہے
یا یوں ہی چل پڑے ہو سیر تو ہے
کچھ تو کہیے کہ حال دل کیا ہے
خیریت ہے؟ مزاج اچھا ہے؟
جان گلپن بھی خوش مزاج تھا گو
نہ ہنسا سُن کے اُس کی باتوں کو

یہ کہا اُس نے کیا بتاؤن حال　　آپ کے گھوڑے کی ہی یہ سب چال
چونکہ گھوڑے کو تھا یہان آنا　　حکم اُس کا پڑا بجا لانا
ورنہ گھوڑا جو مانتا کہنا　　ننگے سر کس لئے یہان آتا
میری ٹوپی بھی میرے سر ہوتی　　وہ سڑک پر کہین پڑی ہوگی
جب مُلا جی نے یہ جواب سُنا　　ہو کے خاموش اپنے گھر مین گیا
اور لے آیا اپنی اک ٹوپی　　جو ہر اک حال مین مناسب تھی
اُس نے ٹوپی کو دے کے اُس سے کہا　　ہے مرا سر تمھارے سر سے بڑا
ٹھیک سر پر تمھارے آئیگی　　نہ سبک سر تمھین بنائے گی
آئے جھاڑ دون مین کپڑون کو　　تاکہ گرد و غبار سے نکلو
کھانا حاضر ہے تھوڑا سا کھالو　　بھوک ہوگی بہت، کہا مانو
کہا گلپن نے یہ ہے سال گرہ　　میری شادی کا دن ہو یہ واللہ
طعن و تشنیع دیگی سب دنیا　　کہا تا ہرگز یہان نہین اچھا
ایڈمنٹن مین وہ، مین ویرمین ہون　　آگیا ریوڑی کے پھیر مین ہون
وہ وہان کھائین ہم یہان کھائین　　کیسے ممکن ہے آپ فرمائین
کرچکا بات ختم جب اپنی　　ٹھوکی پیٹھ اس نے اپنے گھوڑے کی
اُس سے کہنے لگے کہ چلئے ابھی　　فکر اب ہوگئی ہے کھانے کی
اپنی مرضی سے تم یہان آئے　　حکم میرا نہ تم بجا لائے
اب مری مرضی کی چلو تم چال　　تاکہ ہو دور سب کا رنج و ملال

گفتگو اُس کی سب گئی بیکار — اپنی قسمت سے رہا لاچار
اُس نے جو کچھ کہا تھا وہ نہ کیا — ہوتا ہے سر غرور کا نیچا
اک گدھا زور شور سے چیخا — جس سے گھوڑا بھڑک اُٹھا اُسکا
وہ گدھا شیر بن گیا گویا — تیر کی طرح پھر وہ چل نکلا
جس طرح پہلے تیز آیا تھا — اُس سے بھی تیز تیز چلنے لگا
پوری طاقت سے خوب دوڑا تھا — جان گلپن سکے تھے جو اس خطا
اُڑ گئی اُس کے سر کی پھر ٹوپی — پہلے سے اب تو جلد ہی کھودی
کیونکہ وہ سر سے تھی بہت ہی بڑی — اس لئے اُڑ گئی بہت جلدی
اُس کی بی بی نے اُسکو پھر دیکھا — کہ چلا آرہا ہے وہ بھاگا
پہلے کی طرح اُس کی حالت ہے — کچھ عجیب و غریب صورت ہے
یہ کہا اُس نے گاڑی والے سے — میرے شوہر کو تم جو لے آئے
خیریت اور سلامتی سے وہ آئے — تم اگر اُن کو جا کے لے آئے
میں بہت سے روپے تمہیں دونگی — اور احسان خوب مانوں گی
گاڑی والے نے جا ملا یا اُنہیں — اور بُری حالتوں سے پایا اُنہیں
چاہا گھوڑے کو روک کر اپنے — کہ لگام اُس کے گھوڑے کی پکڑے
لیکن اُس کا جو اس سے مطلب تھا — وہ کسی طرح سے نہ پورا ہوا
بلکہ اُس سے بھڑک اُٹھا گھوڑا — اور بھی دوڑنے لگا گھوڑا
جان گلپن تو آگے آگے تھے — اور رئیس ساتھ تھا اُن کے

گاڈی والے کا گھوڑا بھی تھا غضب اُسنے گاڈی کو توڑ ڈالا سب

بوجہ سے اُس کے اُس نے پائی نجات اور آزاد ہو گیا بد ذات

خوب ہی دوڑنے لگا وہ بھی اپنے ساتھی سے مل گیا وہ بھی

دیکھا لوگوں نے حال یہ اُنکا کہ چلا آ رہا ہے اک گھوڑا

اُس پہ گلپن سوار آتے ہیں اور بے اختیار آتے ہیں

دوسرا گھوڑا ساتھ ہے خالی اور ہے سائیس کی بھی بدحالی

سب نے چلا کے شور و غل جو کیا متفق ہو کے سب نے یہ جو کہا

ٹھہر جا چور جا رہا ہے کہاں ایسے ڈاکو کا اب ملا ہے نشان

اُن کی آواز کو سُنا جس نے وہ بھی کہنے لگا کھڑا ہو کے

گذرا دروازے سے وہ بےکھٹکے تھے قدم گھوڑے کے جو سرپٹ کے

یہ سمجھتے تھے پہرے والے بھی دوڑ یہ دوڑتا ہے کیسا ابھی

یہ گیا تھا ابھی ، ابھی آیا اس نے انعام خوب ہی پایا

اپنی بازی کو کیوں نہ یہ جیتے کیسا جاتا ہے گھوڑا دوڑا کے

جبکہ وہ جا کے شہر میں پہونچا اک جگہ ہو گیا کھڑا گھوڑا

جس جگہ سے گئے وہاں آئے کوئی پوچھے کہ ساتھ کیا لائے

گو ہم اس اُس کے ہو گئے زائل مفت کی سیر ہو گئی حاصل

شہر والوں کو ہو گئی حیرت اور لندن میں ہو گئی شہرت

اب تو گلپن ہے اور ہے لندن ہو گئی ختم داستان یہاں

کنگ کی عمر ہو دراز خدا — اُس کا اقبال و مرتبہ ہو سوا
اور گاپن کی عمر بھی ہو بڑی — اور پھر ہو سواری گھوڑے کی
مین بھی مشتاق دیکھنے کا ہون — کاش مین اُس کی شکل کو دیکھون
آرزومند جس کا ہو "کاپر" — اُس کا مشتاق کیون نہ ہو فقیر

دیوانہ کُتّا

(الیور۔گولڈ اسمتھ)

ہر ایک قسم کے لوگ اس پہ آج کان دھرین
مری کہانی کو سُن کر ذرا وہ غور کرین
اگرچہ لکھا ہے یہ قصہ مختصر مین نے،
مگر رکھی ہے ہر اک بات پر نظر مین نے

تھا ایک قصبہ مین اک مرد عالم و دیندار
تھا شغل ورد و ظائف ہی اُس کا لیل و نہار
ہر ایک وقت عبادت مین رہتا تھا مشغول
دعا جو کرتا تھا بے شک وہ ہوتی تھی مقبول

اور اس کے پہلو مین ایک مہربان دل بھی تھا
ہر ایک شخص کو آرام جس سے پہونچا یا،

ہر ایک صبح وہ دیتا تھا کپڑے ننگون کو
ہر ایک صبح کھلاتا تھا کھانا بھوکون کو

بہت سے کتے تھے اس قصبہ مین ہر اک کے یہان
تمام قصبہ مین رہتا تھا اُن سے شور و فغان
ہر ایک قسم کے تھے پالتو بھی جنگلی بھی،
بہت سے نیک تھے اور تھے بہت سے وحشی بھی

تھا ایک پالتو کُتا مکان مین عابد کے
بہت غریب نظر آتا تھا وہ صورت سے
نہ ہوتا تھا وہ لگا ہون سے ایک دن اوجھل
غضب ہوا کہ وہ اک روز ہوگیا پاگل

ستم یہ اُس پہ کہ عابد کے پاؤن مین کاٹا
تمام قصبہ کے لوگون کو ہوگیا سکتا،
ہر اک نے کھائی قسم اور مل کے سب نے کہا
نہین ہے شک کہ یہ کُتا ہوا ہے دیوانا

تھے اُس کے پاؤن مین زخم ایسے سخت اور گہرے
ہر ایک کہتا تھا ہرگز نہ ہون گے یہ اچھے
کمال یاس والم مین تھے سارے پیر و جوان
سمجھتے تھے کہ یہ ہے تھوڑی دیر کا مہمان

مگر خدا نے بہت جلد اُس کو چھوٹ کیا
ہر اک کے دل مین عقیدت کا اُس کے جوش بڑہا
یہ دیکھا سب نے کہ جلدی سے مر گیا کُتّا
اور اُس کا پاؤن بہت جلد ہو گیا اچھا

ناس کی ڈبیا

(اے نن)

اک مدرس نے جو کہ گاؤن کا تھا | اپنے شاگردون سے بُلا کے کہا
امتحان اب تمہارا ہوتا ہے | ممتحن جلد آنے والا ہے
تم کو جُغرافیہ نہین ہے یاد | ہائے محنت گئی مری برباد
آزمائش اگر کرے گا وہ | قہر کی پھر نظر کریگا وہ
شکل تم سے زمین کی پوچھیگا | نہ بتائی تو خوب بگڑیگا
اس لئے تم سے پوچھ بیٹھے اگر | دیکھنا میری سمت ایک نظر

مین بتا دون گا ناصر کی ڈبیا جس سے فوراً سمجھ مین آئے گا
دیکھ لینا تم اس کی گولائی اور نہ کرنا نظر کی کوتاہی

دو تھین پاس اُس کی ناس کی ڈبیان رکھی رہتی تھین ہر گھڑی جو وہان
دونون ڈبیان اگرچہ تھین اچھی ایک تھی گول، اک مربع تھی
لاتا جو کور تھا وہ کُل ہفتہ دوسری کو بروز یک شنبہ
امتحان جب کہ آ گیا سر پر اور دوڑائی ممتحن نے نظر
ایک لڑکے کا نام لے کے کہا یہ بتاؤ زمین کی شکل ہے کیا
وہ بتانے بھی کچھ نہ پایا تھا کہ لگا کہنے دوسرا لڑکا
یاد پڑا اپنی ناز اُس کو تھا مڑ کی اُستاد کی طرف دیکھا
اور کہنے لگا جناب سنین یاد جو مجھ کو ہے اُسے دیکھین
روز یک شنبہ گیند جیسی ہے اور چھ دن مربع رہتی ہے

کہانی چھوٹے بچّے کے انگوٹھا چوسنے کی

(ڈاکٹر ہنرج)

کہا ناصر سے یہ ناصر کی مان نے بلایا ہے مجھے محمود خان نے
اکیلا چھوڑ کر جاتی ہون باہر اُٹھانا روکے تم گھر کو نہ سر پر
نہین لازم انگوٹھا چوسنا ہے کہ اس کا چوسنا بالکل بُرا ہے

بڑا لانبا سا آجاتا ہے درزی — کہ جس کے پاس ہے اک تیز قینچی
انگوٹھا چوستے ہیں جو کہ بچے — انگوٹھے کاٹ لیتا ہے وہ اُونچے
سمجھتے ہی نہیں ہیں اُس کو بچے — کہ وہ آجاتا ہے قینچی کو لے کے
اِدھر منہ موڑنا تھا اُسکی ماں کا — اِدھر لالچ بڑھا اُس کی زبان کا
انگوٹھا منہ میں تھا اُس کی کہ آیا — وہی درزی کہ جس کا کہہ دیا تھا
بہت ہی سرخ سرخ آنکھیں ہیں اُسکی — لئے تھا ہاتھ میں وہ تیز قینچی

اُدھر ناصر نے ماری چیخ ڈر کے — اِدھر دونوں انگوٹھے کٹ گئے تھے
جب آئی گھر میں اُسکی ماں، تو دیکھا — کھڑا روتا ہے ناصر بے تحاشا
بتاتا ہے انگوٹھے اپنے دونوں — جو اُس کے دانتوں سے زخمی تھے دونوں
کہا ماں نے کہ میں تو جانتی ہوں — بہت اچھی طرح پہچانتی ہوں
انگوٹھا چوستے ہیں جب کہ بچے — تو درزی کاٹ لیتا ہے انگوٹھے

چھوٹے سے تارے کی جگمگاہٹ

(اے نن)

ہمیشہ چمکو! چمکو! چھوٹے تارو — تعجب ہے مجھے تم پر کہ کیا ہو
بلندی پر تم ایسے ہو جہاں میں — جڑے ہوں جیسے ہیرے آسمان میں

لیا سورج نے جب مغرب کا رستا   تو پھر شبنم سے سبزہ خوب بھیگا
تم اپنی مختصر سی روشنی کو   دکھاتے جگمگا کر رات بھر ہو

جڑے ہو کیسے نیلے آسمان مین   تم اکثر جھانکتے ہو ہر مکان مین
کہان رہتے ہو تم پوشیدہ ہو کر   نکلتا جب ہے سورج آسمان پر

تمہاری روشن اور چھوٹی یہ کرنین   مسافر کو دکھاتی راستہ ہین
نہین معلوم گو مجھکو کہ کیا ہو   مگر تم چمکو ! چمکو ! چھوٹے تارو

کتب فروش کی دوکان پر ایک بچّہ

(بیری لیمپ)

بہت ہی خستہ حالت اور غربت مین تھا اک بچہ
کتابین بیچنے والے کی دوکان پر اُسے دیکھا
کتابین کھول کر پڑھتا تھا للچائی نگاہون سے
کبھی وہ دیکھتا تھا اُن کو گھبرائی نگاہون سے
کتابین اس طرح پڑھتے ہوئے پایا اُسے جیسے
بجائے پڑھنے کے وہ اسکو کھا جائے گا بے کھٹکے

کتابین بیچنے والے نے دیکھا اور کہا سُنئے
خریدی ہی نہیں کوئی کتاب آکر کبھی تم نے
تو یہ ہے غیر ممکن تم کتابین دیکھ لو آکر
اگر شایق ہو تو ان کو خرید و دام کچھ لاکر
بھری لڑکے نے ٹھنڈی آہ ، اور سن نہ لیا اپنا
بھر آئے آنکھون مین آنسو کہا افسوس ہی اسکا
مجھے اے کاش میرا باپ پڑھنا ہی نہ سکھلاتا
نہ پڑھ سکتا تو پھر ایسی کتابون پر نہ للچاتا
غریبون کو جو تکلیفون مین ہمنے مبتلا پایا
امیرون کو کبھی احساس ہی ہوتا نہیں اس کا
اسی صورت سے مین نے دوسرے لڑکے کو دیکھا ہے
مجھے معلوم ہوتا تھا کئی دن کا وہ بھوکا ہے
کبھی بازار مین آنکھون سے گوشت اُسنے نہیں دیکھا
بہت نازک ہے یہ حالت مجھے افسوس ہے اسکا
وہ اچھے کھانون کی کرتا تھا خواہش اور نہ تھا پیسہ
تعجب ہے کہ اس حالت سے وہ کیونکر رہا زندہ
مگر دیکھا گیا ہے اسکو ، یہ کہکر تھا وہ روتا
خدا نے پیٹ ہی مجھکو نہ کھانے کا دیا ہوتا

تالاب

(جان ٹیلر)

بہت ہی خوبصورت ایک ننھا تالاب قصبہ میں
کہ جس کی وجہ سے سب پیڑ تھے شاداب قصبہ میں
بنفشہ اور کنول کے پھول تھے پھولے ہوئے اس میں
زمیں پر جھک پڑی تھیں کرکے سایہ ان کی شاخیں
بطوں کی اک جماعت بھی رہا کرتی تھی پانی میں
بہت اچھی نظر آتی تھی جن کی صف۔ روانی میں
جو پودے پاس ننھے تالاب کے مسکن ہ اُن کا تھا
خوش و خرم رہا کرتی تھیں اور ہرگز نہ تھا کھٹکا
ہمیشہ مسئلے تھے مختلف جو بحث میں اُن کے
کیا کرتی تھیں اُن پر بحث فارغ ہو کے کاموں سے
سمجھنے کی بہت کی میں نے کوشش کان دھر دھر کے
مگر ہر وقت رہتا تھا میں افسوس ہی کرکے
مجھے اقرار ہے اس کا کہ یہ تھا مسئلہ ایسا
کہ جس نے میرے سارے علم کو بیکار کر ڈالا
کنارے پر مگر بیٹھا ہوا اک بط کا بچہ تھا
بطوں کو آتے جاتے دیکھ کر خوش شاد ہوتا تھا

بطین پانی مین دُم اوپر کئے غوطہ لگاتی تھین
کبھی مُنہ نیچے کرتی تھین کبھی گردن اُٹھاتی تھین
تماشا دیکھ کر بچہ بہت ہی خوش نظر آیا،
اور اپنے دل مین اُس نے فیصلہ کرنے کو یہ سوچا
کہ جیسے اُڑنا ویسے تیرنا دونون ہی ہین آسان
تعجب ہے مجھ کو منع کیون کرتی ہے میری مان
یہ سوچا بے وقوفی سے کہ "کچھ خطرہ نہین اس مین
بجائے خوف کے دونی مسرت ہے کہین اس مین
یہ میرے پَیر اور بازو قوی ہین اور اچھے ہین
بڑون کے پاؤن جیسے ہوتے ہین ویسے ہی میرے ہین
نکیلی چونچ ہے گو میری، اُن کی گول چونچین ہین
یہ ہوسکتا نہین، ڈوبین اگر اس کو سبب جانین
بطون کی طرح مین بھی تیر سکتا ہون جو پانی مین
تو پھر کیا بات ہے بیٹھا رہون مین پاسبانی مین
مین قسمت آزمائی گر کرون تو کچھ نہین بیجا
کہ اس سے کام کرنے کا طریقہ سیکھ جاؤن گا
غضب ہے میری مان کرتی ہے مجھکو منع پانی سے
مگر لیتا ہون دل چھپی مین پانی کی روانی سے

نہ سمجھا کچھ وہ بچہ اور پانی مین گیا اُڑ کر
مگر معلوم اُس کو ہو گیا تالاب کے اندر
کہ میری ماں کی تھی جو کچھ ہدایت سب وہ سچی تھی
حقیقت مین جو کہتی تھی وہ بالکل ٹھیک کہتی تھی
لگا پانی مین بازو پھڑ پھڑانے اور گھبرایا
بہت کی اس نے کوشش اور سر پانی سے ٹکرایا
یہ کوشش کی کہ وہ پانی سے خشکی مین نکل آئے
پڑی ہے جو بلاے ناگہاں سر پہ وہ ٹل جائے
مگر جو وقت تھا وہ ہاتھ سے جاتا رہا اس کے
بہت ہی غیر ممکن تھا کہ بچ جاتا وہ پانی سے
زیادہ جتنی کوشش کی گیا اُتنا ہی گہرے مین
وہ جتنے پھڑ پھڑاے پر پڑا اُتنا ہی گہرے مین
بالآخر اُس کی کوشش ہو گئی بیکار، وہ ڈوبا
قضا نے آ دبوچا ہو گیا پانی ہی مین ٹھنڈا
وہ مر کر پیٹ کے بل تھوڑے ہی عرصہ مین تیر آیا
بطون نے آ کے جب دیکھا تو پھر اسکو مرا پایا
بہت ہی شور واویلا مچا یا اور کیا ماتم!
غرض بچے کا ماتم کر چکین جب مل کے سب باہم

تو ظاہر ہوتا تھا نظروں سے اور سنجیدہ چہروں سے
کہ اُن کی گفتگو بچّے کی پہلی معصیت پر ہے
کہ جو ماں باپ کا کہنا نہ مانے گا یہی ہوگا،
بزرگوں کی بزرگی کو نہ جانے گا یہی ہوگا

بچہ اور سانپ

(میری لیمب)

میاں محمود کو ہر صبح دم کھانے کو ملتی تھی،
غذا اُن کی مقرر تھی جو تازہ دودھ اور روٹی
سمائی دُھن جو اک دن ساتھ اپنے ناشتہ لے کر
گیا اک صاف اور شفاف چشمے کے کنارے پہ
یہ سمجھی بات اچھی ہے اجازت ماں نے بھی دیدی
کہ اپنا ناشتہ لے جا کے کھاے ہو جہاں مرضی
ملی جو اسکو آزادی چلا جاتا تھا چشمہ پر
خوش و خرّم اچھلتا اور اپنا ناشتہ لیکر
سنا یہ اسکی ماں نے پاس اُسکے آتی ہو چڑیا
کیا کرتا ہے باتیں اُس سے اُس کا رنگ ہی ہو پا
کہا یہ اُس کی ماں نے میں سمجھی ہوں کہ یہ چڑیا
سویرے روز آکر ساتھ اسکے کھاتی ہے کھانا

یہ ممکن ہے محبت ہو گئی ہو دونوں میں باہم
چمکتی کس قدر ہے اور ملائم جیسے ہو شبنم
وہ اگلے دن گئی چھپ کر میاں محمود کے پیچھے
یہ دیکھا، ناشتہ لیجا کے رکھا تھا جس پر اُسنے
جو یہ دیکھا تو آنکھیں بند کر لیں خوف کے مارے
کہ اُس کے بچہ نے روٹی رکھی ہے سانپ کے آگے
بچھایا اُسنے دسترخوان جس دم گھانس پر جا کر
تو بیٹھا آ کے وحشت ناک مہمان ایک کونے پر
کہا محمود نے ماں سے نہ ڈرنا تم کبھی اس سے
مگر خاموش رہنا یہ کہے دیتا ہوں سن لیجے
اگر آواز نکلی سانپ ڈر جائے گا گھبرا کر
لگائے گا یقیناً زخم زہریلا وہ دونوں پر
یہ سن کر اُس کی ماں خاموش اک کونے میں جا بیٹھی
بے حرکت دوسری شے سانس بھی مشکل سے لیتی تھی
یہ دیکھا اُس نے بچہ کو کہ وہ چمچہ اُٹھاتا ہے
دلیری سے وہ بچہ اُس کے سر پر تھپتھپاتا ہے
بہت ہی بے تکلف گر رہا ہے بات چیت اُس سے
کہ جیسی گفتگو کرتا ہو کوئی دوست سے اپنے

کبھی کہتا تھا اُس سے دور بیٹھو ہٹ کے تم مجھ سے
تو دیکھا سانپ اُس سے دور ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے
سمجھتا ہے، بُرا مجھکو کہا اُس نے خفا ہو کر
ہلا کرتا ہے خود بھی مارے غصہ کے وہ کھانے پر
وہ پھر آ جاتا ہے نزدیک اور مُنہ کو بڑھاتا ہے
مگر محمود چمچہ اُس کے سر پر تھپ تھپاتا ہے
یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے الگ بیٹھو، الگ بیٹھو
جو مین کہتا ہون سن لو کان دھر کر خوب ہی اُس کو
گیا اب خوف، کھانا کھا چکا، بچہ اُٹھا کھا کر،
خدا حافظ کہا اُس سے کہ اب جاتے ہین اپنے گھر
جو مان کے دل مین ڈر بیٹھا ہوا تھا دل سے اب نکلا
خوشی دل مین سمائی جب کہ بچہ کی طرف دیکھا
سنا بچہ سے یہ کہتے ہوے، جاتے ہین اپنے گھر
فراغت ناشتہ سے ہو گئی، کل آئین گے لے کر
یہ کہہ کر تیزی سے اپنے قدم بچہ اُٹھاتا ہے
بہت بشّاش ہوتا ہے جو گھر نزدیک آتا ہے

مریم کی ہمیانی

(الزبتھ ٹرنر)

رہا کرتی تھی مریم کی چچی جب گاؤن مین اپنے
تو مریم کو بُلایا، وہ محبت کرتی تھی اُس سے
بنائی سوئیون کی اُس نے اک چھوٹی سی ہمیانی
بہت ہی خوبصورت کار آمد اور لاثانی
عطا کی اُس نے مریم کو ہوئی خوش اس کو وہ لیکر
رہی کچھ دن چچی کے پاس پھر وہ آئی اپنے گھر
وہ ہمیانی بنائی تھی بہت اُس نے صفائی سے
رکھا کرتی تھی وہ اُسکو چھپا کر چھوٹے بھائی سے
بہت تعریف کی لوگون نے ہمیانی کی جب اُس سے
تکبر آگیا اُس مین بڑی نخوت یہ سُن سُن کے
جو دیکھا اُس کی مان نے یہ تکبر جی مین یہ سوچی
گھٹے اس کا تکبر اور رہی قائم وہی چستی
کہا مریم سے آؤ شہد کا چھتہ بتاؤن مین
بنی ہے اُس مین جو صنعت وہ اب تم کو دکھاؤن مین
یہ چھوٹی مکھیون کا کام ہے اُس کو ذرا دیکھو
اور اپنی دیکھکر ہمیانی خود ہی فیصلہ کرلو

بہت کچھ دم بھرا کرتی ہو اپنی قابلیت کا
ذرا اندازہ کر لو اپنے دل ہیں ان کی صنعت کا
کرو انصاف تم خود ہی لگا ہے نام انسان کا
کہ وہ ہے مکھیون کا کام اور یہ کام انسان کا

خط کیونکر لکھتے ہین

(از بہن مریم)

کسی کو لکھنے بیٹھی خط مگر مریم نہ یہہ سمجھی
کہ اس کی ابتدا کیونکر کرون گو لاکھ وہ سوچی
مگر جس بات کو وہ چاہتی تھی وہ نہین آئی
نہ آیا جب سمجھ ہین، پھر تو اپنے دل ہین گھبرائی
سلیٹ اور لیکے پنسل پاس وہ مان کی گئی اپنے
وہ اُس پر رہ گئی پنسل سے بس پیاری بہن لکھکر
اور اُس کے بعد لکھا اُس نے تاریخ اور مہینہ کو
جو دیکھا اُس کی مان نے، بولی یہہ مجھکو بتاؤ تو
تم اپنے وقت کو کیون مفت ہین برباد کرتی ہو
جو کچھ کہتی ہون ہین اوس پر نہ ہرگز کان دہرتی ہو
قلم کاغذ، تمھارا وقت سب برباد ہوتا ہے،
کہین ان صورتون سے خط کا لکھنا یاد ہوتا ہے

مگر یہ بات اچھی ہے کہ پنسل سے الگ لکھ لو
عبارت کو بناؤ ٹھیک اور پھر صاف تم کر لو
مگر اک قاعدہ تم کو بتاتی ہوں سنو اُس کو
اُسے موجود اپنے سامنے سمجھو جسے لکھو
یہ سمجھو تم، بہن ہو پاس گر موجود پھر اُس دم
کرو گی اس سے کیا باتیں جو کر سکتی ہو تم باہم
یہی سوچو، لکھو، پھر اپنی باتوں کو قلم سے تم
زباں سے گو ہو چپ پر بول سکتی ہو قلم سے تم

اُن کا کیا ہوا

(اے نن)

ایک چوہا تھا، ایک چوہیا تھی — زندگی اُن کی تھی بہت اچھی
ایک سوراخ میں وہ رہتے تھے — دونوں کے دونوں تھے بہت کالے
دونوں تھے کالے رنگ کے ایسے — جادوگرنی کی بلی ہو جیسے
جیسے چوہے کی، ویسی چوہیا کی — دونوں کی دم تھی گول اور لانبی
دونوں میں خوب ہی محبت تھی — ایک کو دوسرے سے الفت تھی
اور دونوں کی تھا زباں پہ یہی — دم تمھاری ہے خوب ہی اچھی
دونوں نے اک پنیر کو سونگھا — اور کہا یہ تو سب سے ہے اچھا

مل گئی اب تو ہم کو یہ نعمت　　اس کے کھانے مین آ گئی لذت
جب کہا یہ تو کر کے کچھ ہمت　　اس کے لینے کی پھر تو کی جرأت
مین نے دیکھا کہ اُن کو تھی آفت　　اور اُٹھانی پڑی بڑی محنت
یہ تو دیکھا کہ وہ گئے اندر　　اور سونگھا پنیر کو لے کر
مین نے دیکھا تھا اُنکو جاتے ہوے　　پھر نہین دیکھا واپس آتے ہوے
نہین معلوم اُن پہ کیا گذری　　کہ نہین آئے جا کے پھر وہ کبھی

چشمہ

(جے آر۔ لودل)

دھوپ مین روشنی سے تھا بھرپور　　یون چمکتی تھین موجین جیسے نور
صبح سے شام تک چمکتا تھا　　موجین لیتا تھا اور دمکتا تھا
چاند کی روشنی پڑی اُس پر　　تھی سفیدی مین برف سے بڑھ کر
اور ہوا نے جگا دیا جو اُنہین　　پھول کی طرح کھل گئین موجین
تارون کی روشنی مین پھر دیکھا　　اپنے جھاگون مین موجین لیتا تھا
دوپہر مین سکون تھا اُس کو　　خوش و خرم تھا دن مین ہردم جو
حرکت مین نظر پڑا ہنس مکھ　　جیسے اُس کو نہین ہے کوئی دُکھ
موجین بڑھتی تھین آسمان کی طرف　　آرہی تھین مرے مکان کی طرف
ہمنے تھکتے اُسے نہین دیکھا　　چلتا رہتا ہے گرچہ صبح و مسا

کوئی موسم ہو خوش اُسے دیکھا　کبھی ناخوش اُسے نہین پایا
اے ہمیشہ کے بہنے والے تو　نہین پاتا ہے چین کا پہلو
تجھ مین فطرت بھری ہوئی ہے جو　رنج دیتی نہین کبھی تجھکو
تیری حالت ہمیشہ ہے یکسان　آندھیان آئین یا کہ ہو طوفان
نہ تری آرزو ہی بر آئی　نہ وہ تیری زبان پر آئی
صبر تیرا کبھی نہ ہو گا ختم　اور عہد خوشی نہ ہو گا ختم
روشنی ہو کہ ظلمت باطل　ہین عناصر مین تیری وہ داخل
میرا دل بھی تری طرح ہو جائے　رہے تازہ کبھی نہ مرجھائے
اک تلون ہوا اس مین بھی پیدا　موجزن خرمی کا ہو دریا

پہاڑ اور گلہری

(آر۔ ڈبلیو۔ امرسن)

پہاڑ اور گلہری کی سنئے لڑائی　کیا کرتے تھے دونون اپنی بڑائی
گلہری کو کہتا تھا وہ چور چھوٹا　گلہری کا اس سے بڑھ کر تھا غصہ
کہا اُس نے تم مجھ سے بیشک بڑے ہو　مگر چھوٹی سی بات پر کیون اڑے ہو
اگر موسمون کو اکٹھا کرین ہم　ہر اک قسم کی چیزون کو بھی گنین ہم
تو مل کر یہ سب سال ہوتا ہے بیشک　نہ ہو یہ تو کب سال ہوتا ہے بیشک
نہین کوئی ذلت ہے اس مین کسی کی　زمین نے اگر کچھ جگہ مجھ کو دیدی

تمہاری طرح گو نہیں ہوں بڑی میں　　مگر ایک جا بھی نہیں ہوں کھڑی میں
مری طرح چالاک بھی تم نہیں ہو　　مری طرح بے باک بھی تم نہیں ہو
تمھیں اس سے ہرگز نہ انکار ہوگا　　کہ میرے لیے راستے ہیں لکھو کھا
مگر اس کا اقرار بھی تم کروگے　　نہیں اس سے انکار بھی تم کروگے
کہ ہر ایک کی قابلیت جدا ہے　　نہیں دخل کچھ اس میں شک کو ذرا
خدا کے نہیں کام حکمت سے خالی　　کوئی شے نہیں اسکی قدرت سے خالی
نہیں میں اٹھا سکتی جنگل جو سارا　　تو تم توڑ سکتے نہیں ایک چھلکا

بوڑھی ماں ہبرڈ

(ترجمہ راقم)

گئی ایک بوڑھی عورت لینے کھانا　　کہ تھا بھوکا بہت ہی اُس کا کُتا
بڑی الماری کی جانب وہ جلدی　　اور اُس کے واسطے لائی وہ ہڈی
مگر جب اس نے الماری کو دیکھا　　تو وہ خالی تھی کھانا کچھ نہیں تھا
ملی کُتے کو کچھ بوٹی نہ ہڈی　　رہا وہ دیکھتا صورت کو اُس کی
گئی باورچی کی دوکان پہ گھر سے　　کہ کُتے کے لئے روٹی خریدے
مگر جب وقت واپس آئی گھر پہ　　پڑا تھا مردہ اُس کا کُتا در پہ
گئی بازار میں وہ نیم جان سی　　کفن اُس کے لئے لے آئی جلدی
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا　　کہ اُس کا کُتا بیٹھا ہنس رہا تھا
گئی بازار پھر لینے کو روٹی　　بہت کچھ صاف کرکے وہ رکابی

مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ اُس کا کُتّا حقہ پی رہا تھا
گئی وہ مچھلی والے کی دکان پے کہ رکھے مچھلیاں تھوڑی سی لاکر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ وہ بیٹھا رکابی چاٹتا تھا
گئی مے خانہ میں وہ جلدی جلدی شراب اُس کے لئے لے آئی اچھی
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ اُس کا کتا کرسی پر تھا بیٹھا
گئی وہ ہو کے پژمردہ سرا ے شراب اچھی جو مل جائے تو لائے
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ اُس کا کتا سر کے بل کھڑا تھا
گئی دوکان پر وہ ٹوپیوں کی کہ اُس کے واسطے لے آئے ٹوپی
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ وہ بلی کو روٹی دے رہا تھا
گئی نائی کی دوکان پر کہ اُس سے وہ اک بالوں کی ٹوپی کو خریدے
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ کتا خوب اُس کا ناچتا تھا
گئی وہ میوے والے کی دکان پے کہ رکھے تھوڑا سا میوہ وہ لاکر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ وہ کتا بجاتا بانسری تھا
گئی درزی کے گھر تا لائے جاکر وہ کوٹ اچھا سا اور پہنائے آکر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا وہ گھر کی بکری کے اوپر تھا بیٹھا
گئی وہ جوتہ والی کی دکان پہ کہ لائے اُس کا جوتہ دام دیکر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا کہ وہ اخبار بیٹھا پڑھ رہا تھا
گئی وہ کپڑے والے کی دکان پر کہ کچھ کپڑا خریدے آج جاکر

تمھاری طرح گو نہین ہون بڑی مین
مگر ایک جا بھی نہین ہون کھڑی ہین

مری طرح چالاک بھی تم نہین ہو
مری طرح بے باک بھی تم نہین ہو

تمھین اس سے ہرگز نہ انکار ہوگا
کہ میرے لئے راستے مین لکھو کھا

مگر اس کا اقرار بھی تم کروگے
نہین اس سے انکار بھی تم کروگے

کہ ہر ایک کی قابلیت جُدا ہے
نہین دخل کچھ اس مین شک کو ذرا

خدا کے نہین کام حکمت سے خالی
کوئی شے نہین اُسکی قدرت سے خالی

نہین مین اُٹھا سکتی جنگل جو سارا
تو تم توڑ سکتے نہین ایک چھلکا

بوڑھی مان ہابرڈ

(ترجمہ راقم)

گئی ایک بوڑھی عورت لینے کھانا
کہ تھا بھوکا بہت ہی اُس کا کُتّا

بڑھی الماری کی جانب وہ جلدی
اور اُس کے واسطے لائی وہ ہڈّی

مگر جب اس نے الماری کو دیکھا
تو وہ خالی تھی کھانا کچھ نہین تھا

ملی کُتّے کو کچھ بھی نہ ہڈّی
رہا وہ دیکھتا صورت کو اُس کی

گئی باورچی کی دوکان پہ فورت
کہ کُتّے کے لئے روٹی خریدے

مگر جب وقت واپس آئی گھر پہ
پڑا تھا مردہ اُس کا کُتّا در پہ

گئی بازار مین وہ نیم جان سی
کفن اُس کے لئے لے آئی جلدی

مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا
کہ اُس کا کتا بیٹھا ہنس رہا تھا

گئی بازار پھر لینے کو روٹی
بہت کچھ صاف کرکے وہ رکابی

مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ اُس کا کُتّا حقہ پی رہا تھا
گئی وہ مچھلی والے کی دکان پر   کہ رکھے مچھلیاں تھوڑی سی لاکر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ وہ بیٹھا رکابی چاٹتا تھا
گئی مے خانہ میں وہ جلدی جلدی   شراب اُس کے لئے لے آئی اچھی
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ اُس کا کتا کرسی پر تھا بیٹھا
گئی وہ ہو کے پژمردہ سرائے   شراب اچھی جو مل جائے تو لائے
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ اُس کا کتا سر کے بل کھڑا تھا
گئی دوکان پر وہ ٹوپیوں کی   کہ اُس کے واسطے لے آئے ٹوپی
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ وہ بلّی کو روٹی دے رہا تھا
گئی نائی کی دوکان پر کہ اُس سے   وہ اک بالوں کی ٹوپی کو خریدے
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ کُتّا خوب اُس کا ناچتا تھا
گئی وہ میوے والے کی دکان پر   کہ رکھے تھوڑا سا میوہ وہ لاکر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ وہ کُتّا بجاتا بانسری تھا
گئی درزی کے گھر تا لائے جاکر   وہ کوٹ اچھا سا اور پہنائے آکر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   وہ گھر کی بکری کے اوپر تھا بیٹھا
گئی وہ جوتے والی کی دکان پہ   کہ لائے اُس کا جوتہ دام دے کر
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا   کہ وہ اخبار بیٹھا پڑھ رہا تھا
گئی وہ کپڑے والی کی دکان پر   کہ کچھ کپڑا خریدے آج جاکر

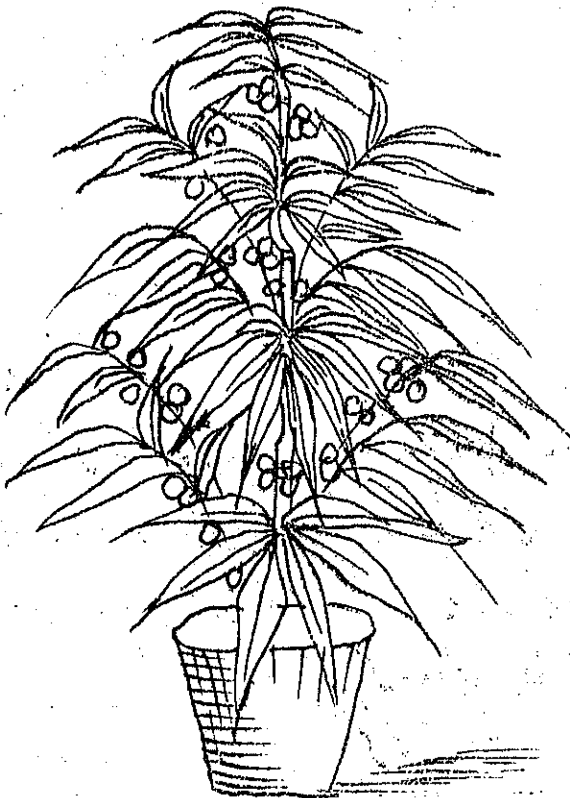
مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا — کہ بیٹھا سوت کُتّا کاتتا تھا

گئی وہ موزے والی کی دُکان پہ — کہ اُس کے واسطے لے موزے بہتر

مگر جب آئی وہ واپس یہ دیکھا — کہ اُس کا کُتا کپڑا سی رہا تھا

سلام اُس کو کیا عورت نے جھک کر — تو پھر کُتّے نے بھی نیچے کیا سر

کہا عورت نے ہیں تو خادمہ ہوں — کہا کُتّے نے خوش ہو کر کہ "بھوں بھوں"



حصہ چہارم

ایک عبرت انگیز قصہ

کیسا بہادر بچہ

(الف ہمیں)

ایک لڑکا چلتی کشتی کے تہا تختہ پر کھڑا
یہ جگہہ وہ تھی جہاں اُس کے سوا کوئی نہ تھا
دسنے ہے تھے شعلے اُٹھ اُٹھ کرتباہی کا نشان
اُڑ رہی تھیں آس پاس اُس کے بہت چنگاریاں

ہو کے بے پروا دلیری سے وہ لڑکا تھا کھڑا
گویا اس طوفان پر ہے وہ حکومت کر رہا
اک بہادر اور جوشیلا مگر رکھتا تھا دل
تھا تو بچہ، دیکھئے لیکن ذرا بچے کا دل

بڑھ رہے تھے آگ کے شعلے، دہوئین کا تھا غبار
اپنے والد کی اجازت کا اُسے تھا انتظار
باپ اُن مردون مین شامل تھا جو تھی نیچے پڑے
کون دے اُس کو اجازت، کون آواز اُس کو دے

یہ کہا لڑکے نے اباجان اب کیا حکم ہے
کام جتنے میرے ذمّے تھے وہ پورے ہوچکے
لیکن اُس کو کیا خبر تھی باپ اُس کا مر گیا
اپنے لڑکے کی وہ اب آواز پر بولے گا کیا

پھر کہا لڑکے نے ابا حکم ہوجائے اگر
اب بھی جاسکتا ہون مین اپنی جگہہ کو چھوڑ کر
پھٹنے والی گولیون سے مل گیا اُس کو جواب
آگ کی تیزی بڑھی شعلے بڑھے اس پر شتاب

آگ کا پیدا ہوا پیشانی پر اُس کے اثر
کچھ دھوان اُٹھنے لگا اُس کے سنہری بالون پر
اوس مقام موت سے پھر بھی نہ وہ ہرگز ٹلا،
اور اپنی آنے والی موت کو دیکھا کیا،

ایک پرحسرت دلیری سے کہا پھر زور سے
کیا مرے ابّا مجھے اب بھی ٹھہرنا چاہیئے
بادبانوں اور ستونوں سے پھر شعلے بڑھے
ہر طرف سے جسم پر اُس کے وہ پھر گرنے لگے

وحشیانہ شان سے اُن کے ہوئی کشتی تباہ
پھر بڑھے جھنڈے کی جانب ڈھونڈتے وہ اپنی راہ
اُس بہادر لڑکے کے اوپر بھی شعلے آ گئے
آسمان کے بادبانوں کی طرح سے چھا گئے

ایک سخت آواز آئی جیسے بادل کی کڑک
اور تھوڑی دیر میں مدھم ہوئی اُس کی چمک
آہ وہ لڑکا کہاں ہے یہ ہوا سے پوچھ لو
دور تک پھیلا دیا ہے جس نے ہر اک چیز کو

بادبان، سکان، اور ستون جو کشتی میں تھے
کام جو کچھ اُن کے ذمّے تھے وہ پورے ہو چکے
ہو گئی سب سے زیادہ قیمتی جو شے تباہ
ایک بچہ کا وہ دل تھا جو ہوا برباد آہ

میرا وطن

(سر والٹر اسکاٹ)

بھلا ایسی بھی مردہ روح کا ہے آدمی کوئی،
بھلا کیون کر کہیگا کوئی اُس مین آدمیت ہے
وطن کی یاد جس کے دل مین بھولے سے نہین آتی
نہ سوچا ہو جو دل مین یہ مری جائے ولادت ہے

محبت کر سکے ایسا نہین دل اُسکے پہلو مین
بڑے ارمان لیکر جو وطن کی سمت جاتا ہو
اگر پھرتا نظر آئے کوئی ایسا زمانے مین
تو جاؤ اور اچھی طرح سے اُس کا پتہ پوچھو

کوئی شاعر کبھی تعریف بھی اُس کی نہ لکھے گا
خطاب اور نام اُس کا گرچہ ہو کیسا ہی کچھ اعلیٰ
اگرچہ ہو خطاب و مال و طاقت پہ وہ اترا تا
مگر سارا جہان اُس کو بہت نفرت سے دیکھے گا

وہ اپنے آپ کو مرکز بنا لے اچھی چیزوں کا
گنوا دے گا مگر وہ جیتے جی اس اپنی شہرت کو
وہ دوہری موت مر کر جائے گا ناپاک مٹی میں
نہ پھر ٹھکرانے تک آئے گا کوئی اُس کی تربت کو

نہ کوئی مرثیہ خوانی کریگا اوسپہ اور ماتم ہی
نہ اُس کی یاد میں آنکھوں سے نکلے گا کوئی آنسو
نہ لے گا نام بعد از مرگ کوئی اس کا اے ہمدم
اُبھر آئیں گے نفرت اور بُرائی کے مگر پہلو

ذاتی دولت

(آر۔ہرک)

مرے پاس رہتی ہے اچھی گھڑی — یہ بتلانے کو، رات کب آئیگی
مرے پاس اک مرغ ہے بولتا — بتاتا ہے اندازہ جو وقت کا
بڑی نیک عورت مرے پاس ہے — جسے میری عزت کا احساس ہے
مگر میں نے بھیجا ہے اُسکو وہاں — جہاں پرورش ہوتی ہیں مرغیاں
ملی مجھ کو مرغی ہے تقدیر سے — خبر آکے دیتی ہے جو مجھے

کہ انڈے وہ کس وقت دیگی یہان — مزا اُس کے انڈون مین ہی سبگیان
مرے پاس اک ہنس ہی نوجوان — بھری رُنگ سے جس کے کان و زبان
بتا دیتا ہی وہ مجھے چیخ کر — کہ اب آنے والا ہے خطرہ اِدہر
مرے پاس بچہ ہی اک بھیڑ کا — بڑی مشکلون سے وہ اب تک جیا
اُسے چھوڑ کر مر گئی اُس کی مان — اٹھائی ہین اُس نے بہت سختیان
مرے پاس ہے ایک بلّی کہ جو — بہت شوق سے کھاتی ہی چوہون کو
مرے گھر مین وہ پھرتی ہی کھیلتی — وہ کھا کھا کے چوہون کو موٹی ہوئی
مرے پاس ہین اور چیزین کئی — سمجھتا ہون جن کو وہ ہین شوق کی
مگر دل سے جو مجھ کو مرغوب ہین — زیادہ وہی چیزین محبوب ہین
سمجھتا ہون مین اپنی ذاتی انھین — دیہاتی ہین گو رنگ اور روپ مین
وہ ہین کھیلنے کے کھلونے مرے — جو آرام دیتے ہین ہر دم مجھے
کسی بات کی فکر مجھ کو نہین — مری جان سے بڑھ کے ہین جو کہین
مجھے ان سے ہوتی ہے بیحد خوشی — سمجھ لو یہی ہین مری زندگی

ایک ہدایت

(جان گے)

تین بچے برف کے اوپر تھے جا کر کھیلتے
اُس کے اوپر بیٹھ کر نیچے پھسلتے خوب تھے

آگئی گرمی تو اک دن وہ گرا اس زور سے
دب گئے کچھ اُس کے اندر اور باقی بچ گئے
کاش یہ بچے اگر سوکھی زمین پر کھیلتے
خوب ہنستے بولتے یہ اپنے گھر مین بیٹھ کے
تو وہ سب کے سب نہ ہنس کر برف مین دب کے جان
ایک پہیہ مین تو سیرون برف ملتا ہے یہان
چاہیئے ماں باپ کو وہ احتیاط اسکی رکھین
ایسی بیہودہ جگہہ پہ کھیلنے ہرگز نہ دین
بھیجتے ہین ہزارون کوس دوران کو اگر
تو وہان بھی اُن کی ہر صورت سے رکھتے ہین خبر
دور اُن کو رکھ کے جب ہوتی ہے اُن کی دیکھ بھال
تو براہِ مہربانی گھر پہ بھی رکھئے خیال

میرا ابتدائی گھر

(جان ملر)

اِدھر تو ا بابیل کا گھر بنا — اودھر فاختہ نے مکان چھالیا
ہوا سے جو پیڑون کے پتے ہلے — وہان مین نے دیکھے بہت گھونسلے
بہت اچھا ہے راگ جنڈول کا — خوشی مین ہوا پر جو ہے اُڑ رہا

کبھی دیکھتا ہی نہین وہ مکان　　کبھی اُس نے جا کر چھوا آسمان
وہ اڑنے لگا ایسا اونچا کبھی　　تو جنت کی تکمیل اس سے ہوئی

مرا ابتدائی مکان ہے یہی

جہان بلبلون کا ہے جمگھٹ لگا　　جہان جہاڑ بوٹین ہین نغمہ سرا
مرے گھر کی چوکھٹ پہ وہ بیٹھکر　　بہت گاتی رہتی ہین آٹھون پہر
مین پیدا ہوا تھا یہی ہے وہ گھر　　پلا اور بڑھا تھا یہی ہے وہ گھر
یہان ایسی ہے چاندکی روشنی　　کہ جس طرح برسات ہو نور کی
مری مان نے پالا تھا مجھکو جہان　　خدا کی وہ برکت کا ہے اک نشان
وہ اچھی مبارک جگہہ اب بھی ہے　　جہان لڑکیان لڑکے ہین کھیلتے

مرا ابتدائی مکان ہے یہی

اگرچہ ہے ویسا ہی ابتک بنا　　مگر غار کی طرح سے ہو گیا
ہوا ہے بہت ہی پرانا وہ گھر　　چھپے گھاس سے اُسکے دیوار و در
یہ سردی نہ کچھ صدمہ پہونچاتی تھی　　مرے گھر کے اندر نہین آتی تھی
ہرے ہو گئے تھے یہان کے درخت　　زمین گھر کی تھی خوب ہموار و سخت
مگر آجتک شہد کی مکھیان　　مرے گھر کے پھولون پہ ہین مہربان
بہت خوشنما ہین مرے گھر کے پھول　　نہین ایسے اچھے ہین باہر کے پھول

مرا ابتدائی مکان ہے یہی

دکھ دینے والا ہل

(جان ملر)

چلایا جس نے ہل پہلے وہی تھے حضرت آدم
کہ اس تعلیم سے جن کی بدولت آج ہیں خرم
ہوا جو جانشین اُن کا، وہ اُن کا پہلا لڑکا تھا
بہت دن باپ کے ہمراہ اُس نے ہل چلایا تھا
بہت کچھ بعد کی نسلون نے اُنکی پیروی کی ہے
کہ انسان پر حکومت ہے اگر کچھ تو اسی کی ہے
زمانے تک بہت قومون نے ہل کی ساتھ کی محنت
اور اس محنت ہی سے پوری ہوئی ہر ایک کی حاجت
یہ دنیا ابتدائی دور مین رکھتی تھی وہ انسان
کہ جو ہرگز نہین تھے آج کل کی طرح سے نادان
وہ دانشمند تھے سب کچھ تھے لیکن زندگی ان کی
اسی ہل پر تھی، اور کرتے تھے وہ ہر چیز کی کھیتی
یہ دیکھو دوسرے ملکون سے آئے ہین جو سوداگر
بہت کچھ اپنی راحت کے لئے لاتے ہین مال و زر
ترقی ہندیت پائی بہت اُن کی تجارت نے
تجارت کا بتایا راستہ کس نے ؟ زراعت نے

نہ کپڑا آئے بُن کر اور نہ بسکٹ ہی کوئی پائے
نہ ہو گر ہل چلانے والا تو کچھ بھی نہ ہاتھ آئے
نہ کھائیں روٹیاں ملاح جب تک کام کیونکر ہو
نظر آئے نہ کشتی ایک بھی، خالی سمندر ہو
کھلاتے ہیں بڑے آرام سے جو روٹیاں ان کو
سمجھتے ہیں یلیں روٹی کے باعث کشتیاں ان کو
جو یہ دُکھ دینے والا ہل نہ ہوتا آج دنیا میں
تو اٹکی رہتی ہر دم جان روٹی کی تمنّا میں
مدار اس زندگی کا آج پرسے اور نہ کل پرسے
سمجھتے ہیں سمجھنے والے جو کچھ ہے وہ ہل پرسے

چھوٹا کالا لڑکا

(ڈبلیو بلیک)

میں دنیا کے جنوبی جنگلوں میں گو ہوا پیدا
مگر ہیں مغربی لوگوں کی صورت دل نہ ہوں رکھتا
میں کالا ہوں تو گویا روشنی سے قید میں سمجھو
بہت باتیں سکھائی ہیں مری اماں نے ہی مجھکو
وہ مجھ کو سامنے سورج کے لیکر بیٹھ جاتی تھی
مرے گالوں کو بوسہ دیتی تھی دل کو لبھاتی تھی

اشارہ کر کے مشرق کی طرف اک دن کہا اُس نے
بہت اچھا تماشا ہے نکلنے کا یہ سورج کے
یہ سورج روشنی دیتا ہے، اس کو ساتھ ہی گرمی
بغیر اس کے نہین رہ سکتی کوئی چیز دنیا کی
یہ اس عالم کی ہر اک چیز کو ہے پرورش کرتا
کبھی خوش ہوتا ہے اس سے زمانہ اور کبھی ڈرتا
جو یہ چھوٹی زمین ہم لوگون کی جاے ولادت ہی
غرض یہ ہے اسے لے لین کہ جو نور محبت ہے
یہ کالے جسم اور چہرے ہین کیا! بادل کے ٹکڑے ہین
شعاعِ مہر کو جو بیچ ہی مین روکے بیٹھے ہین
ہمارے جسم جب برداشت کر لیتے ہین سورج کو
تو ہٹ جاتی ہے بدلی اور نظر آتا ہے اک پرتو
وہ پرتو جو کہ ہم کو عقل بھی دیتا ہے دولت بھی
سکھاتا ہے وہ اچھی باتین اور دیتا ہی شہرت بھی
سکھاتا ہے رکھین قائم ہم اُسی کی محبت کو
سکھاتا ہے کہ ہم حاصل کرین دنیا کی دولت کو
کہا یہ میری مان نے اور پھر بوسہ دیا مجھکو
بڑھاپے تک رہے گا یاد یہ اُس کا کہا مجھکو

مین ہر مغرب کے رہنے والے بچہ سے یہ کہتا ہون
ادھر آؤ کہ پیغام خدا جو کچھ ہے وہ کہہ دون
مین جب باہر نکل آؤن گا اس ظلمت کے پردے سے
وہ جب آزاد ہو جائے گا بھورے جسم سے اپنے
خدا کے سامنے پہونچین گے ہم دونون مسرت سے
کہ ناامید ہم ہرگز نہین ہین اُس کی رحمت سے
سنہرے بال اُس کے تھپ تھپاؤن گا مین ہنس کر
بٹھائے گا مجھے وہ گود مین اور اپنے شانے پر
"بلیک"

قیامت مین مگر ممکن ہے کچھ ردّ و بدل ہو جائے
مزا آجائے گا گر میری باتون پر عمل ہو جائے
یہ ممکن ہے خدا ایسا ہی کردے مین جو کہتا ہون،
کہ "مین کالا، جنوبی جنگلون کا رہنے والا ہون
اگر مجھکو سفیدی مغربی بچہ کی مل جائے
تو اس دل کی کلی میری خوشی کے مارے کھل جائے
اور اُس کے چہرے پہ آجائے سیاہی میری صورت کی
نہین اُس مین کوئی صورت کسی کو بھی شکایت کی
جو مین کالا کلوٹا ہون تو مجھکو غم نہین اس کا

خدا کے سامنے جاتے ہی میں ہو جاؤں گا گورا
مری یہ آرزو ہے میرا سارا جسم گورا ہو
اور اس مغرب کے بچہ کا بدن کالا کلوٹا ہو
سمجھ لیں گے یہ سب ثمرہ ہے محنت اور رحمت کا
ہوا ہے خوب ہی انصاف کالی گوری صورت کا

چھوٹا بچہ گُم ہو گیا

(ڈبلیو بلیک)

مرے پیارے ابّا کہاں جا رہے ہو — بُرا راستہ ہے جہاں جا رہے ہو
چلو تیز اس قدر تم نہ ابّا — میں ہو جاؤں دیکھو کہیں گم نہ ابّا
ذرا بولتے باتیں کرتے چلو تم — مجھے ڈر ہے میں ہو نہ جاؤں کہیں گم
پلٹ کر جو دیکھا اور آگے بڑھا وہ — اندھیرے میں تھا تن تنہا کھڑا وہ
وہاں باپ تھا اور نہ موجود کوئی — مگر اُس پہ شبنم کی برسات ہی تھی
بہت گہری کیچڑ میں بچہ کھڑا تھا — وہ تنہا بہت دیر رُوتا رہا تھا
اندھیرا ہوا دور اور صبح آئی — نہ دی پھر تو بچہ کی صورت دکھائی

چھوٹا لڑکا مل گیا

(ڈبلیو بلیک)

وہ سنسان جھاڑی میں جو گم گیا تھا — نہ اُس کا وہاں پر کوئی رہنما تھا

ہوئی رہنما روشنی صبح کی جب بھٹکنے سے اُس کو بچایا گیا تب
وہ رونے لگا شور کرنے لگا جب یہ حالت تھی اُس کی کہ مرتی کوئی اب
مگر پاس ہے فضل جس وقت اُس کا تو بیکار ہے ڈھونڈھنا آسرے کا
رہی ساتھ ساتھ اُس کی حرمت جو اب تک وہ اس حال میں جوش کھاتی رہی کیک
محبت سے گالوں کو پھر چوم کر وہ گئی لیکے آغوش میں اُسکے گھر وہ
وہاں دیکھا بچہ کی ماں رو رہی تھی حواس اور ہوش اپنے وہ کھو رہی تھی
وہ تھی ڈھونڈھتی پھرتی بچہ کو اپنے نہیں چین تھا رات دن کو اُس کے
ملا اُس کا بچہ تو خوش ہوگئی وہ نہ غمگین پھر ایک دن بھی رہی وہ

شام کا ستارہ

(ڈبلیو بلیک)

خوبصورت بالوں والے اے فرشتہ شام کے
تذکرے ہیں جا بجا دنیا میں تیرے نام کے
جب کہ سورج ڈوب جاتا ہے پہاڑوں میں تمام
اور پھر اُس کی شعاعوں کا نہیں رہتا ہے نام
ہوتا ہے اُس وقت روشن تیری الفت کا چراغ
اور مہک اٹھتا ہے تیرے پھولوں کی خوشبو سے باغ
مسکرا تو شام کے بستر پہ دائم مسکرا
اور محبت پر بہاری ہو کے قائم مسکرا

گیا نزدیک جب تو جا رہا ہے پھر کدھر
شبنم سیمین کی بارش نیلگون شب میں تو کر
بند کر لیتا ہے شیرین آنکھوں کو ہر ایک پھول
سارے دن کی محنتوں سے جب کہ ہوتا ہے ملول
تیری مغرب کی ہوا ہیں جھیل پر ہیں محو خواب
اٹھ اور اُن کے ہر رگ و ریشہ میں بھر دے اضطراب
تیری خواب آلود آنکھیں کس قدر خاموش ہیں
تیری نورانی شعاعوں کی وہ پردہ پوش ہیں
بھرتی ہے پھولوں میں نکہت آکے جب موج نسیم
صبح کو دیتا ہے خوشبو وہ باندازِ قدیم
تجھ سے اور سورج سے تو روشن ہے اپنا راجہان
دن کا وہ ہے پاسبان اور رات کا تو پاسبان
باغ کے ہر پھول میں تو بن گیا ہے رنگ و بو
دیکھنے والوں سے پوچھو، شام کا سورج ہے تو

صبح کا ستارہ

(ڈبلیو بلیک)

کیسا چمک رہا ہے یہ صبح کا ستارا دکھلا رہا ہے اپنی کیسی ضیا ستارا

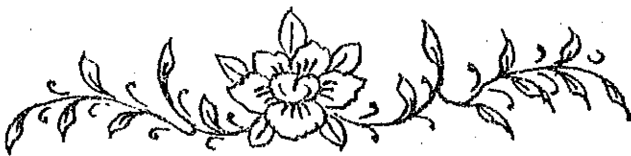
تو صبح کے سنہری دروازے کھول کر آ نورانی بازوؤں کو تو اپنے تول کر آ
مغرب کی خواب گہ سے باہر تو نکل کر اُس صبح کو جگا دے سوتی ہے جو فلک پر
دیتا ہے صبح کی تو ہر روز پیش گوئی اس مخبری میں بڑھ کر تجھ سا نہیں ہے کوئی
سورج کی طرح روشن کیسا ہے نام تیرا
لیتی ہے صبحِ صادق پہلا سلام تیرا

نیند

(ورڈس ورتھ)

یہ بھیڑوں کا جو ریوڑ رُخ ادھر آنے کا کرتا ہے
تمھارے پاس سے آہستہ آہستہ گذرتا ہے
سنا کرتا ہوں میں آواز پانی کے برسنے کی
کنول کے پھول پر ہے بھن بھناتی شہد کی مکھی
سمندر کی روانی آندھیوں کا زور سے چلنا
یہ شفاف آسمان، ہموار کھیت اور خوشنما سبزہ
یہ پانی کی مصفّا چادریں اور اُن کا یہ منظر
خیال اُن کا مجھے رہتا ہے جب جاتا ہوں بستر پر
میں باری باری سے اُن منظروں کا دھیان کرتا ہوں
بہت کچھ نیند کے آنے کا میں سامان کرتا ہوں

گذشتہ رات بھی سُنتا رہا آواز میں تیری
مگر اے نیند! میرے پاس تک تو ہی نہیں آئی
نہ حاصل کر سکا تجھ کو کسی طور اور طریقے سے
تھکا کر آج تو اچھی طرح سے مجھکو سونے دے
نہیں اچھے نظر آتے ہیں مجھکو صبح کے منظر
نہ سو جاؤں میں تھوڑی دیر کو جب تک کہ بستر پہ
ادھر آ! خیر مقدم ہے ترا آنکھوں سے اور دل سے
مگر افسوس تو یہ ہے کہ تو آتی ہے مشکل سے
جدا کر دیتی ہے تو رات اور دن سونے والوں کے
جہاں میں جتنے ہیں سب منتظر ہیں تیری چالوں کے
نہیں پاس آنے دیتی ہے کسی صورت ملالوں کو
مگر کرتی ہے تو ایجاد تازہ تر خیالوں کو
جسے دیکھو وہ تیری دوستی پر ناز کرتا ہے
تجھی کو چاہتا ہے اور تجھی پر ناز کرتا ہے



ہسپرس جہاز کی تباہی

(ایچ ۔ ڈبلیو ۔ لانگ فیلو)

جب سمندر میں چلا ہے "ہسپرس" نامی جہاز
غرق ہو جانے کا اُس کے واقعہ ہے دلگداز
سرد موسم تھا سمندر میں چلا جاتا تھا وہ
چھوٹی موجوں کو تو خاطر میں نہیں لاتا تھا وہ
اُس کا جو کپتان تھا ، لڑکی بھی اُس کی ساتھ تھی
اس لیے ساتھ اُس کو رکھتا تھا نہ گھبرا جائے جی
اُس کی آنکھیں نیلوفر کے پھول کے مانند تھیں
گال اُس کے صبح صادق کی طرح سے تھے حسین
دوڑتی پھرتی تھی اُس کے پتلے ہونٹوں پر ہنسی
جس طرح جولائی میں کھلتی ہیں کلیاں بیلے کی
دفعتہً کپتان خود مستول کے پاس آگیا
مُنھ میں وہ لیکر سگار اچھی طرح دیکھا کیا
چاروں جانب تھی ہوا کوئی بھی اُس کا رخ نہ تھا
اور دھواں تھا ہر طرف پھیلا ہوا چھایا ہوا
ایک بوڑھا تھا وہاں مَلّاح ، وہ کہنے لگا ،
جو کہ تھا اسپین کے دریاؤں میں برسوں رہا

چلد بندر گاہ میں اپنا جہاز اب لے چلو
آندھیوں کے سخت طوفان کا جہاں خطرہ نہو
اک سنہرا ہالہ تھا کل چاند کو گھیرے ہوئے
آج تو خود چاند ہم سے منہ کو ہے پھیرے ہوئے
سنکے یہ کپتان اک نفرت کے ساتھ اوس پر ہنسا
اور پائپ کو دوبارہ اپنے وہ پینے لگا
پڑ رہی تھی سخت سردی اور ہوا کا زور تھا
اور پھر اک بارگی طوفان ہوا کا آگیا
برف گرتی تھی سمندر میں نہایت زور سے
اور موجیں اُٹھ رہی تھیں خوب زور و شور سے
اور چکّر کھا رہا تھا پوری قوت سے جہاز
چل نہیں سکتا تھا اب تو ایک صورت سے جہاز
دیکھا جب کپتان نے یہ حال لڑکی سے کہا
بیٹی! میرے پاس آ یہ وقت بے حد خوف کا
ایسی طوفانی ہوائیں جھیل لوں گا میں مگر
خوف ہے لیکن پہونچ جائے نہ کچھ تم کو ضرر
اس نے اپنے کوٹ میں اُسکو چھپایا خوب ہی
تاکہ طوفانی ہواؤں سے نہ ہو کچھ بے کلی

ایک ٹکڑا لے کے رسّی کا اُسے باندھا وہیں
ایک ٹوٹے بادبان سے تا نہ گرجائے کہیں

باپ سے کہنے لگی ہیں سن رہی ہوں گھنٹیاں
آپ بتلائیں مجھے اب ہو رہا ہے کیا بیان
یہ کہا کپتان نے گھنٹی یہ ہے طوفان کی
اور سب کو ہو رہی ہے فکر اپنی جان کی
آندھیوں کے زور کا بتلا رہی ہے یہ نشان
ہو گئی بیکار بالکل ہی ہمارے بادبان

پھر کہا لڑکی نے ہیں سنتی ہوں توپوں کی صدا
آپ بتلائیں کہ یہ دریا میں ہے کیا ہو رہا
یہ کہا کپتان نے طوفان میں ہے کوئی جہاز
ڈوبنے سے رہ نہیں سکتا کسی صورت وہ باز
پھر کہا اے باپ یہ کیسی ہے مدھم روشنی
لیکن اُس کے منھ سے پھر نکلی نہ کچھ آواز بھی
بن گئی تھی لاش اُس کی ایک ٹکڑہ برف کا،
اور تھا اُس کا بدن مستّان سے چپکا ہوا

اُس کا مُنہ تھا آسمان کی سمت اور آنکھوں مین تھی
لالٹینون کی چمک سے ایک مدہم روشنی
تب دعا کرنے لگی لڑکی یہ ہاتھوں کو اُٹھا
اے مرے اللہ! کر میری مدد، مجھکو بچا!
نوح کی کشتی بچائی تو نے جب طوفان سے
تو بچا مجھکو بھی یارب اپنی اعلیٰ شان سے
جب بہا کرلے چلین موجین اندھیری رات مین
اور چلا وہ ایک جانب برف کی برسات مین
اس طرح سے جا رہا تھا وہ چٹانون کی طرف
جیسے کوئی بھوت جاتا ہو مکانون کی طرف
اور ہوائین تھین کہین آہستہ گاہے زور سے
دب گئین تھین اور آوازین بھی اُن کے شور سے
ہان مگر آواز آجاتی تھی بڑھتی موج کی
جو کہ بالو پر کبھی تھین اور چٹانون پر کبھی
جس قدر موجین تھین اُس کے پہلوؤن پر آپڑین
اور تباہی کی طرف اُس کو بہا کرلے چلین
اُس کے تختہ پر جو لاشہ تھے چلے بہتے ہوے
اس طرح تھے وہ کہ ٹکڑے جس طرح ہون برف کے

جاکے اُن موجون سے ٹکرایا کہ جنھین سخت تر
اور چٹانون نے نکالا پانی مین سے اپنا سر
اُس کا پہلو اس طرح زخمی کیا جس طرح پر
غصہ والے بیل کے سینگون پہ آجاے جگر،
کھڑکھڑاتے بادبان، سکان ڈھکے تھے برف مین
لے گیئین ساحل کی جانب زور سے موجین جنھین
کانچ کے برتن کی صورت ٹوٹ کر وہ بہ گئے
اور موجون نے مچایا شور سر کو پیٹ کے

صبح دم ٹھنڈے سمندر پر جو ماہی گیر آئے
دیکھکر یہ ماجرا آنکھون سے خوب آنسو بہائے
دیکھا یہ اک خوبصورت لڑکی آتی ہے بندھی
بہتے والے بادبان کے ساتھ ہے وہ بہ رہی
برف اُس کے سینہ پہ آنکھون مین اور بالون مین ہے
اُس کے منھ مین ناک مین کانون مین اور گالون مین ہے
بال اُس کے ہو گئے ہین کوڑے کرکٹ کی طرح
لاش اوسکی بن گئی ہے اک چھپر کھٹ کی طرح
ہسپیرس کی یہ تباہی برف مین اور رات مین

رہگیا گھر کر وہ آخر سے بکڑ دن آفات ہیں
اس طرح کی موت سے اللہ ہم سب کو بچائے
اور ہمارے دشمنوں کو یہ نہ روز بد دکھائے

خواب

(ڈبلیو بلیک)

سو گیا جس وقت میں، یہ خواب تب آیا نظر
پھر رہا ہے راستہ بھولا ہوا اک جانور
وہ بھی ہے اوس گھاس پر جس گھاس پر ہیں میں پڑا
رات کی سنسان تاریکی میں گھبرایا ہوا

اک مصیبت تھی وہ بیکس چلتے چلتے تھک گیا
اور آڑھی ٹیڑہی شاخوں پر درختوں کی چڑھا
ایک ٹوٹے دل سے یہ کہتے سنا
اے مرے بچو! مگر تم رو رہے ہو کیا ملا

سن رہے ہو آہ و زاری تم جو اپنے باپ کی
ڈھونڈھنے نکلوا ہے اور دور تک جاؤ ابھی

روتے ہون گے واپسی کا میرے کر کے انتظار
کاش ملجائین مجھے بچے مرے پھر ایک بار

مین بھی اس کے حال پر افسوس کر کے رو دیا
اور دیکھا ایک جگنو کو چمکتا ہے پڑا
یہ کہا اُس نے یہان روتا ہے کیون تو اسقدر
جو محافظ رات کا ہے اُس کو دے اپنی خبر

مین اندھیرا دور کرنے کے لئے مامور ہون
ہان مگر دن مین نکلنے سے بہت معذور ہون
میرے ہی نقشِ قدم پر تو چلا آ بے خطر
راستہ تجھکو بتا کر جلد پہونچا دون گا گھر

بھیک مانگنے والی خاتون

(لارڈ ٹینی سن)

بہت ہی خوبصورت ایک عورت ہو گئی سائل
وہ تھی ایسی حسین جس شخص نے دیکھا ہوا مائل
وہ اپنے ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے ہوئے آئی
برہنہ پا وہ اک حاکم کے آگے آکے چلائی

کیا حاکم نے اُس کا خیر مقدم، اور جلدی سے
اُتر آیا وہ اُس کے واسطے پھر تخت سے اپنے
کہا لوگوں نے یہ کوئی نہیں ہے بات حیرت کی
جہاں میں قدر ہوتی ہے بہت کچھ خوبصورت کی

چمکتا ابر میں سے چاند ہے جس طرح دنیا پر
پھٹے کپڑوں میں آتی تھی نظر وہ بھی بہت بڑھ کر
جسے دیکھو وہ تھا تعریف میں اُسکی زبان کھولے
ہر اک یہ چاہتا تھا کچھ تو اسپنے منھ سے یہ بولے

نہیں تھی ملک بھر میں کوئی بھی عورت حسین ایسی
نظر آئی نہیں صورت زمانے میں کہیں ایسی
قسم کھائی یہ حاکم نے کہ ملکہ ہوگی یہ عورت
اور اُس کے حسن کی ہوگی زمانہ میں بہت شہرت

میری فاختہ

(بچے کہیں)

ستم ہے مرگئی کیسی میری وہ فاختہ پیاری
بہت کچھ میں کیا کرتا تھا جس کی آہ دلداری

اگرچہ ریشمی تاگون سے اُس کے پاؤن باندھے تھے
نہین معلوم اُس کے دل پہ تھی کس بات کی باری
بتا اے فاختہ پیاری! مجھے کیون چھوڑ کر تنہا
گئی ملک عدم مین اور مجھکو دے گئی ہوکا
درختون پر رہا کرتی تھی جنگل مین ہمیشہ تو
وہان گر اس طرح ہوتی نہ تھی مجھکو یہ تبلا تو
تجھے مین پیار کرتا تھا کھلاتا تھا مٹر تجھ کو
تمنا تھی کہ رکھون ساتھ اپنے عمر بھر تجھ کو
مگر افسوس کیسی ہو گئی تو بے وفا بن کر
تری ان سرمگین آنکھون مین نیند آئی تھی

وفاشعار

(اشکسپیر)

نہ ڈر سورج کی گرمی سے نہ ڈر سردی کی غصہ سے
کہ جو دنیا مین تیرے کام تھے وہ ہوگئے پورے
تو اپنے گھر گیا ہے کر کے حاصل اپنی مزدوری
یہان کی زندگی مین کچھ نہین انسان کو مجبوری
سنہرے بالون والی لڑکیان رہتی ہین جنت مین
ترقی ان سے ہوگی خوب تیرے عیش و راحت مین

نہ ڈر تو مفسدر لوگون کے دہشت ناک غصے سے
نکل آیا ہے اب تو ظالمون کے تیز پنجے سے
پہننے اور کھانے کی نہین پروا کرتے ہین
یہ جنت ہے اسی کے واسطے دنیا مین قرتے ہین
نہین سامان دنیا کی نظر مین اُن کے کچھ وقعت
یہان آکر نظر جن کی ہوئی ہے حاصل جنت

نہ ڈر بجلی چمکنے سے نہ ڈر بادل کڑکنے سے
نہ ڈر بد نامی سے، سارے جھمیلے ہین یہ دنیا کے
کیا ہے خاتمہ رنج و خوشی کا تونے دنیا مین
اُٹھایا لطف پورا زندگی کا تونے دنیا مین
مگر اب فائدہ کچھ بھی نہین دنیاے فانی سے
سواے موت کے ہے کیا نتیجہ زندگانی سے

سمندر کا راگ

(شیکسپیر)

پڑا ہے باپ تیرا اس قدر گہرائی مین نیچے
کہ اُس کی ہڈیان ساری جدا ہوکر بنین موتی

چمکدار اور روشن آنکھیں اُس کی بن گئیں موتی
نہیں بیکار کوئی چیز بھی اُس کے بدن کی تھی
سمندر نے تغیر کرکے پیدا جسم میں اُس کے
بہت سی مختلف چیزیں بناڈالی ہیں خوبی سے
لگا کر کان سُن لیجے سمندر کی جو ہے ڈبوی
بجایا کرتی ہے ہر وقت وہ اعزاز میں گھنٹی

گھر سے جُدا

(دیبری جو ولٹ)

جو ہوتے میرے بازو اور میں پردار ہو جاتا
تو میرے پیارے تیرے پاس اُڑکر آج ہی آتا
سمجھتی ہو تم ان باتوں کو گو کہنے کی ہیں باتیں
پر ان باتوں سے کٹ جاتی ہیں میری نیند کی راتیں
مگر میں نیند میں بھی اُڑ کے تیرے پاس ہوں جاتا
ہوا کرتا ہے مجھکو خواب ہی میں تیرا نظارا
سمجھتا ہوں کہ وہ دنیا ہے بادشاہ اور نیک ولوں کی
اُسے پھر چھین کرلے جاتی ہے لیکن یہ بیداری
ٹھرتی ہی نہیں ہے نیند، پر لگ جاتے ہیں اُسکے
اندھیرا گرچہ ہوتا ہے چلی جاتی ہے آنکھوں سے

مگر مین دیکھتا ہون جب کہ آنکھین بند کرتا ہون
محبت تجھ سے کرتا ہون مین دم تیرا ہی بھرتا ہون

مان کی لوری

(لارڈ ٹینی سن)

ملائم اور شیرین اے ہواؤ! آؤ مِل جُل کے
جگاؤ ابرِ خواب آلود کو جا کر سمندر سے
تموج خیز پانی پر چلو اور پھر یہان آؤ
جہان پر ڈوبتا ہے چاند جا کر تم وہان جاؤ
چلو آہستہ آہستہ نہ ایسے تیز تم جاؤ،
مرے شوہر کو جا کر پاس میرے تم بلا لاؤ
مرا چھوٹا سا بچہ خواب راحت مین پڑا ہوگا
نہین معلوم اُس کا باپ سے کب سامنا ہوگا

مرے پیارے تو کر آرام اپنی مان کے سینہ پر
ترا باپ ایک دن آجائے گا جلدی سے اپنی گھر
تو کر کے یاد اپنے باپ کو کیون ایسا روتا ہے
ترا باپ آئے گا پیارے تو کیون رنجیدہ ہوتا ہے

روپہلی چاندنی نے گھر کو کیسا کر دیا روشن
منور ہو گیا ہے جس سے اپنے گھر کا سب آنگن
مرے پیارے تو سو جا چین سے، آرام سے سو جا
نہ تو پچھلے پہر تک جاگ ایسا شام سے سو جا

پھولوں کا استعمال

(میری ہووٹ)

زمین کو ہے خدا کا حکم پیدا کر درختوں کو
اگا چھوٹے بڑے پودوں کو کر معدوم پھولوں کو
بلوط اور دیودار اور سرو کو بھی اب تو کر پیدا
نہ ہو نام اُن میں پھولوں کا رہیں بے پھول کی تنہا
دوا محنت خوشی کے واسطے اے طبقۂ ارضی؟
بہت سی اور چیزیں تھیں ہمارے واسطے کافی
نہ ہوتا پھول گر کوئی بھی دنیا میں تو کیا غم تھا
ضرورت کے لئے سامانِ راحت تو فراہم تھا

پہاڑوں سے اگر لوہا نہیں ملتا تو کیا ہوتا
ضرورت ہی نہ اُس کی آ کے گر پڑتی مزا ہوتا

اگر دریا روانی بھول جاتے اپنی اچھا تھا
نہ ہوتے باغ بھی کوئی نہ کوئی پھول ہی کھلتا

برس جاتے اگر بادل اگر شبنم گری ہوتی
تو بڑھ جاتے وہ بو دے زندگی ہی جذبے انساں کی
وہی کافی تھی ہم کو پھول کو ہم لے کے کیا کرتے
جو ہوتے پھول ہی دنیا میں تو فاقوں سی ہم مرتے

خدا نے پھول کیوں پیدا کئے ہیں یہ بتاؤ تو
بہت ہی خوبصورت رنگ اس نے کیوں دئے انکو
ہزاروں رنگ کے جب رات دن ہوتے ہیں یہ پیدا
تو ان کے پیدا کرنے سے ہے آخر اس کا کیا منشا

بہت معمور جنگل ہیں، بھری ہیں وادیاں ان سے
پہاڑوں پر بھی ہیں، مہکا ہوا ہے اک جہاں ان سے
جہاں انسان پہونچ سکتا نہیں انکی رسائی ہے
معطر ان کی بو سے جان فزا سے سب خدائی ہے

حیاتِ خارجی کو کچھ ضرورت ہی نہین ان کی
ہوئی انسان کو ظاہر حقیقت ہی نہین ان کی
خدا نے کس لئے پیدا کیا ہے ان کو دنیا مین
مگر یہ بخشتے ہین تازگی چشم تماشا بین

خوشی ہوتی ہے ان کے دیکھنے سے اور راحت بھی
زمین کو رکھتے ہین گلزار بھی اور خوبصورت بھی
عقائد سست پڑ جاتے ہین جب اور وہم آتا ہے
تو امید اور اطمینان انسان ان سے پاتا ہے

یہ ہمدردی کا دیتے ہین سبق انسان کو اکثر
بہت اصلاح کر لیتا ہے اپنی وہ انہین پاکر
جو پھولون کی خبر رکھتا ہے اور ان کی حفاظت بھی
زیادہ اپنے بھائی سے وہ کرتا ہے محبت بھی

بچہ کا پہلا رنج

(الیف ہمینس)

مرے بھائی کو پاس پھر بلا دو اکیلا نہین کھیل بھاتا ہی مجھ کو

بہار آگئی پھول کھلنے لگے ہین وہ آنے لگے تیتلیون کی پرے ہین

چمکتی ہین سورج کی کرنین کیسی مگر مجھکو کچھ بھی نہین فکر ان کی
مرے ساتھ وہ دوڑ کر پکڑے انکو مرے بھائی کو پاس میرے بلا دو

یہ جنگل مین اب پھول پھولے ہین کیسے جو نزدیک تر باغ سے ہین ہمارے
جو پھولون کے پودے لگائے ہین مینے نکل آئے ہین پھول اُن مین بھی کیسے
بکثرت جو انگور پیدا ہوے ہین تو سٹرالیون کے زمین سے لگے ہین
نہین صبر کی تاب ہے مجھ مین اب تو مرے بھائی کو پاس میرے بلا دو

پیارے! کہان ہے وہ دمساز بھائی؟ نہین سنتا ہے تیری آواز پیاری
نہین آئے گا پاس تیرے وہ اب تو نہ آنے کا باعث ہے معلوم مجھکو
جو اک مرتبہ پھول مرجھا گیا ہے دوبارہ وہ کب پیارے پیارے کھلا ہے
رہا تازگی کا اثر دور اُن سے نہین پھول پچھلے برس کے ہین کھلتے
بہار آئے بھی تو انہین کیا غرض ہے نہین جس کی کوئی دوا وہ مرض ہے

مرے باغ کی تھی وہ نازک کلی جو یکایک ہی اس طرح مُرجھا گئی جو
بہت کم ملی تھی اُسے شادمانی وہ لایا تھا اک مختصر زندگانی

اکیلا تجھے کھیلنا ہی پڑے گا نہین آئے گا پاس اب بھائی تیرا
وہ جنت مین اب کھیلتا پھر رہا ہے اگرچہ اکیلا تجھے کر دیا ہے

اگر اوسکو آنے مین کچھ عار ہی اب تو میرا بلانا بھی بیکار ہے اب
نہین ہوتی پھولون سے اُسکو خوشی کیا نہین پکڑے گا تتلیون کو کبھی کیا؟
بہت ہی بڑے ہین جو دن گرمیون کے نہین اُن مین آسکتا وہ مجھسے ملنے؟
وہ دریا کے سیر، اور پھولونکی گلشن وہ پھولون کے ڈھیر، اور پرندونکی مسکن
بس اب ہو گئے ختم اسکے لئے سب مگر بات معلوم مجھکو ہوئی کب
وہ جب کھیلتا پھرتا تھا ساتھ میرے زیادہ بڑھاتا محبت مین اُس سے
نہین رنج و غم اُس کو دیتا کبھی مین
وہ جب تک تھا، پہونچاتا اُسکو خوشی مین

آخری رپورٹ

(ورڈس ورتھ)

بہت کچھ دور کے ملکون کی کی ہے مین نے سیاحی
سفر مین عمر گذری مین نے یہ حالت نہین دیکھی
جو دیکھی ایک ایسے شخص کی برٹش حکومت مین
سڑک پر رو رہا تھا، گھر رہا تھا جو مصیبت مین

امیرون سے مدد کی ہین مگر درخواست کی کوئی
جواب اُس کا ملا بھیڑین تری کچھ ہین دولت کی
پہاڑون پہ ان کے چرنے سے کیا فائدہ تیرا
مناسب ہے کہ ان سے پورا کر تو اپنے بچّون کا
وہان سے ایک کو لاؤ خریدو روٹیان اپنی
اسی صورت سے رکھّو زندگی کو شادمان اپنی
انھون نے یہ کہا "کر سکتے ہین تیری مدد کیون کر
غریبون کی کرین امداد تو یہ فرض ہے ہم پر

غرض اُن کے کہے سے بیچ دی اک بھیڑ بھی اپنی
کھلائین بی بی بچون کو کئی دن روٹیان اُس کی
وہ کھا کر ہو گئے بے فکر لیکن مجھ کو صدمہ تھا
منافع کی تباہی پر مجھے افسوس تھا کیسا
وہ اچھی خوبصورت بھیڑین جن کو مین نے محنت سے
کیا تھا پرورش رکھا تھا مین نے اُن کو راحت سے
پگھلتے برف کی مانند اُن کو دیکھ کر رویا
کہ میرے واسطے رنج و مصیبت کا وہ اک دن تھا
گیا ہاتھون سے اُس کے بعد پھر ایک بھیڑ کا بچّہ
اور اُس کے بعد اُس بچّہ کی مان کا ہو گیا سودا

وہ ایسی رگ تھی کٹ کر خون جو دیتی رہی برسوں
رُلائے گی مجھے وہ چند روزہ خرّمی برسوں
جو دام اُن کے مجھے ملتے تھے کھاتا تھا انہیں لیکر
ٹپکتے تھے وہ میرے قطرہائے خون دل بن کر
غرض یوں رفتہ رفتہ تین بھیڑیں ہوگئیں رخصت
مری آنکھوں کے آگے ہوگئی برباد سب محنت
دعا کرتا تھا میں اک بارگی یہ سب چلی جائیں
انہیں مجھ پر جو صدمہ لانا ہے اک بارگی لائیں
نہیں پرواہ تھی آخر میں میری کیسی گذرے گی،
مری تقدیر میں تکلیف جو کچھ ہے وہ پہونچے گی
بالآخر مجھ کو تکلیفیں تھیں جو، وہ ہوگئیں پوری
مجھے کچھ ہوگئی تھی بیچنے کی اُن کے عادت بھی
خیال آتے ہیں میرے دل میں اکثر ایسی باتوں کے
ندامت مجھ کو ہوتی ہے جو کوئی ملتا ہے مجھ سے
مجھے جو دیکھ لیتا ہے خیال آتا ہے یہ مجھکو
کہ ممکن ہے بُرائی کی خبر میری اسے بھی ہو
نہ کچھ آرام ہے مجھ کو نہ کوئی چین ہے گھر میں
یہ پہلا حادثہ تھا پیش آیا زندگی بھر میں

خیال اکثر مجھے آیا کہ گھر سے بھاگ جاؤن مین
جہان ہین جانور جنگلی وہان سر کو چھپاؤن مین
یہ ریوڑ ایسا پیارا تھا مجھے، جیسے مرے بچّے
مجھے تھی انتہا درجہ کی الفت اپنی بھیڑون سے

ترقی جس قدر اس کا ذخیرہ پاتا جاتا تھا،
مین اُس کو چاہتا، اور جانتا بچون سے اچھا تھا
مگر افسوس ہے اس کا بُرا وقت آگیا سر پر
تباہی مین خدا نے مجھ کو ڈالا مفلسی دے کر
خدا سے مین دعا یہ مانگا کرتا تھا کہ دے نفرت
مرے دل مین نہ کچھ باقی رہے اولاد کی الفت
ہر اک ہفتہ ہر اک دن میرا ریوڑ گھٹتا جاتا تھا
مین اپنی اس مصیبت پر بہت آنسو بہاتا تھا

غرض سب بھیڑین رفتہ رفتہ مین نے بیچ ہی ڈالین
بھلا ہو مفلسی کا میرے سب کو بیچ کر کھالین
مگر افسوس میرے پاس اب باقی نہین کچھ بھی
کہ جس سے ختم ہو جائے یہ میری زندگی پوری

چٹانوں پر سو لے آیا ہوں میں یہ بھیڑ کا بچہ
مرے ریوڑ کا ہے یہ آخری جو بچ گیا زندہ

گائے اور گدھا

(جان ٹیلر)

ایک چشمہ تھا چرا گاہوں کے بالکل ہی قریں
اس قدر شفّاف چشمہ آج تک دیکھا نہیں
جانور آتے تھے گرمی کے دنوں میں پاس کے
پانی پینے ، سایہ میں آرام پانے کے لیئے
ایک گائے دھوپ کی گرمی سے ہو کر خستہ حال
آئی پانی پینے چشمہ پہ بہت تھی وہ نڈھال
جھک کے چشمہ پر وہ شاید غور کچھ کرنے لگی
یا کہ جب آرام کچھ پایا تو غفلت چھا گئی
آگیا لیکن وہاں پر ایک بے چارہ گدھا
دور سے وہ دوڑتا آیا یہاں ، آکر رُکا ،
آگیا چشمہ پہ وہ آرام پانے کے لئے
پانی پینے کے لئے ، کچھ گھاس کھانے کے لئے
گائے نے اُس سے کہا ، ہے آپ کا کیسا مزاج
یہ کہا اُس نے کہ ، میں زندہ ہوں ، ہے اچھا مزاج

آپ کا کیا حال ہے کچھ آپ بھی فرمائیے
گائے بولی سر جھکا کر اس طرف آجائیے
یہ جواب اس نے دیا یہ ہو نہیں سکتا کبھی
میں چلا آؤں جہاں ہیں آپ عرصے سے کھڑی

پھر ادب کے ساتھ جھک کر پانی وہ پینے لگا،
اور اُسی حالت میں اُس نے گائے سے پھر یہ کہا
آپ کا یہ جامِ صحت ہوں خوشی سے پی رہا
گائے نے اُس سے کہا تو شکریہ ہے آپ کا

ابتدائی جو مراسم تھے وہ جب سب ہو گئے
پانی پی کر جھاڑیوں کے نیچے دونوں سو گئے
سو کے جب اُٹھے تو پھر کرنے لگے کچھ انتظار
کن مسائل پر کریں گے دونوں باتیں ایک بار

یہ سمجھ کر پھر زبان روکے رہا اپنی گدھا
سب سے پہلے گائے کو لازم ہے مجھ سے بولنا
گائے نے پہلے تو آہ سرد کھینچی زور سے
پھر گدھے سے گفتگو کرنے لگی اس طور سے

آپ کو بھی غالباً اس امر کا ہو کچھ خیال
ہم کو جو انسان کے ہاتھوں سے پہونچے ہین ملال
ہے یہ اک مضمون ایسا جو زبان پر ہے رکھا
نوع انسان کے مظالم پر نہین پردہ پڑا

مہربانی کرکے اس عنوان پہ کچھ فرمایئے
اس کے کیا اسباب ہین مجھکو ذرا بتلایئے
عقل مین میری نہین آتا یہ ہے کیا ماجرا
مجھکو جانا چاہیئے جب کہ نہ چاہے دل مرا

خواہ مین کچھ کر رہی ہون لیکن اُس کے حکم پہ
مین چلی جاؤن اُدھر چاہے وہ مجھکو جدھر
ہے حقیقت مین یہ صورت اک بڑی تکلیف کی
ہو رہی ہے مفت مین برباد میری زندگی

گوشالون مین ہون مین مجبور جانے کے لئے
دودھ دینے کے لئے تکلیف پانے کے لئے
میری ذاتی رائے تو کچھ بھی نہین بیکار ہے
آئے دن کی مجھ پہ جوتی لات ہے اور مار ہے

حکم سے باہر قدم ہرگز نہ دھرنا چاہیئے
اُن کی مرضی کے مطابق کام کرنا چاہیئے
دودھ مجھسے لیتے ہیں کھانے کمانے کے لئے
گھی بنانے کے لئے مکھن بنانے کے لئے
جب کبھی غصہ مجھے حد سے زیادہ آگیا
کوئی گھونسہ اپنی دُم سے ان کے مُنھ پر دھر دیا

کاٹ کر تقریر گائے کی گدھے نے یہ کہا
آپ نے جو کچھ کہ فرمایا وہ بے شک ہی بجا
لیکن اُس نے آپ کو پالا سکھایا اس قدر
آپ نے کچھ تذکرہ اس کا نہ فرمایا مگر،
مہربانی کرکے بس تقریر کو دیجے نہ طول
پاس میرے وقت کا حصہ نہیں ہے کچھ فضول
گائے نے لیکن نہیں کی ختم اپنی گفتگو
اور گدھا چپ ہوگیا یہ کہہ کے اے پاکیزہ خو
آپ کہتی جایئے اب میں نہ روکوں گا کبھی
سلسلہ جب تک نہ ٹوٹے گا نہ ٹوکوں گا کبھی ؎
گائے نے اُس سے کہا یہ ٹھیک ہے میرا خیال

اُن کی خدمت کرکے اب دنیا میں رہنا ہے محال
ظلم جتنے ہیں وہ سب مجھ دُکھ کی ماری کے لئے
اور گورکھ لیں وہ اب خدمت گذاری کے لئے
ڈھونڈھ لوں گی اس بڑے جنگل میں میں اپنی معاش
دودھ مکھن کا ذریعہ اپنے وہ کرلیں تلاش
جب گدھے نے یہ سنا کرتا رہا کچھ انتظار
تاکہ جو کچھ گائے کو کہنا ہے کہلے ایک بار
پھر کہا گھنے کی گو دی ہے اجازت آپ نے
اور میرے حال پر کی ہے عنایت آپ نے
میں ہمیشہ روشنی میں دیکھتا ہوں مدعا
دوسرے کی آنکھ سے ہر چیز کو موں دیکھتا
ہو نہیں سکتا مجھے انکار ایسی بات سے
فائدہ اُن کو پہونچتا ہے تمھاری ذات سے
لیکن اس سے بھی نہیں انکار ہو سکتا حضور
آپ کی بھی کچھ نہ کچھ کرتے ہیں وہ خدمت ضرور
خوبصورت یہ چراگاہیں ہیں کس کے واسطے
اور ہیں اس شوق سے سب لوگ کس کو پالتے
برف باری سے بچایا تم کو دے دے کے پیا

سیر کرنے کے لیے بخشی تمہیں یہ سیر گاہ
ذات سے اُس کی ہمیں ملتی ہے راحت بےشمار
ہر طرح ہم حضرت انسان کے ہیں منت گذار
اُس کے بدلے ہم نے کچھ بھی اُسکی خدمت کی تو کیا
اُس کی محنت کے مقابل ہم نے محنت کی تو کیا
گائے نے جب یہ سنا آنکھوں کو نیچے کرلیا
ناگوار اُسکو ہوا یہ جو گدھے نے جو کہا
گو بظاہر وہ نہیں کرتی تھی یہ باتیں پسند
بلکہ ایسی باتوں سے ہوتا تھا رنج اُس کو دوچند
اپنے دل میں وہ سمجھتی تھی کہ یہ جو کچھ کہا
اعتراف اُس کا مگر ہے مجھکو اور سب ہے بجا
میں سمجھتی ہوں کہ زیادہ وہ نہیں روشن دماغ
پاس اُس کے عقل کا ہے ایک مدہم سا چراغ
لیکن اُس نے جو کہا مجھکو ہے اُس کا اعتراف
راستی پر ہے گدھا اُس نے کہا ہے صاف صاف



طوطا

ایک حقیقی جذبہ

(ٹی کیمبل)

محبت صرف انسانون کے حصہ مین نہین آئی
نہ اُس نے صرف زندہ چیزون کے دلمین جگہہ پائی
سُنا ہوہے کہ تھا اسپین مین اک خوشنما طوطا
مگر وہ ابتدائی عمر مین لایا گیا مُلّا
چمکدار اُس کے بازو اور تھے رنگین اُسکے پر
بہت غمگین رہتا تھا وہ "مُلّا" کے کنارون پر
وطن کے پھول پھل اور آسمان چھوڑا زمین چھوٹی
بجز قسمت کے جو کچھ چھوڑنی تھی وہ وہین چھوڑی
وہ آیا جس جگہہ تھا برف کا اک آسمان سر پر
نشان تھا بہنے والی موجون کا ہراک پتھر پر
نیا منظر دکھایا اُس کی آنکھون نے جہان دیکھا
کبھی ایسا نہین دیکھا تھا جو آکر یہان دیکھا
رہا زندہ وہ سرد آب وہوا مین ایک عرصہ تک
رہا پابند وہ ہراک بلا مین ایک عرصہ تک

بہت دن تک رہا زندہ کیا کرتا تھا وہ باتیں
گزارے اس طرح اُس نے بہت دن اور بہت راتیں
بڑھاپا آگیا اور سبز بازو ہوگئے بھورے
وہ اپنی زندگی کے دن یوں ہی کرنے لگا پورے
وہ آخر کار اندھا ہوگیا اور ہوگیا بہرا
نہیں کرتا تھا باتیں اور ہنسنا بھی گیا اُس کا
وہاں پھر آگیا پھرتا ہوا جو ایک اسپینی
تو اُس نے طوطے کو دیکھا اور اُس کی ایسی گت دیکھی
کیا اپنی زبان میں جب مقام اُس نے طوطے کا
زبان پہچانی جب اپنے وطن کی خوش ہوا طوطا
سنائی داستانِ غم سنایا اُس کو افسانہ
کہا حُبِّ وطن نے کر دیا ہے مجھکو دیوانہ
یہ کہکر اپنے بازو پھٹ پھٹائے گر پڑا طوطا
نہ پھر زندہ رہا گرتے ہی نیچے مر گیا طوطا



بھیڑیے کے ساتھ ایک رات

(بی ٹہلر)

مرے پاس اے چھوٹے بچو تم آؤ　　مجھے خوف اس کا ہے تم گم نہ جاؤ
یہ دیکھو تو پانی برستا ہے کیسا　　گھٹا ٹوپ ہر اک طرف ہے اندھیرا
ہوا چلتی ہے شور کرتی ہوئی اب　　وہ جنگل سے آئی گذرتی ہوئی اب
ذرا چپ کے ہو کر یہ قصہ سنو تو　　بہت ہی مزے کی کہانی ہے سن لو
تمھارا یہ باپ ایک دن گم گیا تھا　　اندھیرے میں پانی کا طوفان بپا تھا
جو سنسان جنگل کی ہے اونچی چوٹی　　جہاں ہے جگہ ریچھ اور بھیڑیوں کی
چٹانیں بہت ہیں جہاں بھاری بھاری　　جہاں جاتے رہتے ہیں اکثر شکاری
مجھے رات رستہ ہی میں ہو گئی تھی　　ہوئی ایسی بارش چلی ایسی آندھی
درختوں کی شاخیں گریں ٹوٹ کر سب　　ہوئے منہدم شہر میں گر کے گھر سب
اندھیرا تھا اور میں بھی بھیگا ہوا تھا　　گیا کھوہ میں بے خطر اور یہ دیکھا
صنوبر کی تھیں ڈالیاں کیسی اچھی　　چٹانیں بہت تھیں وہاں اونچی اونچی
چٹان ایک چوٹی نکالے ہوئے سر　　وہ اندر سے ایسی تھی جس طرح ہو گھر
ہوا اور پانی سے میں بچ گیا تھا　　پھر آرام مجھ کو وہاں پر ملا تھا
مرے پاس اک بھیڑیا بھی پڑا تھا　　اندھیرے میں گو وہ نظر سے چھپا تھا

مگر چھوٹے بچو ڈرو تم نہ سُنکر | یہان پر نہین بھیڑیا ہے کہین پر
سنو میرے بچو یہ میری کہانی | رہا اک جگہہ بھیڑیا اور مین بھی
برابر سے ہم دونون بیٹھے رہے تھے | ہوا اُون سے بارش کی بچتے رہے تھے
روان اُسکا پانی سے بھیگا ہوا تھا | مگر جسم سے میرے وہ لگ رہا تھا
برابر جو تھا ایک کے دوسرا بھی | تو گویا پہونچتی تھی دونون کو گرمی
ہوا مجھکو معلوم اُس رات مین | درندہ اور انسان بھی بھائی ہین
ہوا بند پانی سحر ہو گئی جب | اندھیرے مین یہ شب بسر ہو گئی جب
نہ کچھ ٹوٹنے پھوٹنے کی صدا تھی | تھا جب کہ جنگل بھی اور کچھ ہوا بھی
چٹانون کے نیچے سے جب دونون نکلے | نکل کر وہان سے گئے اپنے رستے
لیبار استہ دونون نے اپنا اپنا | وہ گھر اپنے پہونچا مین گھر اپنے آیا
مرے بچو تم نے کہانی سُنی بھی | مزے کی بہت داستان ہے مری بھی
مگر دیکھو اب تک ہوا کا ہے زور | درختون مکانون کے گرنے کا شور
ہوا آگے اور جب ہو پانی برستا | تو سمجھو کہ گھر اپنا ہے سب سے اچھا

ہوا کی چکی

(لانگ فیلو)

چل رہی ہے ہوا کی جو چکی | فخر یہ اپنے دل سے تھی کہتی
میرا مینارہ ہے بلند یہان | کیسا بھق بھق وہ دیکھ رہا ہے دہوان

مجھپہ ایسا چڑھا ہوا ہے جن کہ اُترتا نہین ہے جو اک دن

اپنے ان سرخ سرخ دانتون سے مین نگل جاتی ہون وہ ہو جو شے

گیہون ہو رائی ہو کہ ہو مکا کرتی ہون مین چبا کے سب آٹا

دیکھتی ہون مین خرمنون کیطرف اور سرسبز کھیتیون کی طرف

آنے والی جو فصل ہے اب کی دیکھتی ہون مین ڈھنگ ان سب کے

کیون نہ بازو ہوا مین پھیلاؤن مین تو اچھی طرح سے جانتی ہون

سب یہ میرے لئے ہوا تیار پیٹ میرا بھرین گے یہ انبار

سنتی ہون موسلون کی آوازین پھٹکا جاتا ہے غلہ جس شے مین

جو مرے بادبانون مین ہے ہوا کس قدر زور شور ہے اس کا

مین کھڑی ہون مقام پر اپنے اور چٹانون پہ پاؤن ہین میرے

گو کہ ہو زور سے ہوا چلتی جانتی ہون اُسے مقابل کی

کیون نہ اُس کی بنون مقابل مین ایک جوشیلا خون ہے دل مین

کُشتیان مین ہوا سے لڑتی ہون کیون نہ مد مقابل اُسکی بنون

میرا مالک کھڑا ہے پاس میرے وہ کھلاتا ہے ہاتھ سے اپنے

کیونکہ وہ مجھ کو خوب جانتا ہے اور لوہے کو میرے مانتا ہے

مین نے اُس کو بنا دیا زردار

اور ہزارون پہ کر دیا سردار

چھوٹا پودا

(سی براؤن)

ایک چھوٹا بیج دیکھو جس کے دل میں دفن ہے
ایک چھوٹا پودا گہری نیند میں ہے ۔ جو بڑا ،
نیند سے بیدار ہو کر روشنی میں آؤ تم
پانی کی بوندوں نے سورج کی شعاعوں نے کہا
چھوٹے پودے نے سنا اور دیکھنے کے واسطے
اپنا سر باہر نکالا اور پھر ہنس کر اُٹھا
اپنی دنیا چھوڑ کر آیا نئی دنیا میں وہ ،
دیکھنا یہ تھا کہ باہر کی طرف ہوتا ہے کیا
کچھ دنوں میں بڑھتے بڑھتے ہو گیا کیسا درخت
دیکھتا ہے جو وہ یہ کہتا ہے ہے اچھا درخت

شہر میں برف

(رگ مین مارگ)

کوئی شے ایسی ساکن اور مصفا تم نے دیکھی ہے
جو ہو اُس برف سے بہتر جو ساری رات گرتی ہے

خوشی کی کیا نہین ہے بات؟ یہ ہم شب کو سو جائین
جو بستر سے اُٹھین تو برف اپنے صحن مین پائین
پڑی رہتی ہے وہ کھڑکی کے کانچون پر درختون پہ
ابابیلون نے آتشدان پر اپنا بنایا گھر
بہت ہی رنج مین رہتے ہین سارے جانور اس سے
مسرت مین بلادِ مغربی کے ہین بشر اس سے
پڑے رہتے ہین چھوٹے جانور آگے چراغون کے
وہ پھر بھی رہتے ہین رنجیدہ خاطر برف کے مارے
سپاہی اپنے پاؤن دیکھتے ہین خوف کے مارے
اُنھین معلوم ہو جاے کہ پاؤن مین انگوٹھا ہے
چلا آتا ہے لیکر گیند اک لڑکا قصائی کا
مگر دل مین خیال اُس کے سمایا ہے بُرائی کا
لئے جاتا ہے سر پہ کوئلے جو آدمی اپنے
سمائی ہے یہ دھن اُس آدمی پر گیند کو پھینکے
نہین گھوڑون کے پاؤن کی بھی کچھ آواز آتی ہے
مگر یہ برف اپنے ساتھ خاموشی کو لائی ہے
مگر اک ڈاک والا جو گلی مین آتا جاتا ہے،
وہی بس ایک دروازہ ہراک کا کھٹ کھٹاتا ہے

مگر کچھ دن مین ہو جاتا ہے اچھا انتظام اُس کا
کہ سڑکون پہ نہین رہتا کسی صورت سے نام اُس کا
بڑے افسوس کی ہے بات جب گرتی ہی برف آکر
پڑا رہنے نہین دیتے ہین پھر کیون اُس کو سڑکون پہ
کسی گھر مین ہو چرچا ہے نہین اب روشنی ہوگی
کہ بوڑھی عورتون نے دی خبر ہے برف باری کی
اگر تم اچھے لڑکے ہو، اگر تم خوب پڑھ لوگے
تماشا دیکھنا اس برف کا یورپ مین پھر جا کے

ایک گھرانے کی قبرین

(ایف ہیمنس)

ہوئی تھی پرورش پہلو بہ پہلو جن کی دنیا مین
ہوئی تھی حسن کی شہرت بھی ہر سو جن کی دنیا مین
جنھون نے بھر دیا تھا ایک گھر کو شادمانی سے
بہت کچھ رشک تھا لوگون کو اُن کی کامرانی سے
بنائی ہین نہین معلوم قبرین اُن کی کیا کر کے
پہاڑون اور دریاؤن نے جو رکھا جدا کر کے
تھی سب کی ایک ہی مان جو محبت کرتی تھی اُن سے
ہر اک کے گورے گالون کو جو بوسہ دیتی تھی آ کے

ہر اک کے پن کھلے پھولوں کو رکھتی تھی نگاہوں میں
دعائیں کرتی تھی سب کے لئے وہ خانقاہوں میں
کہاں ہیں سونے والے وہ جو سوتے رہتے تھے شب بھر
نظر آتے نہیں لیکن پڑے ہیں خالی سب بستر

پڑا ہے مغربی جنگل میں اک ندی کے بازو پر
درختوں نے کیا سایہ ہے اس کی قبر پہ آکر
یہ وہ سوتا ہے جس کے گھر کا گھر تھا اس کا اک گلشن
مگر آرام گہ کو جانتے ہیں اس کے امریکن

پڑا سوتا ہے اک سنسان اور نیلے سمندر میں
جہاں گہرائی میں موتی پڑے ہیں سیپ کے گھر میں
بہت ہر دل عزیز اور سب کا پیارا تھا وہ کیسا ہی
مگر اس کی نشیبی قبر آنسو تک نہیں باقی

وہاں سوتا ہے وہ انگور ہوتے ہیں جہاں پیدا
بہت ذی علم تھا دنیا کی سب باتوں سے واقف تھا

مگر اسپین کے خونریز میدان مین اُسے دیکھو
لڑائی مین وہین مارا گیا تھا وہین ڈھونڈھو

اور اک وہ جو کہ مہندی کے درختون مین چھپ جاکر
بہت ہلکی ہوا سے پھول جھڑ جاتے ہین مرجھا کر
مگر مرجھا گئی اٹلی کے پھولون مین کلی میری
جوان تھی اور تھی اک یادگارِ آخری میری

جدا ہو کر وہ اس صورت سے گہری نیند مین سوتے
جو کھیلا کرتے تھے مل جُل کے سب اک پیڑ کے نیچے
ادب سے آکے سب تھے بیٹھتے مان باپ کے آگے
دعا مین ہو کے شامل سب کے سب آمین کہتے تھے
وہ جن کے قہقہون سے سارے کمرے گونج جاتے تھے
انگیٹھی کے قریب آکر وہ سب خوشیان مناتے تھے
جوانی کی امنگین تھین جوانی کے یہی دن تھے
ہمارے سامنے پیدا ہوے تھے ایسے کیا سن تھے

محبت کا یہین پر خاتمہ ہے اے زمین! بتلا؟
نہین ہوتا اگر اس کا اثر قبرون مین کچھ اصلا

توسخت افسوس ہے اور رنج ہے ایسی محبت پر
تحمل چاہئے انسان کو ہر اک مصیبت پر

ابو بن ادھم اور فرشتہ

(لائینطہ ہنٹ)

ابن ادہم (جس کی دی اولاد مین برکت خدا)
ایک شب وہ چین سے تھا اپنے گھر مین سو رہا
خواب راحت سے یکایک آنکھ اُس کی کھل گئی
چاندنی خوش منظری کے ساتھ تھی پھیلی ہوئی
دیکھا اُس نے روشنی مین چاندکی یہ ماجرا
اک فرشتہ اُس کے کمرے مین ہے بیٹھا لکھ رہا
جب یہ دیکھا لکھ رہا ہے ایک وہ زرّین کتاب
دل قوی کرکے گیا وہ پاس اُس کے پھر شتاب
اور کہا کیا لکھ رہے ہین آپ کیسا ہے ماجرا
اک محبت کی نظر سے دیکھکر اُس نے کہا
مین محبان خدا کے نام لکھتا ہون یہان،
اور سے لکھنے کے لئے مجھ کو ملا ہے یہ مکان،

ابن ادھم نے کہا ہے اس میں میرا نام بھی
بولا وہ ایسا کیا ہے تمنے کوئی کام بھی؟
پھر کہا آہستگی سے اُس نے یہ سب ہے بجا
لیکن اتنا مان لیجے آپ بھی کہنا مرا،
جو محبان خدا کو دوست رکھتے ہیں یہاں
اور سمجھتے ہیں انہیں محبوب رب دو جہان
آپ اُن لوگوں میں میرے نام کو لکھ لیجئے
میرے حال زار پر اتنی عنایت کیجئے
نام اُس کا لکھ کے وہ نظروں سے غائب ہو گیا
ابن ادھم خوابگہ میں اپنی جاکر سو گیا،

ایک شب پھر وہ فرشتہ آگیا اُس کو نظر
چاند کی تھی روشنی اُس وقت پورے طور پر
اور کہا اُس نے کہ نام اُن کے ذرا پھر دیکھئے
چاہتے ہیں جو کہ لوگوں کو خدا کے واسطے
یہ ہیں وہ جو ہیں محبان خدا سے بھی سوا
اُن کا درجہ ہے محبان خدا سے بھی بڑا
اور ابو کا نام اُس نے سب سے پہلے تھا لکھا

نام اُسکا اور ناموں کا بنا تھا رہ نُما
دیکھکر یہ خوش ہوا وہ اپنے جی ہین کس قدر
وہ رہا ہمدرد اپنے بھائیون کا عمر بھر

مارچ پر کچھ شعر

(ورڈس ورتھ)

بہ رہی ہین ندیان مرغ سحر ہے بولتا
چھوٹی چڑیان چہچہاتی پھر رہی ہین جابجا
جھلملاتی جھیل ہے اور ہے چمکتی اُس کی ریت
دھوپ ہی مین کرتے ہین آرام دیکھو سبز کھیت
بچّے بوڑھے اور قوی ہین کام مل کر کر رہے
اور چراگاہون کے اندر جانور ہین چر رہے
جانور کچھ اس طرح آکر گرے ہین گھاس پر
شام تک دیکھو اُٹھاتے ہی نہین ہین اپنا سر
بھاگ جاتی جس طرح اک فوج ہے کھاکر شکست
برف بھی یون ہی ہوا ہے منتشر پاکر شکست
ہے اگر باقی تو وہ ننگے پہاڑون مین کہین،
ہوگئی ہے صاف ورنہ سارے جنگل کی زمین

ایک لڑکا گاؤن والے کا ہے کیسا گا رہا
اور پہاڑون مین مسرت کا سمان ہی چھا رہا
آگئی چشمون مین جان ، اور ندیان ہین بہ رہی
آسمان ہے صاف بالکل ختم بارش ہوگئی

رائل جارج (جہاز) کی گم گشتگی

(ڈبلیو کاپر)

بجے ہین اُن دلیرون کے لئے معبد کے سب گھنٹے
جو موجون کے تلے آکر سمندر مین ہین سب ڈوبے
وطن کے پاس آکر آٹھ سو اکبار گی ڈوبے
یہ وہ تھے جو جوانمردی مین اپنی پوری اُترے تھے

مرمت کے لئے سب آگئے کشتی کے اک رُخ پر
اُٹھا پانی سے اُس کا دوسرا رخ بوجھ کو پاکر
یکایک آگیا جھونکا ہوا کا جُھک گئی کشتی ،
اور اُن کو لے لیا آغوش مین موجون نے پانی کی

بہت کچھ جوش سے معبد کی گھنٹی بجتی جاتی ہے
گیا ہے "کیمپن فیلٹ" جیسا آج دنیا سے

مگر وہ لڑچکا ہے آخری بحری لڑائی کو،
ہوا ہے ختم اُس کا کام جو عزت کا تھا اب تو

لڑائی تھی نہ طوفان تھا ڈبو دینے کو کشتی کے
نہ تھا سوراخ بھی کوئی نہ ٹکرائی چٹانوں سے
وہ جب ڈوبا تو تھی تلوار اُس کی نیام کے اندر
قلم وہ انگلیوں سے پکڑے کچھ لکھتا تھا کاغذ پر

نکالو پانی کے اندر سے ایسی جنگ جو کشتی،
لرز جاتا ہے جس سے خوف کھا کر دشمنوں کا جی
مرے اس قول کی تائید میں لے آو وہ آنسو
جو نکلے مغربی آنکھوں سے بن کر رنج کے پہلو

مگر شہتیر اُس کے ہیں ابھی تک کام کے قابل
وہ پھر تیرائی جا سکتی ہے اب کچھ بھی نہیں مشکل
سمندر میں سنا سکتی ہیں پھر توپوں کی آوازیں
لڑائی پر وہ پھر آ سکتی ہے گر کام اُس سے لیں
گیا جب کیمپن فیلٹ اور پورا ہو چکا مقصد
ظفر یابی کی وہ طے کر چکا تھا آخری یہ حد

وہ اُس جاکے آٹھ سو جان باز لیکن آنہین سکتے
چلے سو مرتبہ کشتی مگر وہ پا نہین سکتے

ہوا کس راستے سے آتی ہے

(ورڈس ورتھ)

ہوا آتی کہان سے ہے ٹھہرتی ہے کہان جاکر
وہ پانی پر ہے چلتی اور برفیلے پہاڑون پر
وہ چلتی جنگلون مین اور ہے ایسی چٹانون پر
کہ جس پر بھیڑ کے بچے ٹھہرتے ہی نہین جاکر
وہ جب چلتی ہے تو کرتی ہے اک آواز بھی پیدا
ہر اک ننگے شجر پر زور سے کرتی ہے واویلا
نظر آجائیگی تم کو جو اوپر تم نظر ڈالو
مگر دنیا مین کوئی بھی بتا سکتا نہین اُس کو
کہان جاتی ہے وہ اور چلتی ہے اس طرح سے کیونکر
کبھی چلتی ہے آہستہ کبھی ہوتی ہے زورون پر
اندھیرے کونے مین جاکر ٹھہر جاتی ہے وہ اکثر
بجا دیتی ہے گھنٹی زور سے کونے مین وہ جاکر
اگر دیکھو گے تم، تو دیکھنے سے کچھ نہین ہوگا
سوا سے برف کے ٹکڑون کے پاؤ گے نہ کچھ بھلا

کبھی غاروں کے اندر جاکے وہ ہو جاتی ہے بلبل
بجاتی ہے وہ سیٹی اس طرح جس طرح ہو سارس
وہاں بھی تم اگر ڈھونڈو تو پالو گے مقام اُس کا
مگر خالی جگہ ہوگی نہیں پاؤ گے نام اُس کا
لگے ہوں گے وہاں پر ڈھیر سوکھے پتوں کے اکثر
جو چوروں اور فقیروں کے لئے بن جاتے ہیں بستر
مرے ہمراہ چلنا باغ میں کل، میں بتادوں گا
ہوا موجود رہتی ہے وہاں تم کو دکھادوں گا
بڑا سا ایک رستہ اُس نے شاخوں میں بنایا ہے
بہت سی ڈالیوں کو توڑ کر ہر سمت پھینکا ہے
خدا کا شکر ہے اک سیدھی ٹہنی چھوڑ دی اُس نے
اُٹھایا سر بڑے ہی تمکنت کے ساتھ ہی جس نے
گزشتہ موسم گرما میں تم نے اُس کو دیکھا تھا
لدی تھی خوب سیبوں سے وہ منظر کتنا اچھا تھا
ٹھہر جاتی ہے چھت پر اور وہاں وہ غرغراتی ہے
وہ گویا پتھروں میں اپنے پنجوں کو جماتی ہے
گرا دیتی ہے ایسی کھڑکھڑاہٹ سے انہیں نیچے
کہ جیسے زخمیوں کو جنگ میں ہیں پھینکتے جاتے

اُسے چلنے دو چاروں سمت وہ دُکھ دی نہیں سکتی
بڑے آرام سے ہیں گرم ہم نے آگ ہے رکھی
نہیں سکتی ہے اُس کی ہوا چلتی ہے وہ کیسی
بہت ہی مستقل ہے روشنی بھی موم بتی کی
کتابیں ہم کو پڑھنا ہیں مگر ہیں کیسی آوازیں
سمجھتا ہوں کہ یہ ہیں آٹھ کے گھنٹے کی آوازیں
چلو بستر پہ چل کے کام اپنی مرضی کا کریں ،
کتابیں بھی وہیں بستر پہ جا کے اپنی ہم دہرائیں
ہمیں پروا کیا گو کھٹ کھٹائے لاکھ دروازے
ہم اندر اُس کو آنے ہی نہ دیں گے لاکھ سر پٹکے
ہزاروں مرتبہ وہ کھڑکھڑائے کھڑکیاں اُسکی
کرے فریاد لیکن اب ہوا پائے کہاں اس کی
اُسے تم ڈھونڈھ لینے دو جہاں بھی ہو سکاں اُسکا
کہ مٹ جائے کسی صورت یہاں سے تو نشاں اُسکا
بہت ہی گرم ہے یہ ادراک آرام کا گھر ہے
سمجھتے ہو کہ ناصر اور میرے نام کا گھر ہے

ڈیفوڈلس

(ورڈس ورتھ)

مین اُس دریا کی اک دن سیر کرنے کے لئے پہونچا
کہ جو اونچے پہاڑون وادیون مین پھرتا ہے بہتا
یکایک اک سُنہری پھول کا تختہ نظر آیا
کہ جو پھیلا ہوا اک جھیل کے بالکل کنارے تھا
وہ سایہ مین درختون کے بہت ہین ناچتے پھرتے
کبھی ہین ڈالیون پر اور کبھی پانی مین ہین گرتے
مسلسل اُن ستارون کی طرح پھیلے ہوے وہ تھے
چمکتے رہتے ہین جو کہکشان مین کیسی خوبی سے
وہ پھیلے ایک ہی خط مین تھے دریا کے کنارے پر
اٹھاتے تھے وہ مستانہ ادا سے اپنا اپنا سر
ہزارون پھول تھے اور تازگی تھی خوب پھولن پر
بہت ہی خوبصورت ہوتا تھا معلوم وہ منظر
چلین آتی تھین موجین اُن مین گو اٹکھیلیان کرتی
مگر سبقت نہین لیجاتین تھین اس پھول سے کچھ بھی
یہ وہ دلچسپ صحبت تھی کہ خوش وہ کس قدر ہوتا
کسی شاعر کا ایسے پر فضا مین گر گذر ہوتا

بہت ہی دیر تک دیکھا کیا، تم جان سکتے ہو
کہ اس منظر نے کیسی اچھی دولت بخشدی مجکو
میں ہوں بیکار یا مشغول جب بستر پہ جاتا ہوں
تو دل کی آنکھوں کے آگے اُنھیں پھولوں کو پاتا ہوں
میں جب ہوں دیکھتا اِن کو تو کیسا جی ہے خوش ہوتا
نظر آتے ہیں مجھکو خواب میں میں ہوں اگر سوتا
خوشی کے دلولوں سے میرا دل ہے خوب بھرجاتا
جو میرے سامنے یہ خوبصورت پھول سے آتا

رات کی چڑیا

(سی کنگس لے)

سمندر کے سفر میں سوتے سوتے جاگ اُٹھا میں
نظر آیا مجھے طرفہ تماشا دیکھتا تھا میں
اندھیری رات تھی اور ایک چڑیا چہچہاتی تھی
شجر کی سب سے اونچی شاخ پر بیٹھی وہ گاتی تھی

جزیروں سے مگر یونان کے تو آئی ہے چڑیا
نشان تیرا کناروں پر ہے بحر سین کے ملتا
یہ ممکن ہے کہ تو اُس مشرقی جنگل سے آئی ہو
سمندر کے کنارے پر نظر آتا ہے جو مجھ کو

مین ایسے دور شہرون سے نہین آئی ہون ٹیگ
اگرچہ ملک میرا ہے بہت دور ایسے شہرون سے
بنایا ہی خدا نے میرے ، مجھکو رات کی چڑیا
دیا ہے کام جو اُس نے مین کرتی ہون اُسے پورا

تو گائے جا سویرے تک بجا کر سیٹیان اپنی
پڑی ہے رات ساری ختم کردے داستان اپنی
تلاطم ہے سمندر مین روان آہستہ ہے کشتی
تو گائے جا سنائے جا یہ اپنی زمزمہ سنجی

پُرانی دنیا سے ٹکراتی ہین موجین سمندر کی
نئی دنیا کے ساحل پر پہونچ جاتی ہین یہ جلدی
چلین گی صبح صادق کی ہوائین جبکہ دریا مین
چلی جانا زبان کو بند کرکے اپنی صحرا مین



خواب کا ملک

(آر۔ ایل۔ اسٹی ون سن)

سحر سے شام تک میں دوستون کے پاس جاتا ہون
کبھی سنتا ہون کچھ ان سے کبھی اپنی سناتا ہون
مگر جب رات ہو جاتی ہے اور جاتا ہون بستر پر
تو مجھ کو خواب کے ملکون کا آتا ہے نظر منظر

نہین ہمراہ کوئی ہوتا ہے جاتا ہون مین تنہا
بتاتا ہے نہین کوئی کہ اب مجھ کو ہے کیا کرنا
اکیلا مین چلا جاتا ہون چشمون کے کنارے پر
پہاڑون پر کبھی مین بیٹھتا ہون خواب مین جاکر

وہان آتی ہین میرے واسطے ایسی نئی چیزین
بہت سی دیکھنے کی ہین بہت سی کھانے کی چیزین
بھیانک منظرون کو دیکھکر ڈرتا ہون مین پھر تو
سحر ہو جاتی ہے بس خواب ہی کے ملک مین مجھ کو

مین اپنی واپسی کا راستہ خود ڈھونڈھ لیتا ہون
یہ ممکن ہی نہین ہین دن کو پھر اُس ملک مین جاؤن
نہ اُن کے راگ مجھکو یاد ہوتے ہین جو مین گاؤن
نہ ایسا صاف رستہ دن مین جو اُس ملک کو پاؤن

سفر

(اسٹی ون سن)

مین جانا چاہتا ہون بحر کاہل کے کنارے پر
جزیرے ہین جہان طوطون کے بس ڈالے ہوے لنگر
پہاڑی طوطے ہین رہتی ہین اون مین بکریان کیسی
بناتا تھا جہان تنہا کروسو کشتیان کیسی
نکل کر مغربی شہرون سے باہر دیکھئے منظر
مساجد اور گنبد جو کہ ہین باغات کے اندر
نظر آتی ہین بازارون مین ایسی قیمتی چیزین
تجارت کے لئے جو دور کے شہرون سے آتی ہین
جہان ہے چین کی دیوار اور ہے ریت کا طوفان
نظر آتا ہے اُس کے اک طرف مواج ریگستان
اور اُس کی دوسری رخ پر نظر آتی ہے آبادی
کہین بجتے ہین گھنٹے اور کہین غم ہے کہین شادی

جہان ہین گرم صحرا اور چوڑے پھیلے جنگل ہین
جہان ہین ناریل کے پیڑ اور لنگوروں کے دل ہین
جو انگلستان کے ہین جنگلون کی طرح خوش منظر
جہان رہتے ہین حبشی کھیلتے ہین جو شکار اکثر
جہان ہین نیل کے دریا مین پھرتے اژدہے کیسے
پکڑتی مچھلیان و بطخین ہین اُڑ کر سامنے اُن کے
جہان ہین جنگلون مین کیسے مردم خوار وہ چیتے
لگا رہتا ہے جن کو موت کا دھڑکا شکاری سے
چلا آتا ہے کوئی پالکی مین بیٹھ کر کیسا
بہت اچھا نظر آتا ہے چلنا شہر مین ان کا
جہان اجڑے ہوے کچھ شہر ریگستان مین پاتے ہین
بجاے گاڑیون کے قافلے اونٹون کے جاتے ہین
ہر اک چھوٹے بڑے کی شادمان ہے ہر گھڑی صورت
امیرون اور غریبون کی وہان ہے ایک ہی حالت
گلی اور گھر مین ہے کیسی اُداسی شام سے چھاتی
نہ بچون کی نہ بوڑھون کی ہین آوازین وہان آتی
نہین ہوتی ہے کچھ بھی روشنی جب رات ہوتی ہے
نہین معلوم کس صورت سے وہ مخلوق سوتی ہے

وہان جب جاؤن گا مین پیٹھ پر اک ونٹ کی چڑھ کر
تو کچھ دن مین کما لون گا وہان جا کر مین مال و زر
کرونگا آگ روشن ایک گرد آلود کمرے مین
وہان دیکھون گا اُس کمرے کی دیوارون پہ تصویرین
بہ کثرت فوج کی آمد کی اور اُن کی بھلائی کی
بہادر لوگون کی اور اِس زمانہ کی لڑائی کی
پرانے مصری بچون کے کھلونے پاؤن گا جا کر
پڑے ہون گے جو اک گوشہ مین اُسکی خاک کے اندر

لندن کا دریا

(الیف۔ ای۔ ویڈرلے)

وہ دن ہون سرد یا ہون گرم تم دیکھو کبھی جا کر
کھڑے رہتے ہین دو بھائی بہن پل کے کنارے پر
لئے ہین ٹوکری پھولون کی اپنے چھوٹے ہاتھون مین
رکھی ہین پاس اُن کے نیلوفر کے پھول کی سنکین

غریب اور صاحب زر سب ہی اس پل سے گذرتے ہین
مگر کوئی نہین کچھ ڈالتا اُن کی طرف نظرین
نہ اُن کے کپکپاتے ہونٹون پہ کوئی نظر کرتا
نہ اُن کی ملتجی آنکھون کا کوئی دیکھنے والا

اکھٹے لوگ ہو جاتے ہین پل پر اور گذرتے ہین
مگر اُن کی صدا پر کچھ نہین وہ کان دھرتے ہین
یہ مجمع دیکھکر دونون ششدر ہو گئے پیچھے
وہ لڑکی راگ اپنا گا کے اُس مجمع مین پھر کھسکی

وہ اپنے گھر کا اور اُس آسمان کا دھیان کرتی ہے
سمندر پار سے جو جپہ جان و دل سے مرتی ہے
وہ تازہ تازہ انگورون کو ہردم یاد کرتی ہے
مگر اُس کی صدا پر کان کب مخلوق دھرتی ہے

بھلا کوئی جماعت کب توجہ ان پہ کرتی ہے
وہی کچھ جانتا ہے جس کے اوپر یہ گذرتی ہے
نہین سنتا صدا اُن کی نہین سنتا صدا اُن کی
سنائین کس کو سنتا کوئی بھی کچھ ہے بھلا اُن کی

بہے جا اے سمندر اور جہازون کو بہائے جا
تماشا رقصِ دریائی کا تو اپنے دکھائے جا

تبسّم ہاے شادی اور اشک غم رہین تجھ ہین
تجارت کو ترقی دین تری اٹھتی ہوئی موجین

اندھا لڑکا

(سی کیبر)

روشنی کہتے ہین جس کو وہ کھو کیا چیز ہے
مجھ کو اُس کا حظ اُٹھانے کی کہان تمیز ہے
تم نہین پہچانتے ہو گر نظر کی برکتین
اپنے اندھے لڑکے سے پوچھو کہ وہ کیا چیز ہین

ذکر کرتے ہو تم اُن چیزون کا جو ہو دیکھتے
روز ہو تم چاند سورج کی چمک کو دیکھتے
مین مگر سورج کو گرمی ہی سے ہون پہچانتا
رات اور دن وہ بناتا ہے نہین مین جانتا

اپنا دن اور رات مین خود ہی بناتا ہون مگر
جب کبھی سوتا ہون مین یا کھیلتا ہون اپنے گھر
مین اگر جاگون تو دن ہے، مین اگر سو جاؤن رات
شام ہو جاے گی بس یون ہی مری صبح حیات

تم کو اکثر سنتا ہون آہین بہت بھرتے ہوے
میرے حالِ زار پر افسوس و غم کرتے ہوے
صبر سے برداشت کر لیتا ہون لیکن مین اُسے
وہ کمی جس کا مجھے مطلق نہین کچھ علم ہے

میرے اطمینان کو ہرگز نہ ضائع کیجئے ؛
جس کو حاصل کر نہین سکتا ہون مین اُس بات سے
اس طرح گاتا ہون مین جس طرح کوئی بادشاہ
گو کہ ہون مین ایک مفلس میری حالت ہے تباہ

گاؤن کا حداد

(لانگ فیلو)

کھڑا ہوتا ہے وہ بلوط کے ایک پیڑ کے نیچے
لوہاری کا وہ سب سامان رکھتا پاس ہے اپنے
بہت کچھ وہ قوی ہے ہاتھ بھی اُسکے ہین زور آور
سلاخین لوہے کی ہین اُس کے ہاتھون کی رگین اکثر

وہ اُس کے بال کالے اُس کا چہرہ مثل چمڑے کے
جو بھیگا رہتا ہے ایما ندارانہ پسینہ سے ،

جو کچھ ہو سکتا ہے اُس سے کماتا ہے وہ محنت سے
وہ روزی اپنی پیدا کرتا ہے کیسی مشقت سے

ہمیشہ صبح سے وہ شام تک کام اپنا کرتا ہے
وہ اپنا پیٹ ایسی سخت محنت کر کے بھرتا ہے،
ہتوڑے کی چلی آتی ہین اُس کی ایسی آوازین
موذن مسجدون مین جسطرح دیتے ہین اذانین

کھلے دروازہ مین سے جھانکتے ہین اُس کو سب بچے
پسند اُن کو ہین اُس کی آگ کی بھٹی کے انگارے
پکڑنے دوڑتے ہین اُس کے وہ اُڑتے ہوے شعلے
ہوا مین پھیلتے رہتے ہین جو بھٹی سے اُڑ اُڑ کے

وہ مسجد جاتا ہے جمعہ کو لیکر اپنے بچون کو،
وہ خطبہ سُن کے اُن سے کہتا ہے اب تم دعا مانگو
وہ جب سنتا ہے اپنے بچون کو پڑھتے ہوے قرآن
تو ہو جاتا ہے وہ قرآن کو سنکر بہت ہی شادان

بہت ملتی ہوئی آواز ہے ماں سے جو لڑکی کی
سمجھتا ہے کہ اس لڑکی کی ماں قرآن ہو پڑھتی
نظر آجاتے ہین انداز پھر اُس کی محبت کے
خیال آتے ہی بس آنسو نکل آتے ہین آنکھون سے
وہ ہر اک صبح اُٹھ کر پہلے اپنا کام کرتا ہے
جب اپنا کام کر لیتا ہے تب آرام کرتا ہے
خوشی سے رنج اور محنت سے سارے کام ہوتے ہین
جو اپنے کام کرتے ہین انہین کے نام ہوتے ہین

سبق کامون سے تیرے روزمرّہ ہم یہ پاتے ہین
کہ قسمت زندگی کی بھٹی ہین کیونکر بناتے ہین
مشکل کرتے ہین کس طرح سے اپنے خیالون کو
خوشی کرتے ہین حاصل دور کرتے ہین ملالون کو

بہت کچھ شکریہ اے دوست تیرا تو نے سکھلایا
طریقہ کام کرنے کا ذریعہ زندگانی کا
بتایا تو نے ہم کو زندگی کیونکر گذرتی ہے
وہ اس دنیا مین کیونکر کس طرح پر کام کرتی ہے

جنگ بلینہم کے بعد

(ساوتھی)

کر چکا تھا ختم اپنا کام بوڑھا کاسپر،
اپنے گھر میں کر رہا تھا زندگی کے دن بسر
دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا گھر کے آگے کاسپر
کھیلتی پھرتی تھی اُس کی چھوٹی پوتی گھاس پر

اُس نے اپنے بھائی کو دیکھا کہ کچھ ہے اُسکی پاس
کھیلتا پھرتا ہے اُس سے، کھیل میں ہے بدحواس
ایک ندی کے کنارے مل گئی تھی وہ پڑی
اس نے جو دیکھا کہ وہ ہے گول اور چکنی بڑی

کاسپر نے لے لیا لڑکے سے اُسکو دیکھکر
ایک آہِ فطرتی بھر کر ہلا یا اپنا سر
اور کہا یہ ہے کسی غربت زدہ کی کھوپری
جو کہ ہے مارا گیا بے شک لڑائی میں کبھی

باغ مین بھی مین بہ کثرت ان کو پانا ہون پڑی
جب چلاتا ہون مین ہل کو ہوتی ہے مشکل بڑی
پھر کہا اُس نے ہوئے لاکھون لڑائی مین ہلاک
مدتین گذرین بہت سے ہو گئے گل سڑ کے خاک

اُس کے لڑنے کا کہا کچھ تو سبب بتلایئے
کیون لڑے آپس مین یہ کیا بات تھی فرمایئے
یہ لڑائی کیون ہوئی کیون آگیا دل مین غبار
اُس کی پوتی کو بھی اُس کے سُننے کا تھا انتظار

کاسپر کہنے لگا انگریزون ہی نے دی شکست
بھاگ نکلے جن سے کھا کے سب فرانسیسی شکست
یہ نہین معلوم مجھ کو کس غرض سے وہ لڑے
صرف یہ معلوم ہے لاکھون لڑائی مین کٹے

اُسطرف ندی کے تیرے باپ کا تھا جو مکان
اُس مکان کو کر دیا اُن لوگون نے آتش فشان
اپنے بی بی بچون کو لیکر روانہ ہو گئے
جب ہی تو ہم اس لڑائی کا فسانہ ہو گئے

کر چکے برباد سارے ملک کو وہ بد سرشت
سیکڑون معصوم بچون کو ملی ان سے بہشت
یہ عموماً ہر لڑائی مین یہان دستور ہے
اس شراب معصیت مین سارا یورپ چور ہے

اک نہایت دلشکن منظر تھا پیدا بعد جنگ
دھوپ مین تھین سڑ رہین لاشین ہزارون رنگ رنگ
ہر لڑائی مین یہی ہے جنگ کا پہلا قصور
اس قدر سفاکیان یورپ مین اب تک ہین ضرور

افسران جنگ کے مداح ہین چھوٹے بڑے
اور بھی جن سے بڑھے سفاکیون کے حوصلے
بولی یہ لڑکی کہ تھی یہ بات تو بے شک بری
کاسپر بولا، نہین یہ ایک بھاری فتح تھی

لڑنے والون کی ہوئی تھین حوصلہ افزائیان
مرنے والون پر اگرچہ ہو گئے جور نہان
جب کہا لڑکے نے کچھ ان مین نہ تھی عقل سلیم
کاسپر بولا، نہین بیٹا یہ تھی فتح عظیم

ایک پس و پیش کرنے والا اسکول کا لڑکا

(ڈبلیو کاپر)

تھا اسکول میں ایک اچھا سا لڑکا جو اک مطمئن دل تھا پہلو مین رکھتا
بہت سے بہ لڑکون نے تجویز سوچی کہ دیکھین ذرا اس کی ایمانداری
کہا ساتھیون نے چلو سانتھ تم بھی کرین باغ مین آج میوون کی چوری
تمہاری بھی امداد گر ہوگی شامل تو آسان ہو جائیگی اور مشکل
یہ سُنکر پڑا قلب پر اُسکے صدما نکل آئے آنسو کہا یہ ہے بیجا
پڑوسی کو ہم لوٹ لین یہ برا ہے نہ جاؤ وہان تم مری التجا ہے
غریب آدمی کا ستانا بُرا ہے وہ ان میوون سے روٹیان کھا رہا ہے
خیال اُسکے ان چھوٹے بچون کا کیجے جنہین پرورش کر رہا ہے انہین سے

کہا لڑکون نے تو بڑے نیک ہو تم زمانہ کے نیکون مین بس ایک ہو تم
بہت اچھی اچھی ہو باتین بناتے بہت تم کو سنجیدہ ہین ایسے پاتے
مگر ہم کو تو چاہیئے ناسپاتی گلہری بھی ہے باغ مین انکو کھاتی

اگر تم چلو گے تو حصہ ملے گا — نہین جاؤ گے تو تمہین کیا ملیگا

بہت کشمکش مین جب آخر پڑا وہ — خیال اپنے دل مین یہ کرتا رہا وہ
مین کتنا ہی روکون مگر جائینگی سب — غریبون کو نقصان پہونچائینگی سب
پڑے گر مصیبت اُٹھاؤن نہ مین کیون — بھلا باغ کے پھل بچاؤن نہ مین کیون
مگر ٹھیرے رہنے سے کیا فائدہ ہے — کہ چلنے مین تو یہ بڑا فائدہ ہے
اگر منحصر مجھ پہ یہ کام ہوتا — تو اُس باغ والے کو آرام ہوتا
درختون ہی مین پھل لگے رہتے سارے — وہ پک جاتے پھر قبضہ مین تھے ہمارے
مگر آج ہی توڑ لین گے وہ ان کو — یہ بہتر ہے ساتھ ان کے ہرگز نہ جاؤ
مگر ان کے ہمراہ جب جاؤن گا مین — تو ہر پہلو سے ان کو سمجھاؤن گا مین
سکون ہو گیا اوس کو یہ سوچکر کچھ — چلا اُن کے ہمراہ چپ تھا مگر کچھ
رہا ساتھیون کا مخالف وہان بھی — سنائی بہت کچھ انہین داستان بھی
مگر مل گیا لوٹ کا اُس کو حصہ — لیا تو مگر رنج تھا اُس کو اس کا
کہ مفلس بہت کچھ ہے وہ باغ والا — نکالا شریرون نے اُس کا دوالا
جو تھے اچھے میوے وہ سب کھا گئے تھے — بہت کچھ اُسے رنج پہونچا گئے تھے



ٹیوبل کین

(چارلس میکے)

"ٹیوبل کین" اک مرد جری تھا اور طاقت ور
وہ تھا اُس وقت جب کہ تھی یہ دنیا نو جوانی پر
رہا کرتی تھی روشن اُس کی دہشت ناک کی بھٹی
ہتھوڑے مارنے کی بھی وہیں آواز آتی تھی
چمکتے صاف لوہے پر اُٹھا کرتے تھے ہاتھ اُس کے
وہ جب پڑتے تھے، پیدا ہوتی تھیں چنگاریاں اُس سے
وہ جب تلوار اور بھالے بہت اچھے بناتا تھا
تو جوش قابلیت سے وہ ایسے راگ گاتا تھا
مبارک میری صنعت ہے مبارک ڈھال تلواریں
مبارک ہاتھ ہیں وہ، جو کہ اچھی طرح انکو لیں
حمائل جو کرے گا ان کو لے گا کام جو ان سے
وہ ہوگا بادشاہ اُس کو ملیں گے لطف دنیا کے

ٹیوبل کین کے نزدیک اکثر آدمی آ گئے
وہ اپنے کام میں مشغول تھا گو، پر ملا سب سے

ہر اک نے اُس کی تلواروں کی کی تعریف خوش ہو کر
بنائی تھیں جو مضبوط اور تیز اُن کے لیئے اکثر
تحائف میں دیا سونا، جواہر ہیرے جنگل کے
یہاں تک خوش ہوئے اُس سے کہ وہ سب مل کے یوں گائے
رہے خوش یہ ٹھوبل کین جس نے ہم کو دی قوت
مبارک آگ ہو اس کی مبارک اُسکی ہو صنعت
مبارک اُس کی تلواریں جو سچی فتح پاتی ہیں
ہمارے حوصلوں کو ہمتوں کو وہ بڑھاتی ہیں

یکایک اُس کے دل پر اک تغیر سا ہوا پیدا
وہ سورج ڈوبنے سے پہلے تھا اک رنج میں ڈوبا
یہ سوچا کس قدر خون ریزی میری ہے جو صنعت
پریشاں ہے مری صنعت کے باعث آج اک خلقت
بہت سے اپنے اندھے جوش میں آ کر لڑے ایسے
کہ دنیا کی زمیں ہے سرخ کیسی خون سے ان کے
کہا اُس نے کہ ہے بیکار اس دنیا میں وہ صنعت
کہ جس صنعت نے انسان کو بنایا آج بد خصلت
سمجھتا ہوں میں اُن کو سول جو کرتے ہیں پیکاں کا
بہائیں گے وہ اس سے خون اپنی نوع انساں کا

ٹیوبل کین کو افسوس تھا ان لینے والوں پہ
رکے ہاتھ اس کے لوہا کوٹنے سے خود بخود دم بھر
اسی کے ساتھ مدھم پڑ گئی کچھ آگ بھٹی کی
مگر پھر یک بیک چہرے پہ اُس کے خرّمی دوڑی
اُٹھا اور اُس کی ہمت دینے والی آنکھیں روشن تھیں
کیا مضبوط اپنے ہاتھ کو دو کام تھا سنگین
بلند ہونے لگے شعلے اوڑین چنگاریاں اُن سے
ٹیوبل کین خوش ہو کر لگا پھر دل میں یوں کہنے
نہیں پیدا کیا لوہے کو تلواریں بنانے کو
بنائی جاتی ہیں تلواریں بس اک خون بہانے کو
نہیں بیکار ہو جائے گی اس سے میری صنعت بھی
بناؤں گا میں اس لوہے سے آلاتِ زراعت بھی
ہزاروں آدمی جن کی سمجھ تھی تیز اور اچھی
ٹیوبل کین کی اس رائے میں تائید اُن کی تھی
اُنہوں نے اپنی تلواروں کو کھونٹی پر دیا لٹکا
اور اپنے تیز بھالے رکھدیے دیوار پہ یک جا
زمین پہ ہل چلایا، تھی طبیعت شاد ماں اُن کی
نظر آنے لگیں سرسبز پھر تو کھیتیاں اُن کی

وہ گانے تجھے خوش وخرم ہٹو بل کین ہو یارب
کہ ہین جس کی بدولت شاد وخرم آج سب کے سب
ہمارا دوست ہے وہ اور ہے مضبوط و طاقت ور
ہلون کی اس کی تعریفین کرین یہ فرض ہے ہم پر
مگر جور وجفا کا ہانہ جب ہو جاے گا اونچا
رعایا پر کریگا ظلم جب بے انتہا آقا
تو ہم تلوارون کو اور اپنے بھالون کو نہ بھولین گے
اگرچہ اُس کے ہل کا شکر یہ بھی ہین ادا کرتے

تتلی کی مجلس رقص

(لی ڑاسکو)

منادی کی یہ مچھر نے لگا کو لوٹیان اپنی
نہو غمگین طبیعت کو کرو تم شادمان اپنی ،
چلو تتلی نے کی ہے رقص کی اب منعقد محفل
کہ جس کی عیش و عشرت کی طرف کھنچتا ہے سب کا دل
چلو جلدی تمھاری منتظر عشرت کی محفل ہے ،
بڑی ہی کر و فر کی اور بڑی زینت کی محفل ہے
بہت سرسبز چکنی دوب پر نزدیک جنگل کے
جہان ہین خوبصورت پیڑ پھولون کے بھی اور پھل کے

یہ بزم رقص ہوگی آج اک بلوط کے نیچے
بہت ہی جو پرانا اور کھڑا ہے ایک مدت سے
زمیں کی جس قدر اولاد ہے سب بزم میں ہوگی
رعیت بھی ہوا کی آئے گی لینے کو دل چسپی
وہاں چیونٹا بھی اپنے ایک ایسے دوست کو لایا
کہ جو اندھا تھا اور تھا پست قامت اور بہت بوڑھا
چلے مچھر بھی مکھی بھی لیے سب رشتہ داروں کو
سنہرے، سبز، نارنگی، تھے کپڑے خوب پہنے جو
جھکاتے اپنے بازو آگیا پروانہ محفل میں
پھر آتے ہی اُس کے شمع کا افسانہ محفل میں
گلہری آئی جو اک بھوری، نیلی صدری پہنے تھی
وہ اپنے ساتھ اپنے دوست بھڑ کو بھی لگا لائی
مگر یہ ہو چکا تھا وعدہ گو آنے کو سب آئیں،
مگر اس بزم میں نقصان کسی کو بھی نہ پہونچائیں
گلہری جھانک کر سوراخ سے آبیٹھی دعوت میں
وہ اپنے ایک اندھے بھائی کو بھی لائی دعوت میں
وہاں گھونگا بھی آیا، تھک گیا کچھ دو قدم چل کے
تماشائی بنے ننھے جانور جتنے تھے جنگل کے

بنائی میز کو کر موتھا کی جو خوبصورت تھی
کنول کا پتہ دستر خوان تھا کھانے تھے اسپر ہی
تھے اُس پر مختلف قسمون کے کھانے اور سب اچھے
نہوتی جو مٹھاس اُن مین تو وہ ہو جاتے کب اچھے
غرض یہ تھی کہ وہ شیرین کرے دعوت کو تتلی کی
لے آئی شہد اپنا دوڑ کر جو شہد کی مکھی
نہایت شان کے قدمون سے پھر آگے بڑھا گھونگا
کیا وعدہ کہ وہ کچھ دیر اس محفل مین ناچے گا
وہ سب بے ساختہ ہنسنے لگے جس وقت وہ ناچا
ندامت سے لیا سر کھینچ اُس نے پیٹ مین اپنا
گیا وہ اپنے ایسے کمرہ مین آرام کرنے کو
نہین تھا راستہ جس مین ہوا کے بھی گذرنے کو
بڑھی جب رات کی سیاہی تو جگنو روشنی لایا
کہا سب نے کہ اب محفل کا ہم کو لطف آئے گا
مگر جانے دو جلدی سے کہ ہم کچھ دیکھ سکتے ہین
اندھیرے مین نہین چلنے کی طاقت ہے مگر ہم مین
نہین ہے منتظر کوئی مسافظ آپ کا ہمدا
مناسب ہے ابھی سے اپنے اپنے گھر کو چل دینا

